اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

# دین اسلام میں
# مسجد
## کی اہمیت و مقام

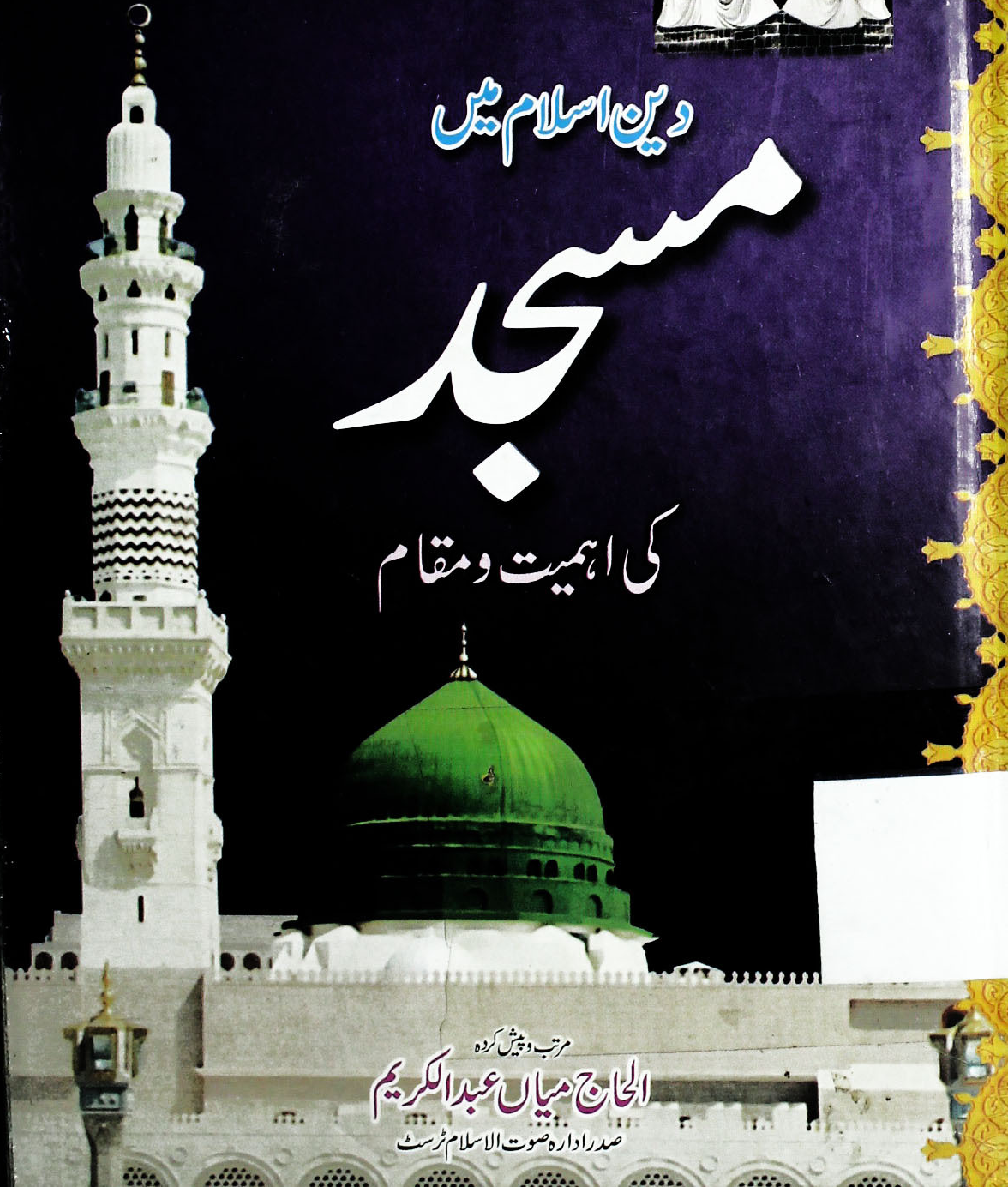


مرتب و پیش کردہ
الحاج میاں عبدالکریم
صدر ادارہ صوت الاسلام ٹرسٹ

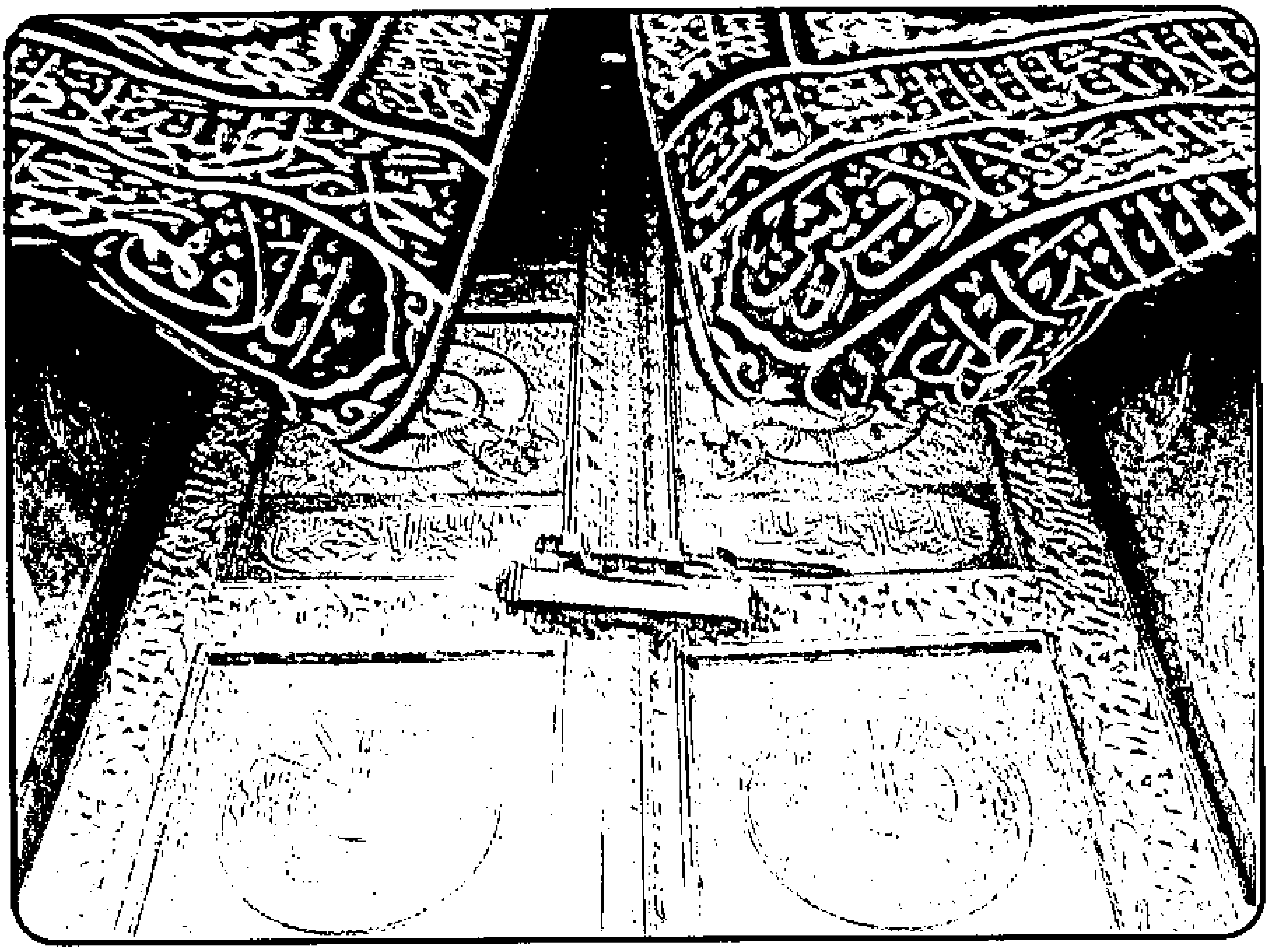

دروازہ بیت اللہ شریف

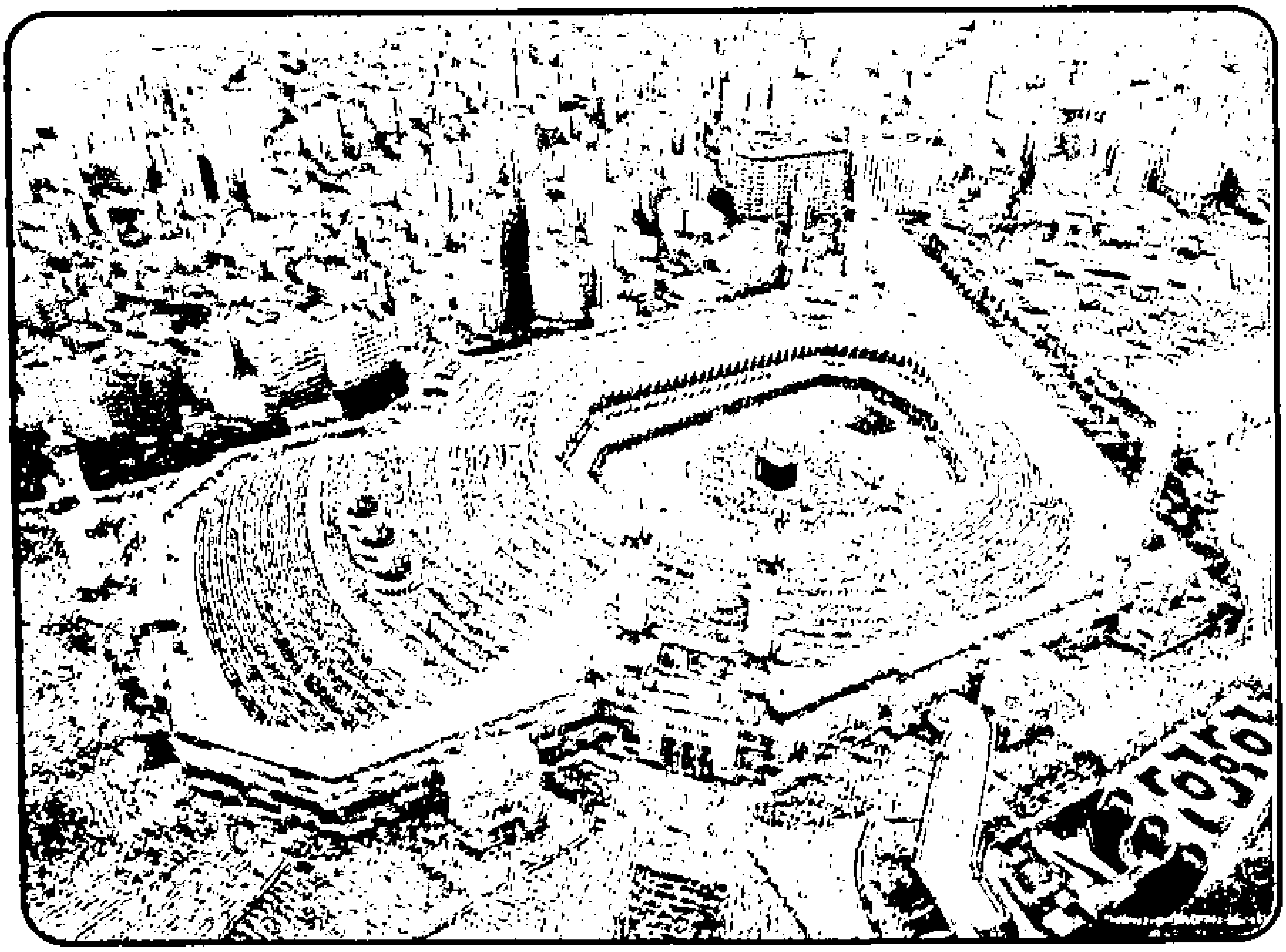

فضائی منظر بیت اللہ شریف

Marfat.com

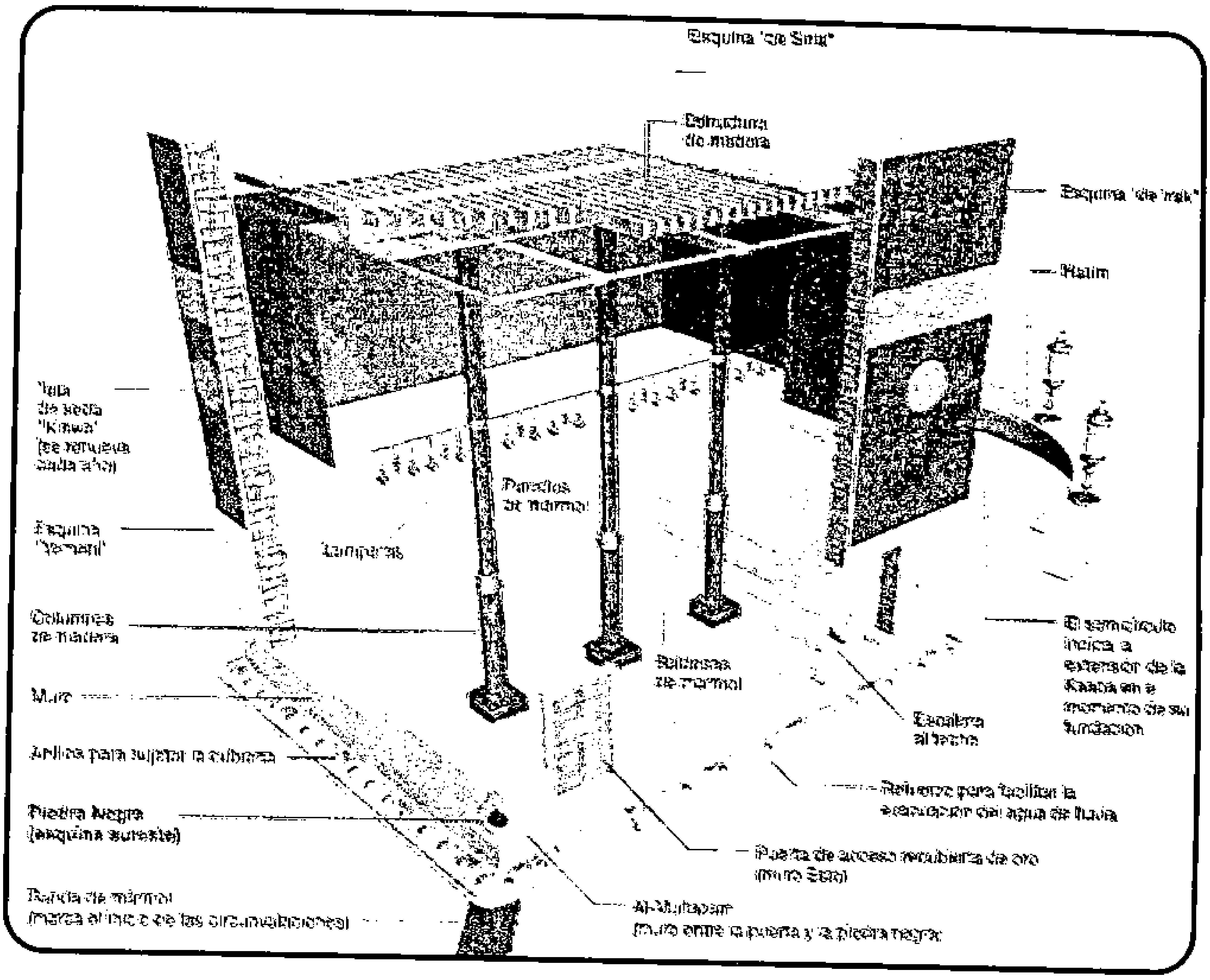


بیت اللہ شریف اندرون حصہ

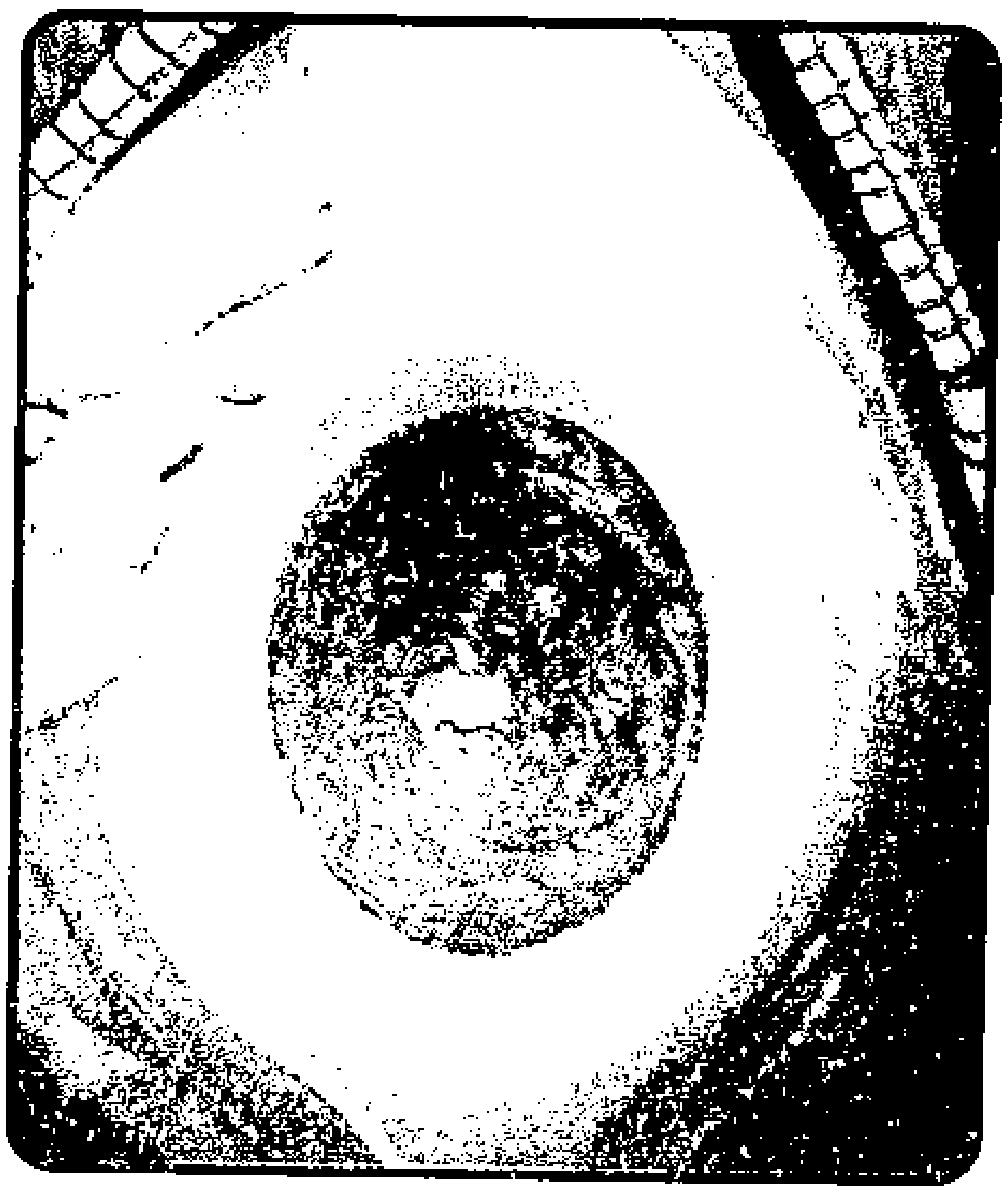

حجرِ اسود

آبِ زم زم

Marfat.com

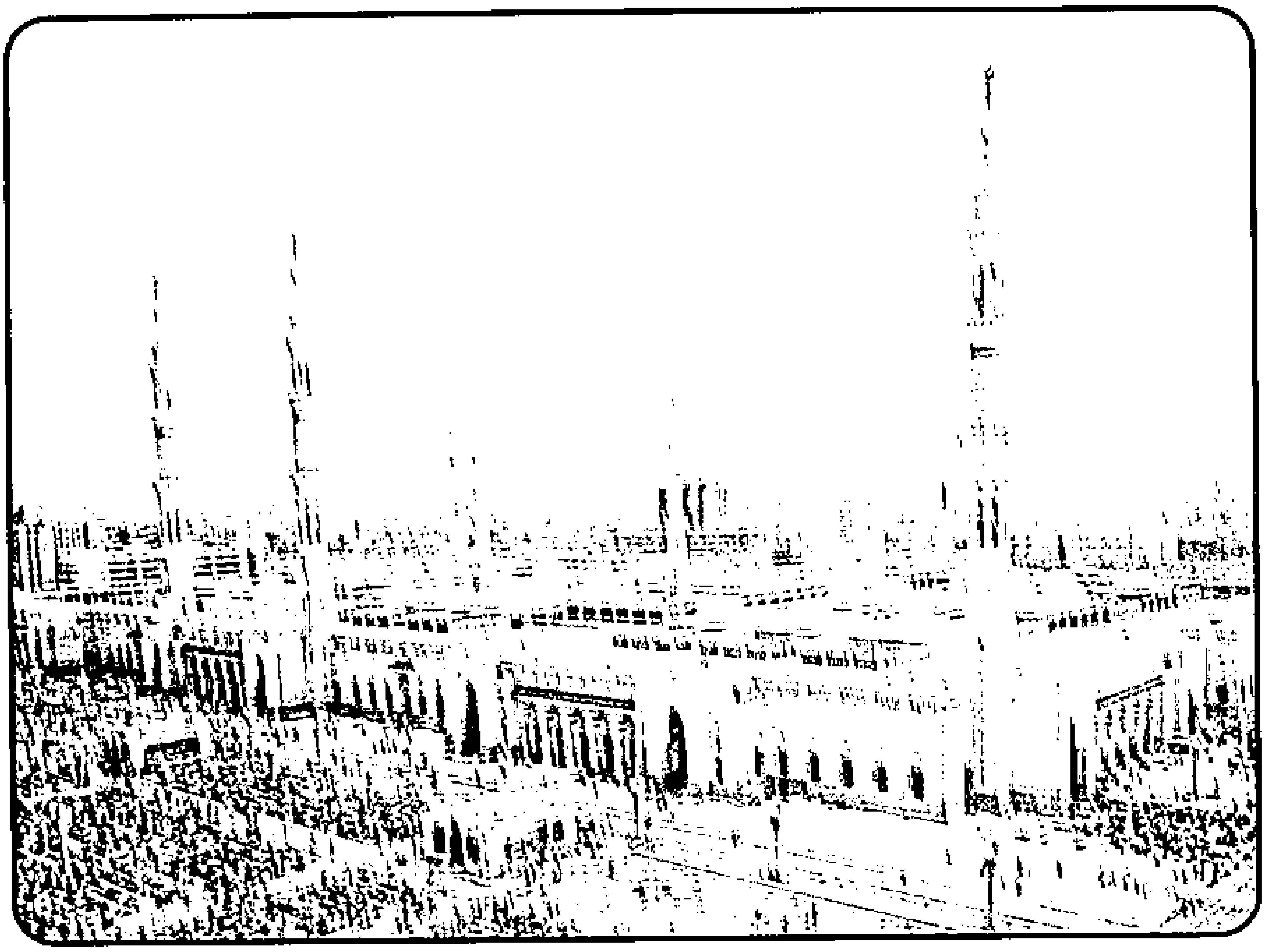

مسجد نبوی شریف ﷺ

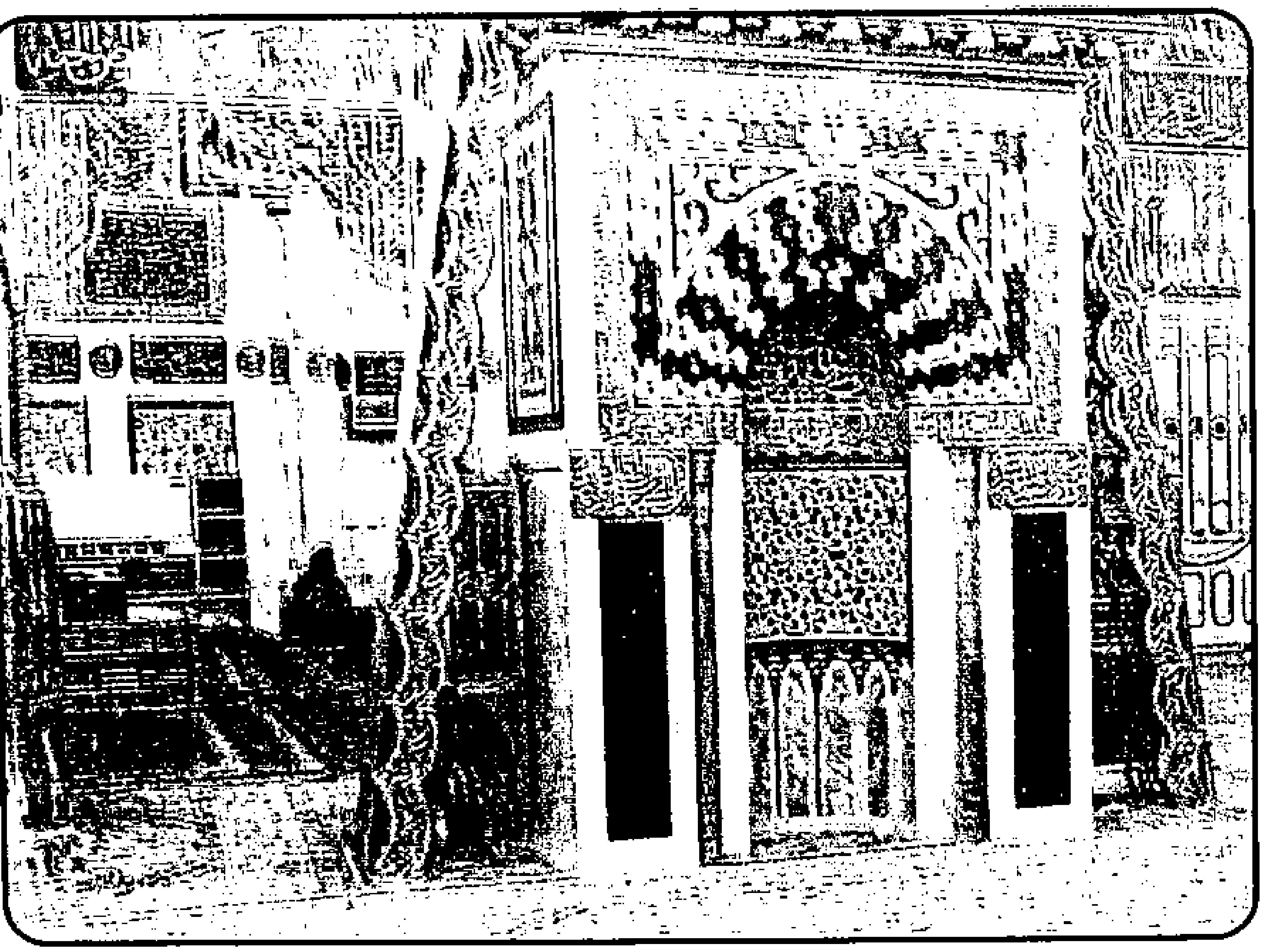

محراب رسول اکرم ﷺ وریاض الجنہ

Marfat.com

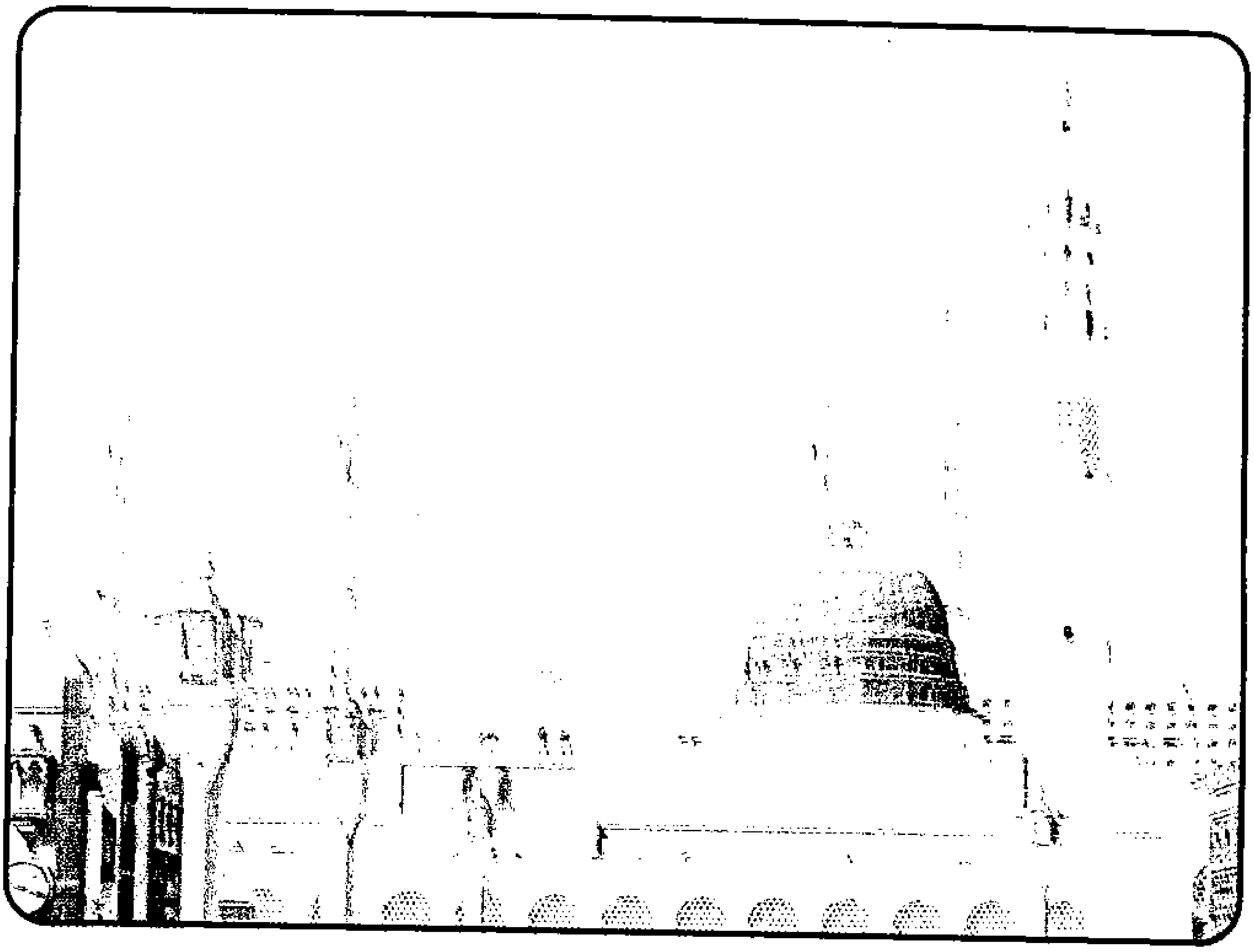

مسجد نبوی شریف ﷺ

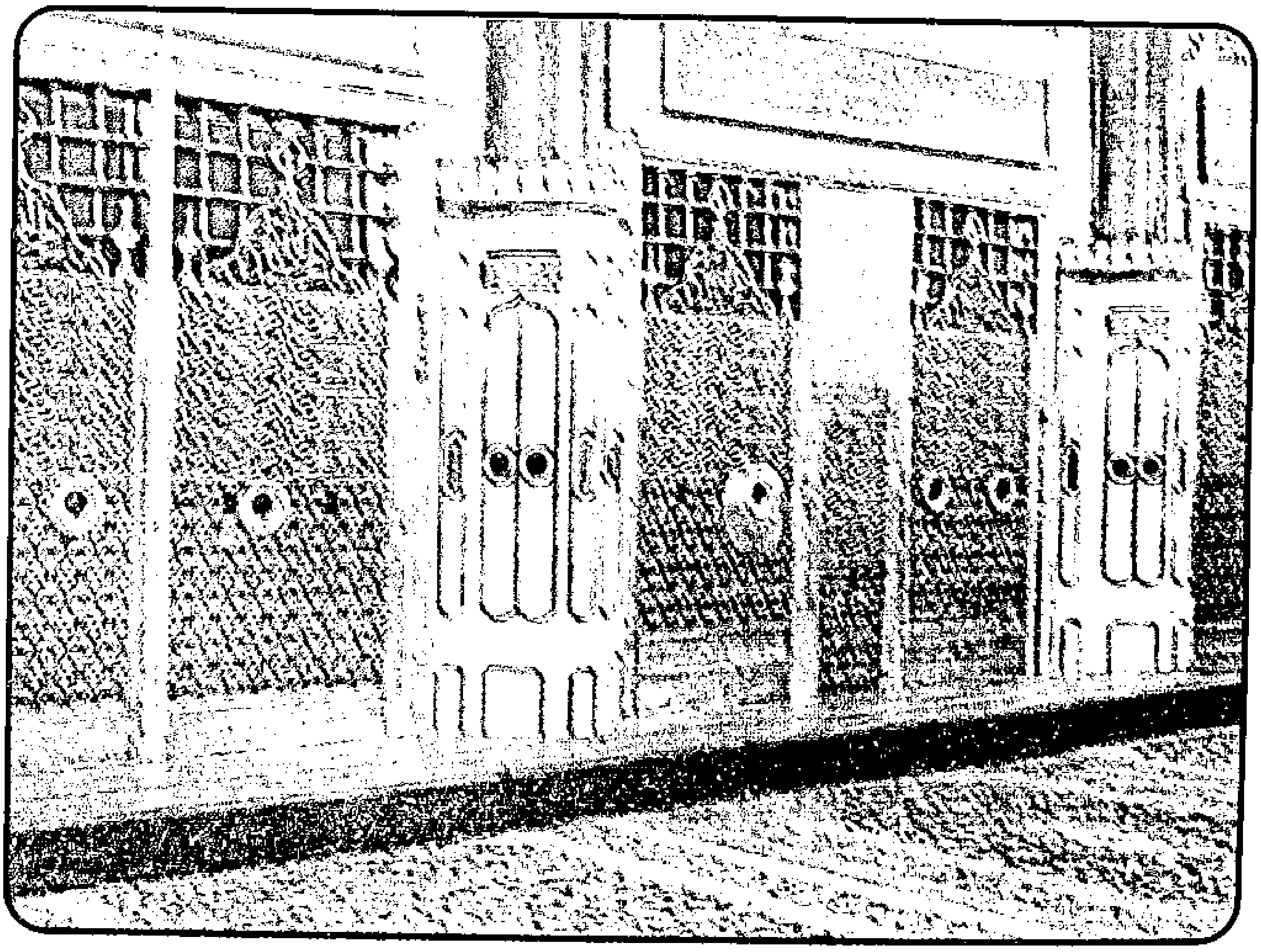

بیرون حصہ روضہ رسول ﷺ دروازے جالیاں

Marfat.com

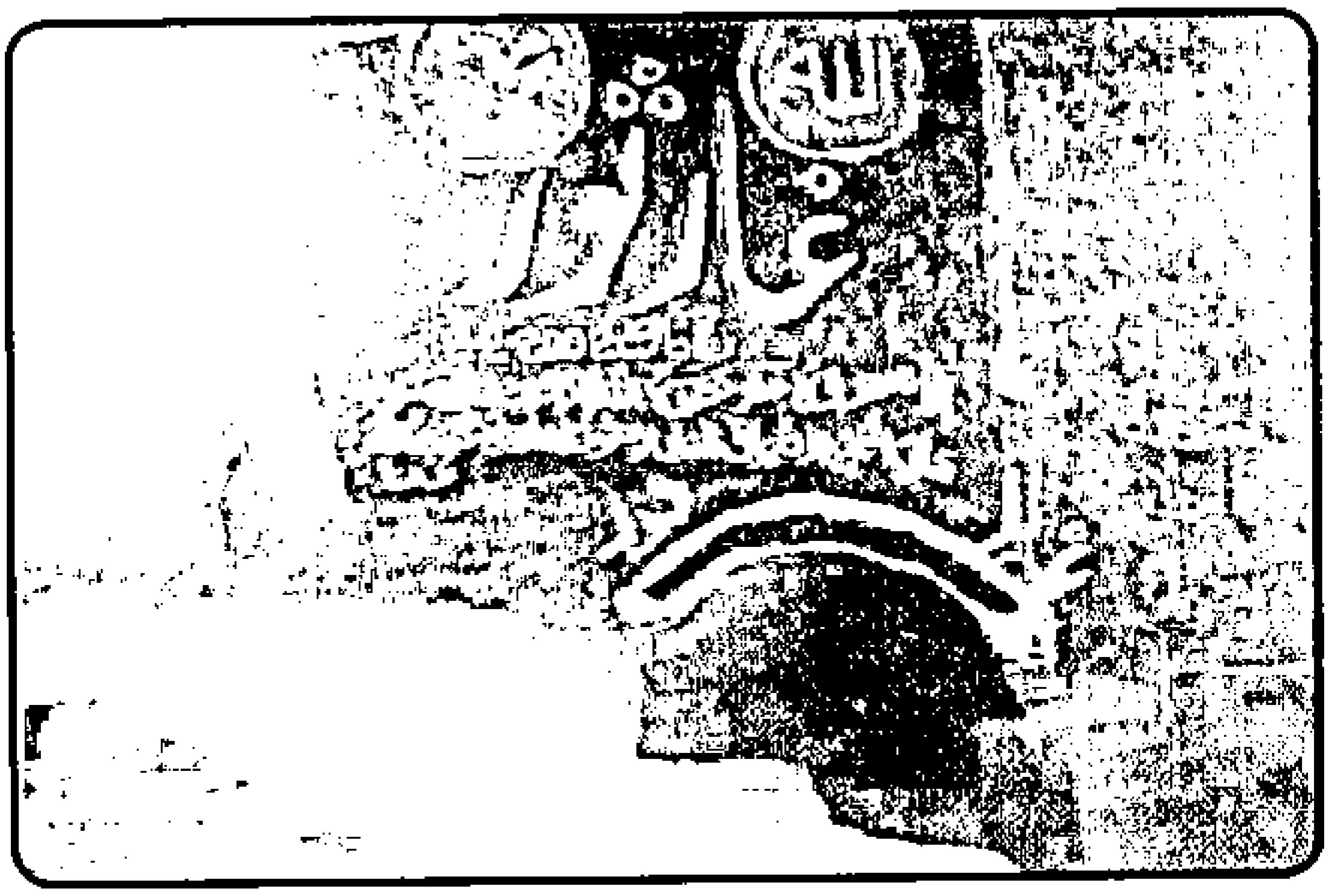

غارِ ثور کا بیرونی منظر

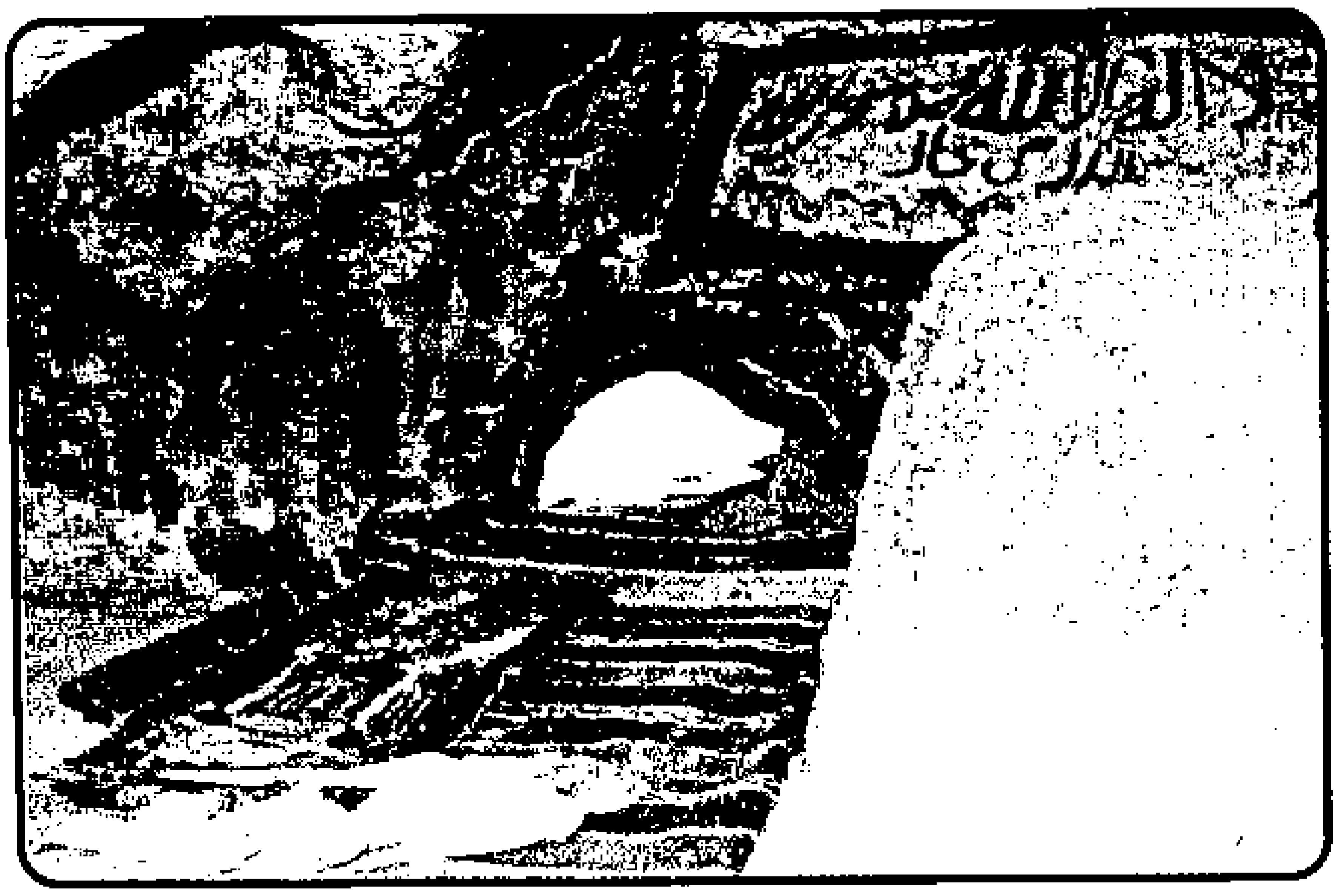

غارِ ثور کا اندرونی منظر

غارِ حرا کا بیرونی منظر

Marfat.com

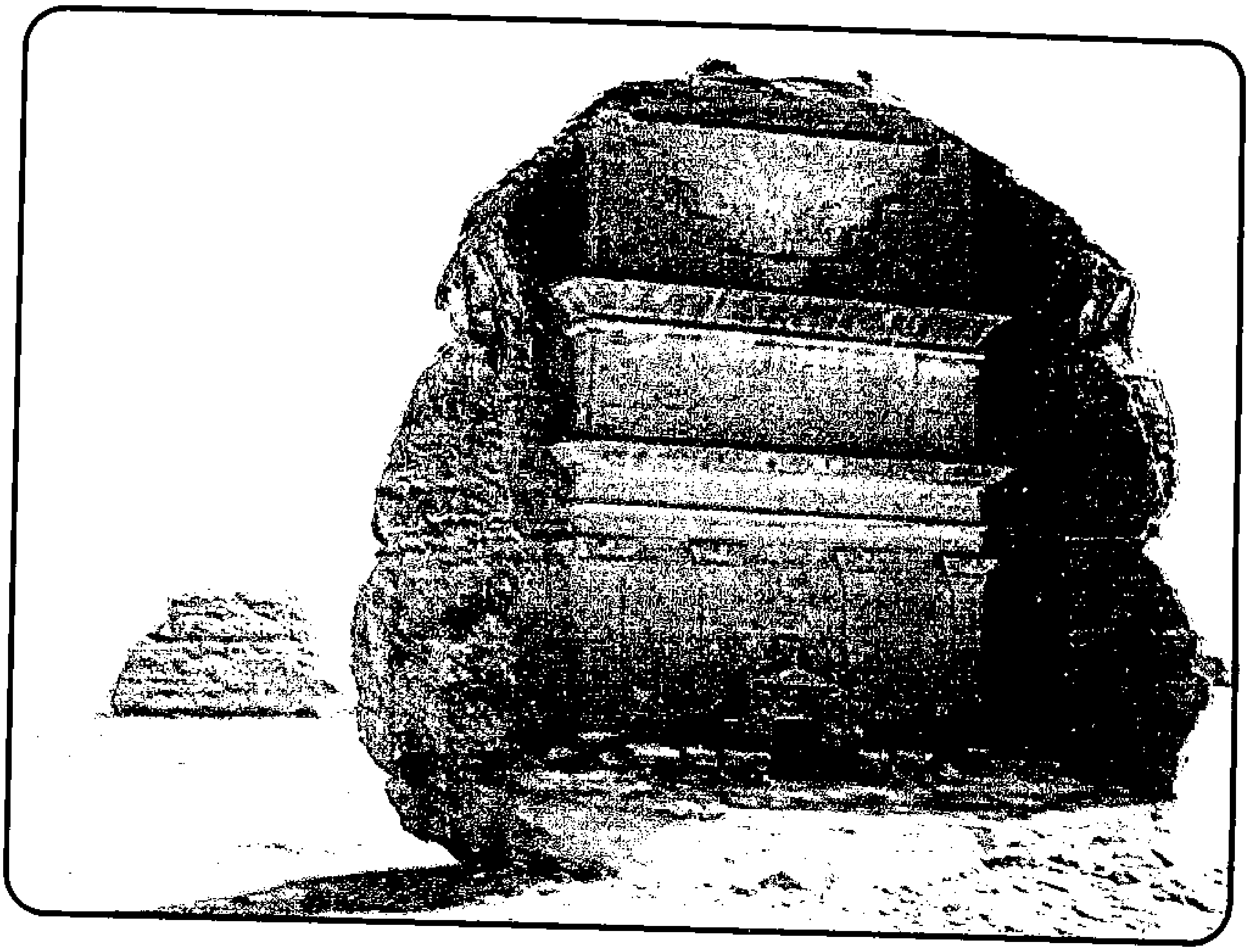

سعودی عرب مدینہ منورہ کے سیکٹر الا ولہ میں واقع مدائن صالح

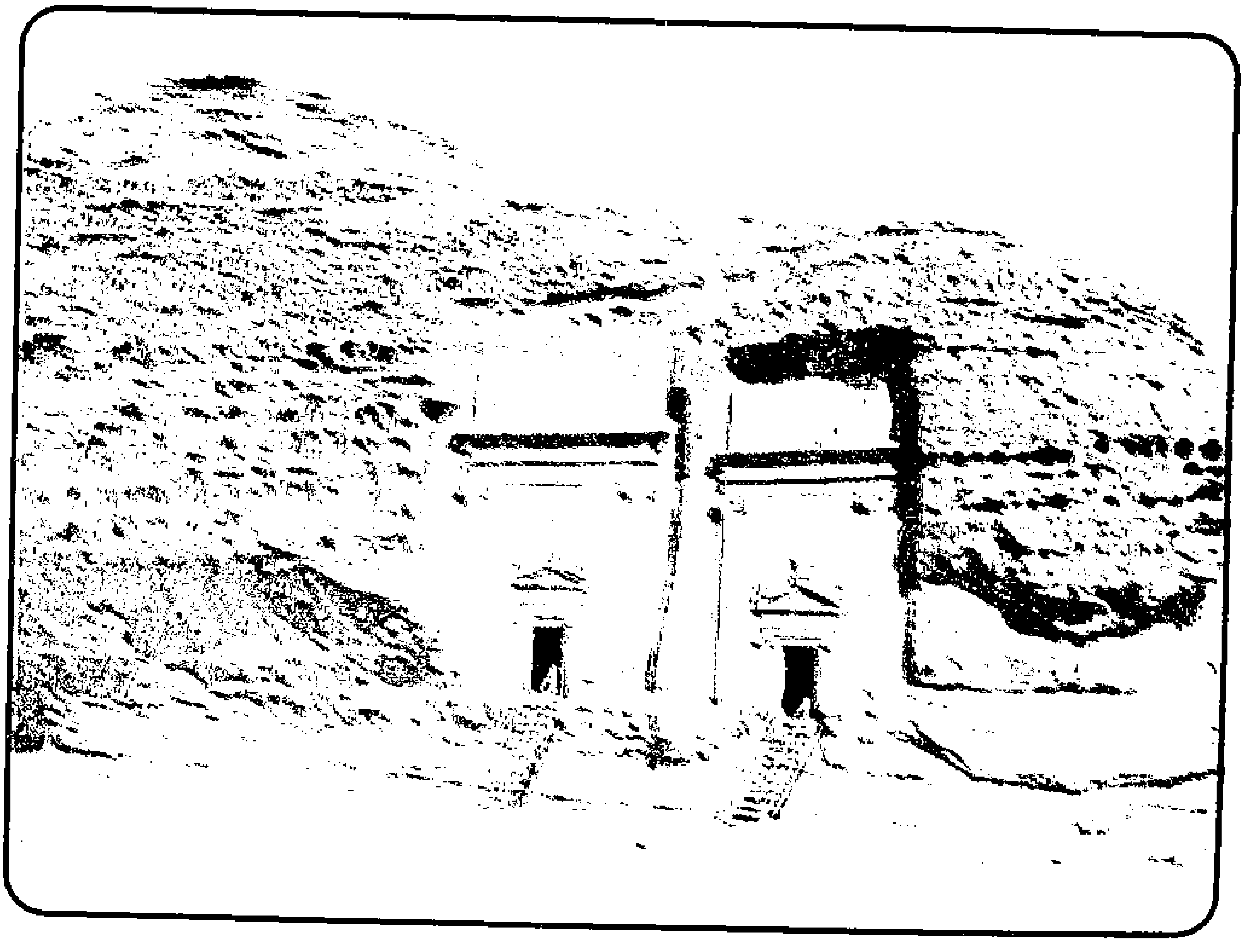

مدائن صالح کے مختلف مناظر

Marfat.com

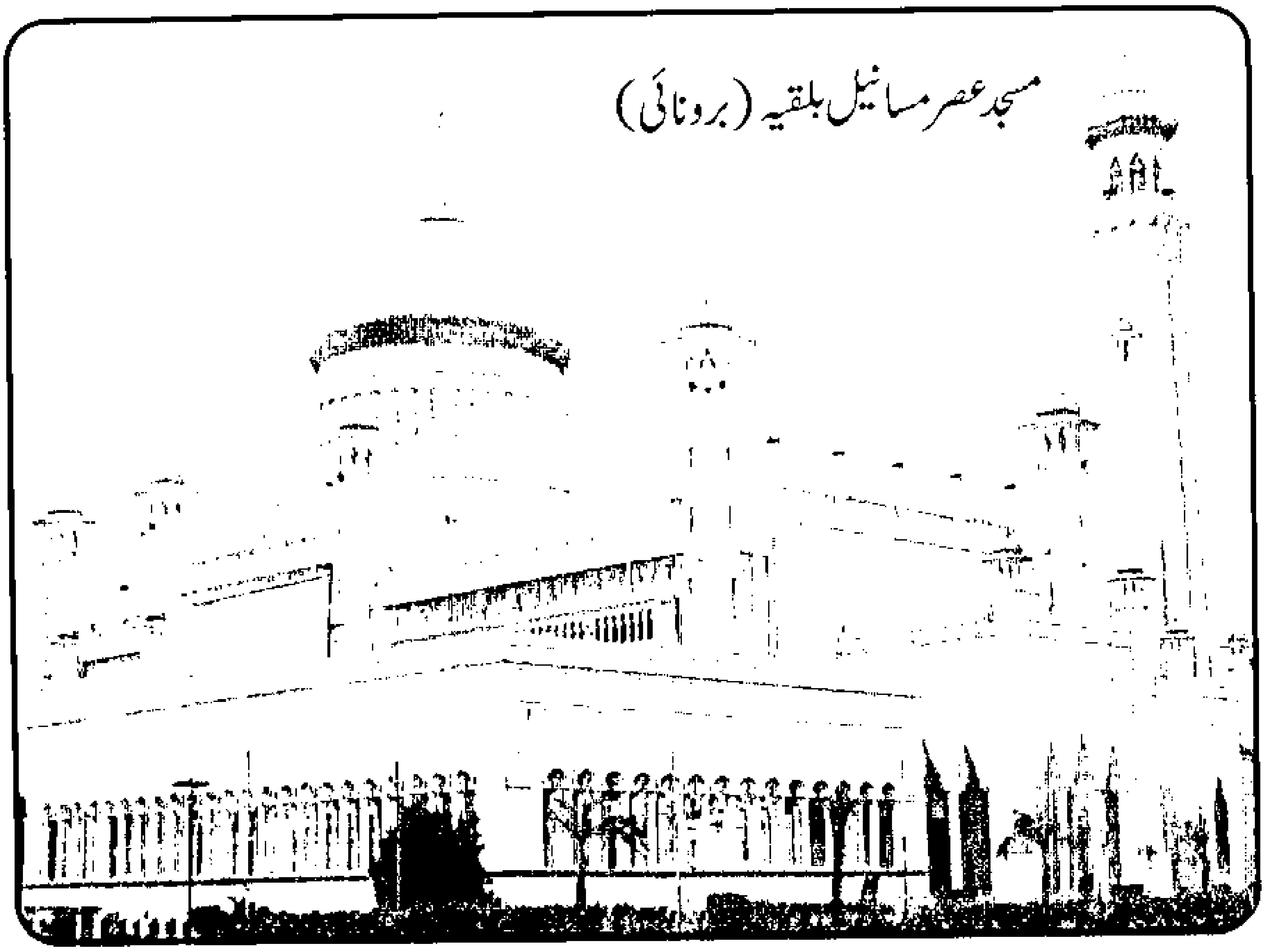


برونائی دارالسلام میں واقع ملک کی سب سے بڑی مسجد عصر مسائیل بلقیہ کا خوبصورت منظر
یہ مسجد سلطان نے اپنی حکومت کے 25 برس مکمل ہونے کی خوشی میں 1992ء میں تعمیر کرائی۔

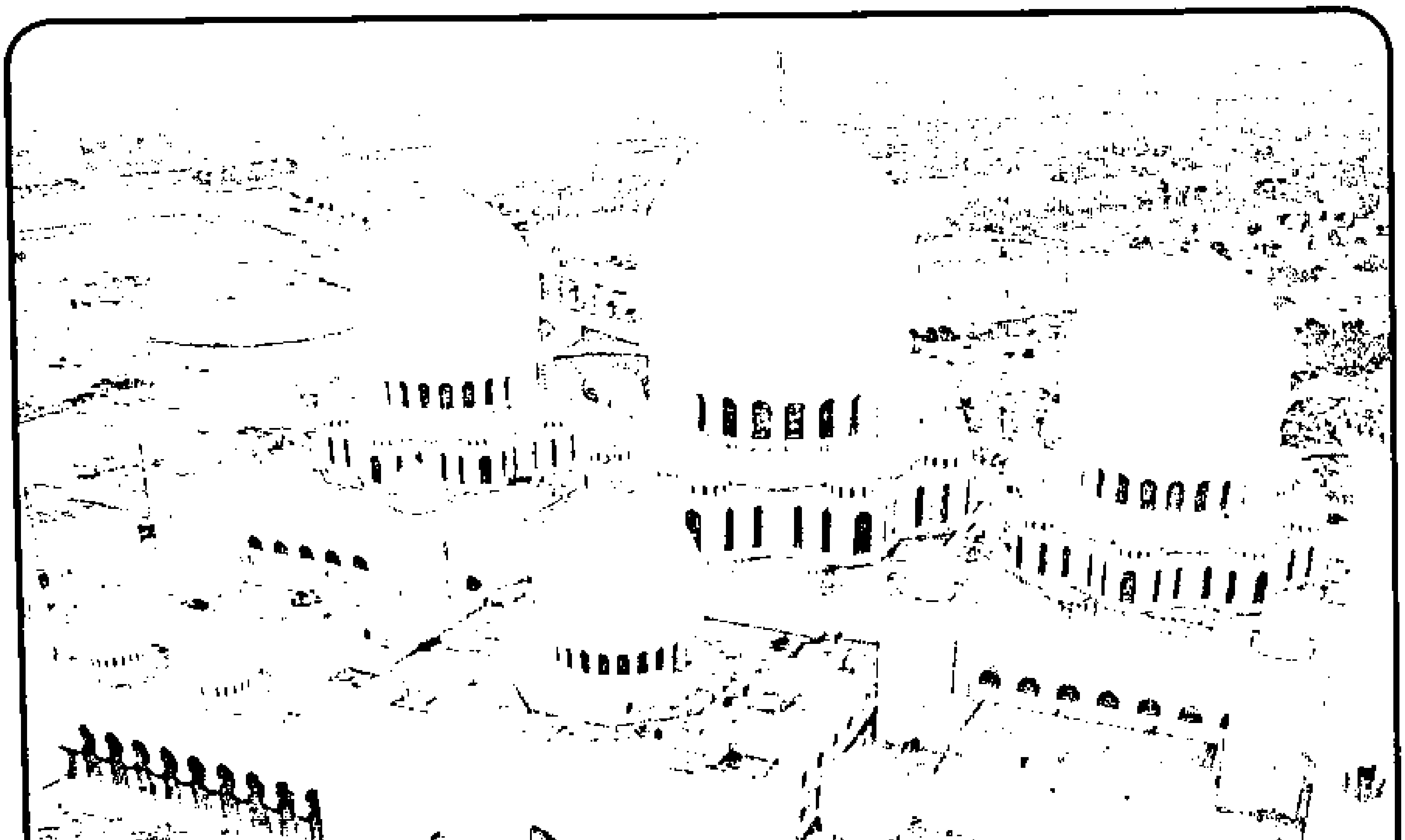

متحدہ عرب امارات میں واقع مسجد جو عرب امارات کے ولی عہد نے تعمیر کروائی یہ عرب امارات کی سب سے حسین و جمیل اور سب سے بڑی مسجد ہے جو جدید فن تعمیر اور اسلامی ثقافت کو واضح کر رہی ہے۔ مسجد کے محراب اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہے ہیں۔

Marfat.com

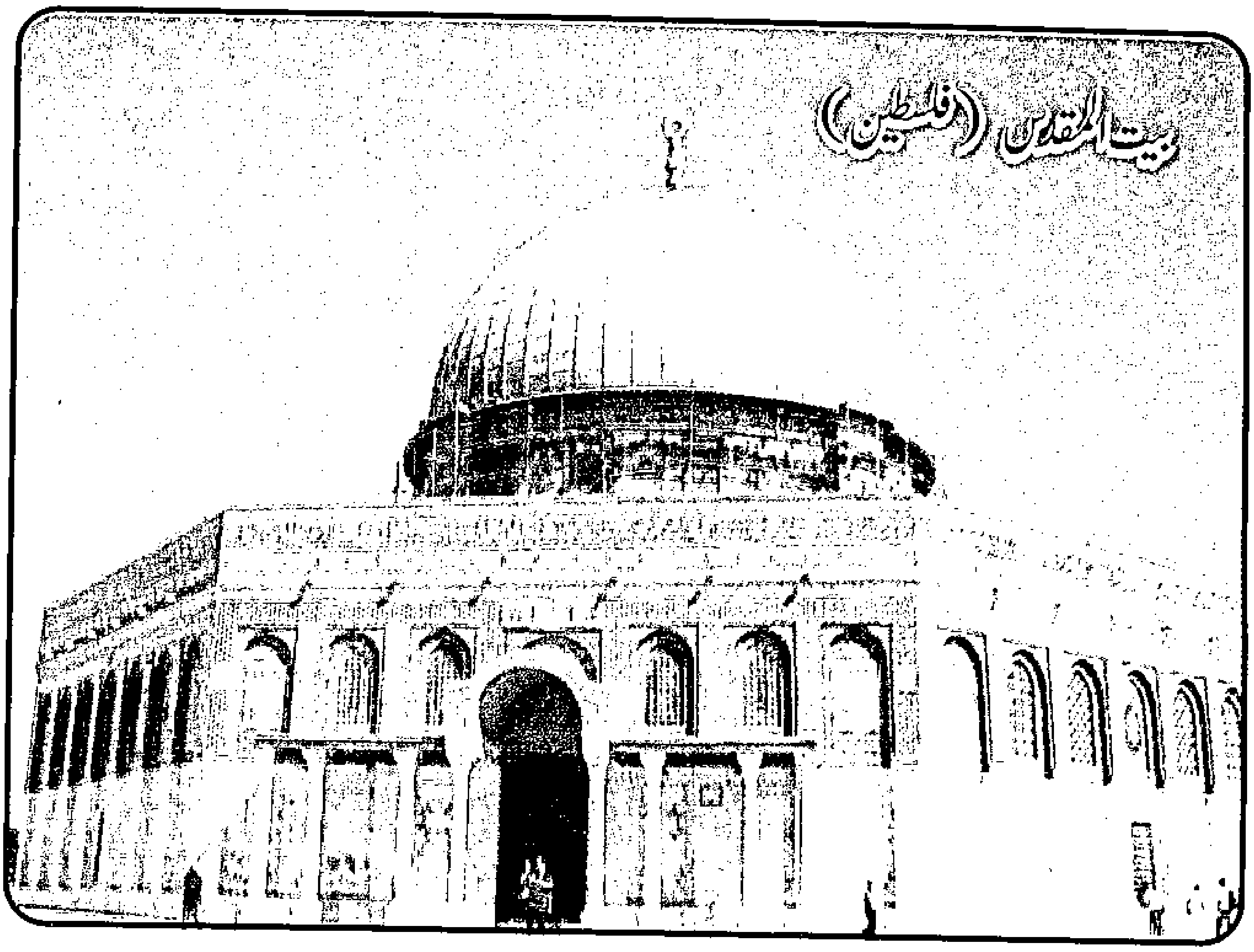


بیت المقدس فلسطین میں واقع اور مسلمانوں کا پہلا قبلہ

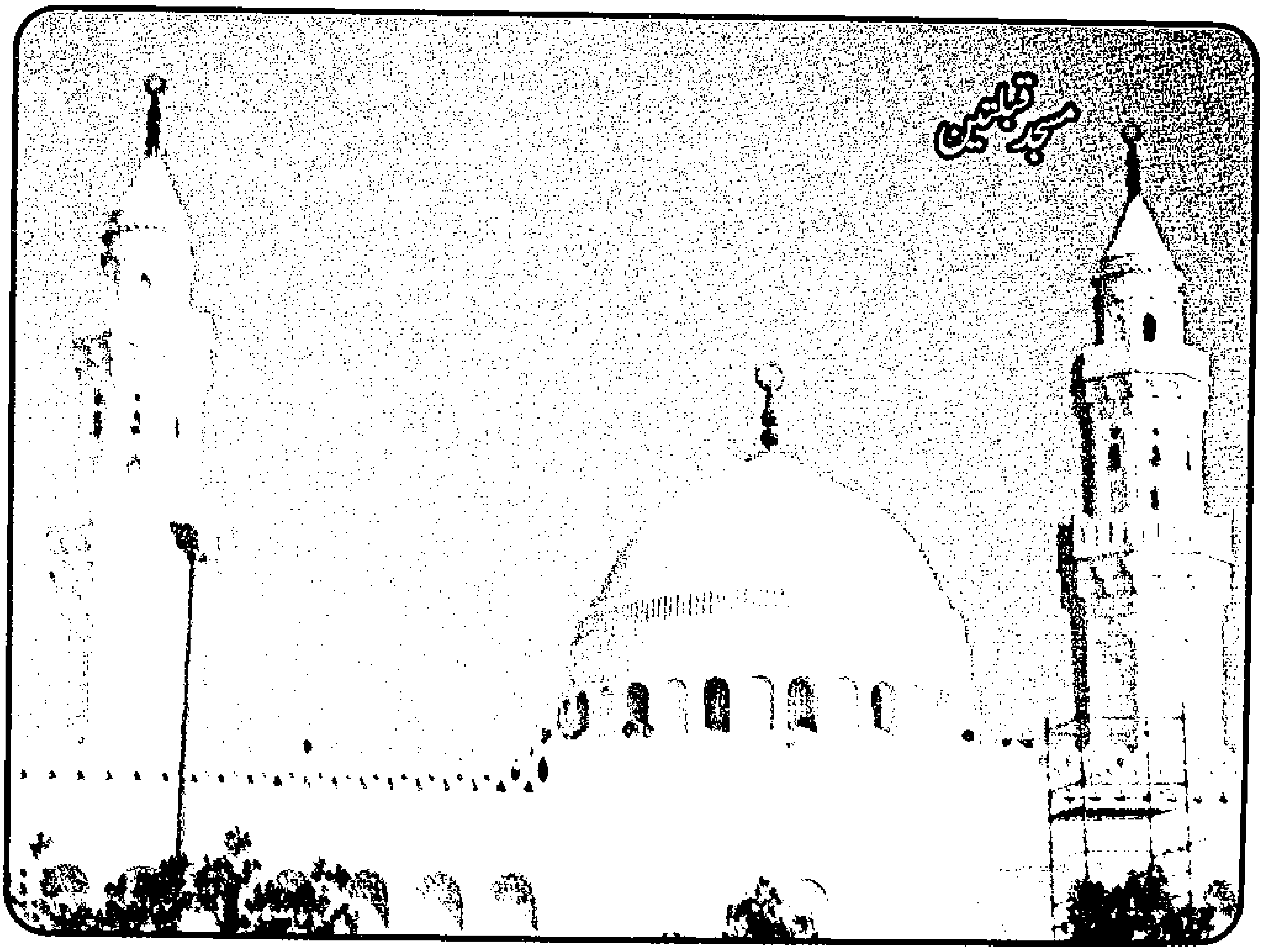


مسجد قبلتین مدینہ کی اہم مساجد میں سے ایک تاریخی اہمیت کی حامل مسجد ہے۔ جہاں پر نماز کے دوران حضور اکرمؐ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنی سمت بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف کرلی۔ باقی تمام مساجد کی طرح یہ مسجد بھی جدید تعمیر کے ساتھ مدینہ کی سادگی اور خوبصورتی کی اہم مثال ہے

Marfat.com

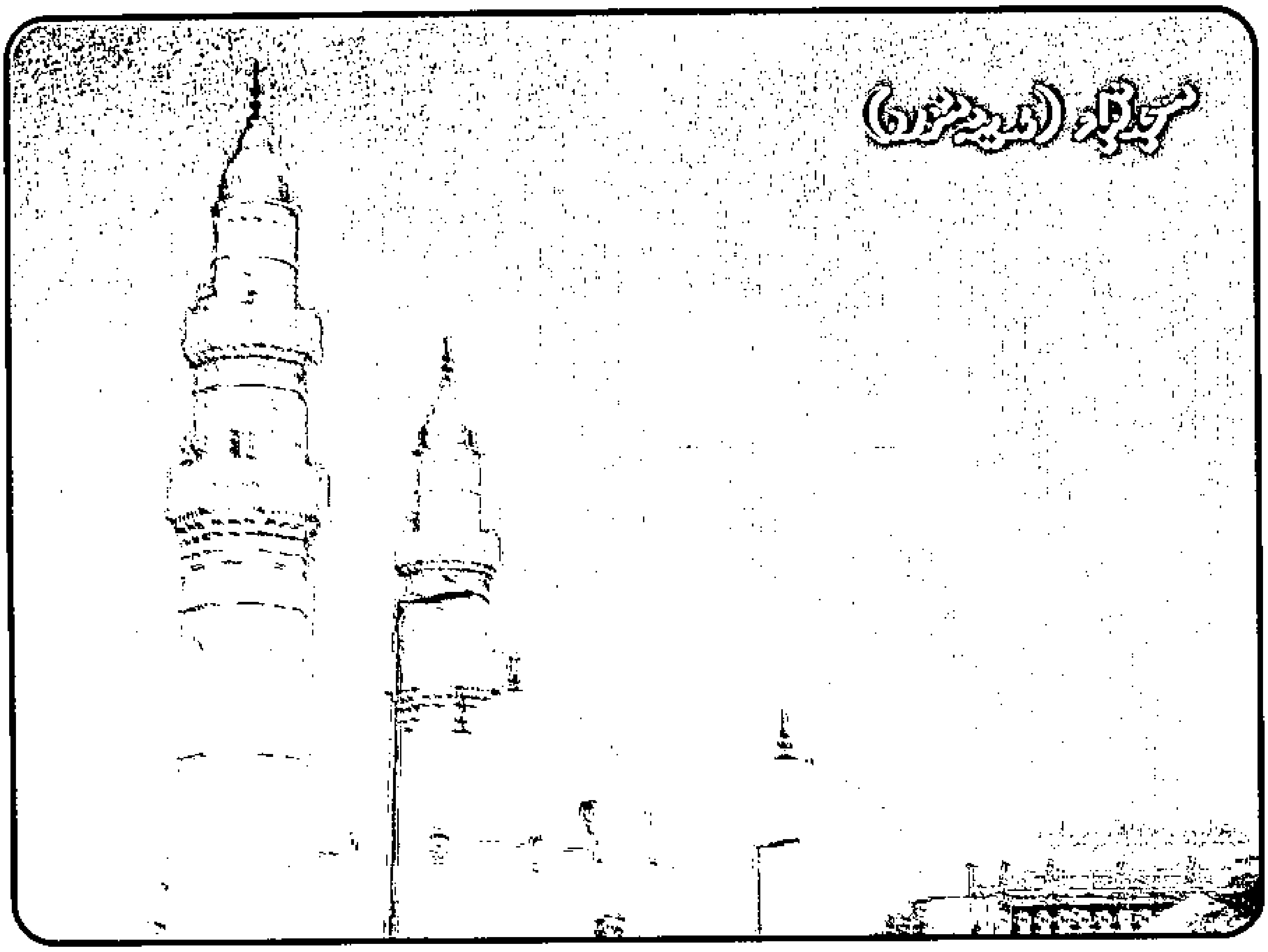


مسجد قبا دنیا کی پہلی مسجد ہے اس کی سنگِ بنیاد حضرت محمدؐ نے اپنے ہاتھوں سے مکہ سے مدینہ ہجرت کے دوران رکھی۔
1986 میں اس کی جدید تعمیر کی گئی اس کے 6 گنبد ہیں اس میں سفید اور بلیک کلر کے ماربلز استعمال کیے گئے ہیں

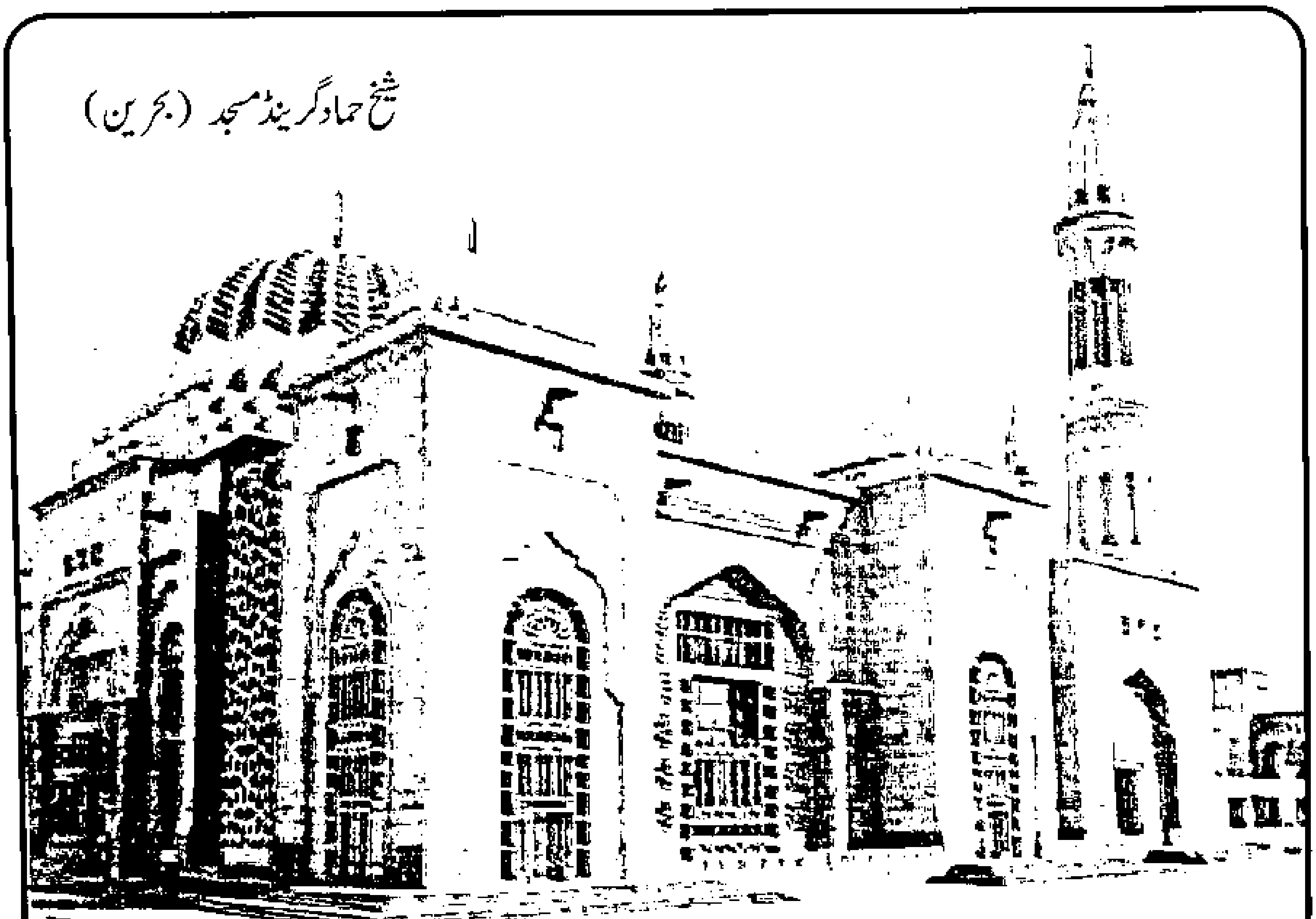


بحرین میں واقع شیخ حماد گرینڈ مسجد امام غوث ابونیو میں واقع سمندر کے کنارے آباد ہے۔
جس میں 10,000 مرد اور 2500 خواتین کی عبادت کی گنجائش موجود ہے۔

Marfat.com

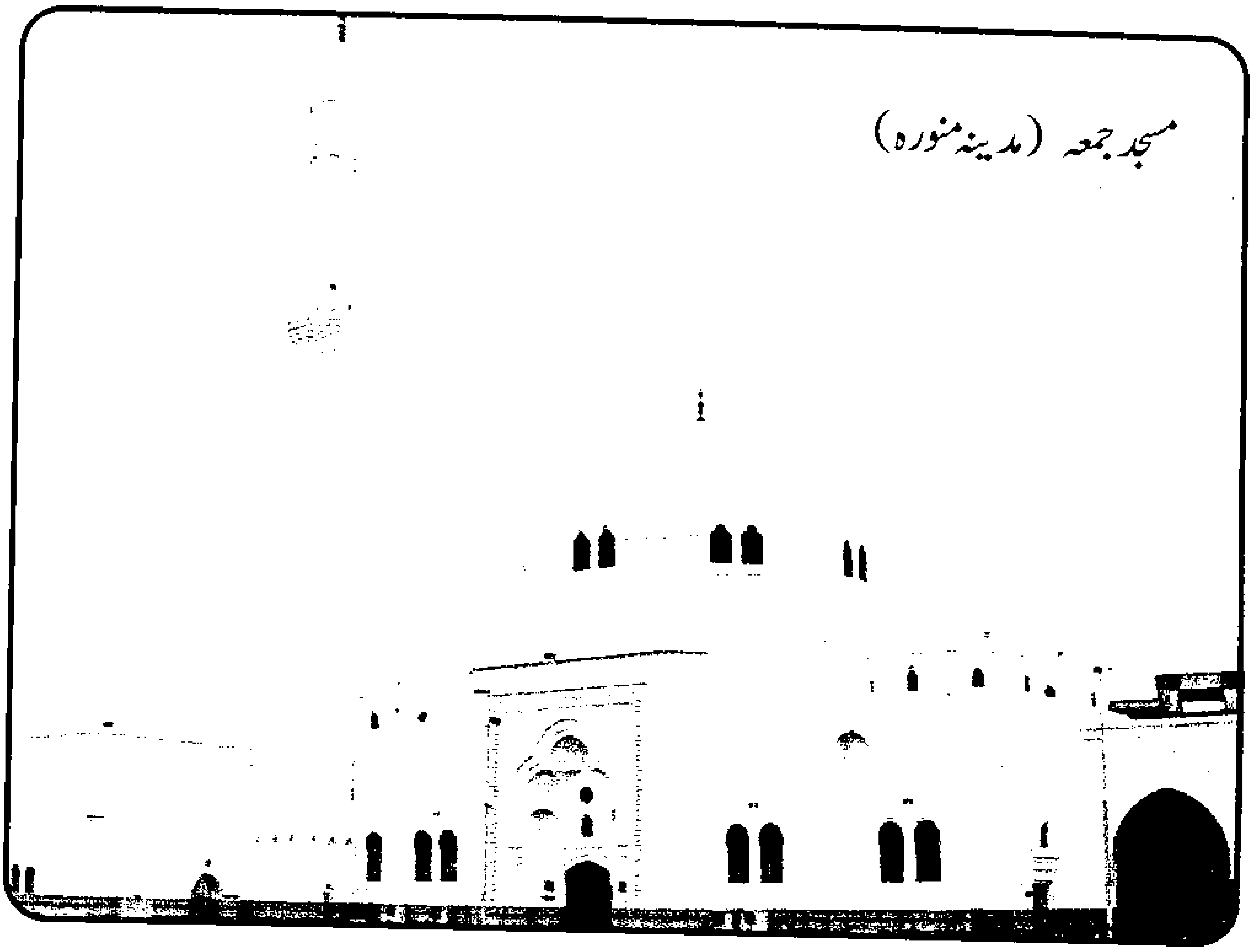


مسجد جمعہ کا ایک خوبصورت منظر جو جدید اسلامی طرزِ تعمیر کی نشاندہی کرتا ہے۔

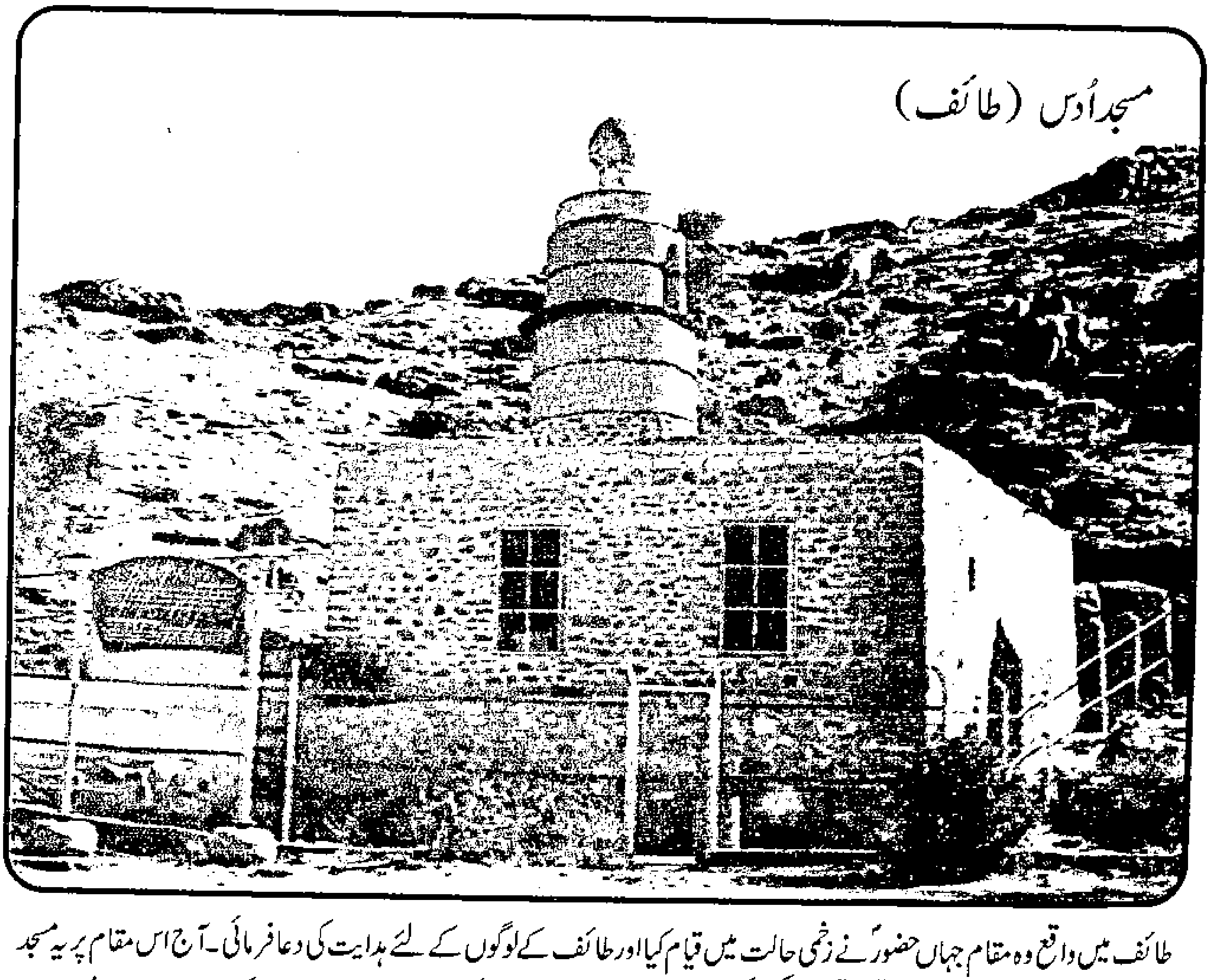


طائف میں واقع وہ مقام جہاں حضورؐ نے زخمی حالت میں قیام کیا اور طائف کے لوگوں کے لئے ہدایت کی دعا فرمائی۔ آج اس مقام پر یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ اور بورڈ پر پورے واقع کی تفصیل لکھی گئی ہے تاکہ آنے والے ذائرین کی معلومات میں اضافہ ہو سکے۔ مسجد کا نام مسجد اُدس ہے۔

Marfat.com

مسجد الکراماء (انڈونیشا)

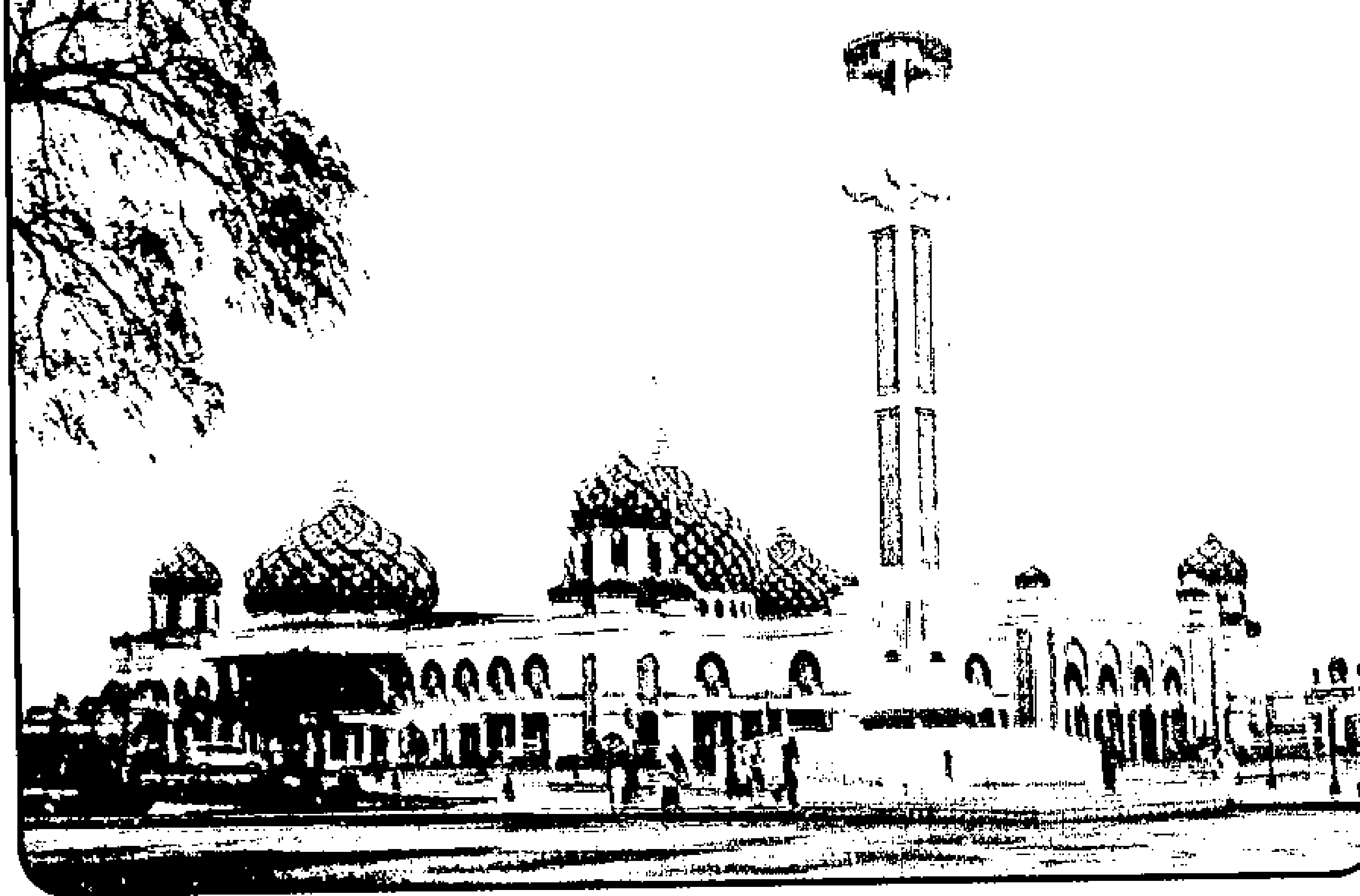

انڈونیشا کے دارالحکومت میں واقع مسجد الکراماء جس کی پرانی تعمیر 1863ء اور بعد میں نئی تعمیر 2004 میں کی گئی۔ یہ انڈونیشیا کی تاریخی مساجد میں سرفہرست ہے۔

اورنگ زیب مسجد (انڈیا)

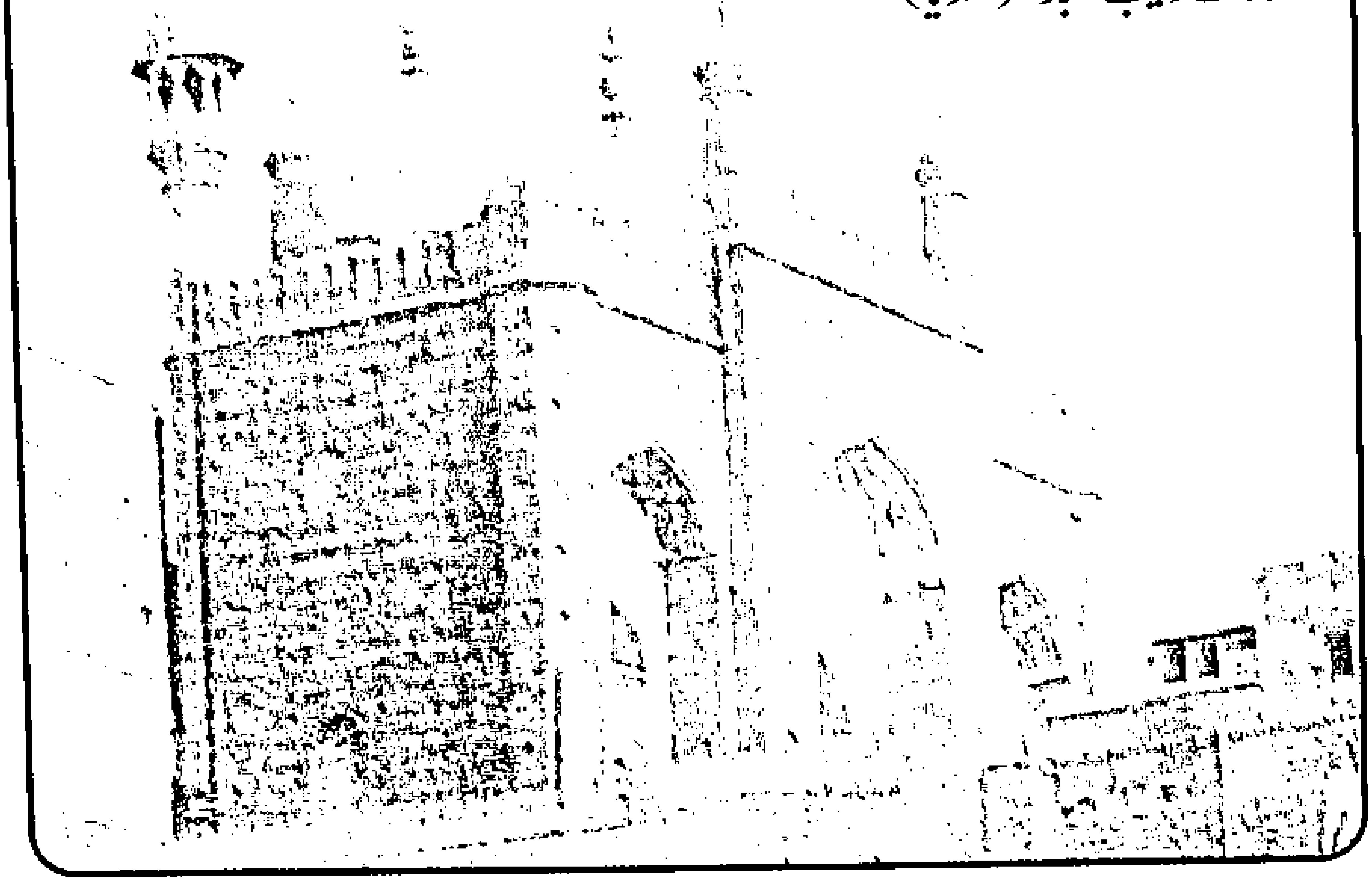

انڈیا میں واقع عظیم اورنگ زیب مسجد۔ یہ مغلیہ طرز تعمیر کی ایک خاص نشانی ہے اس کے مینار کی اونچائی 71 میٹر ہے۔

Marfat.com

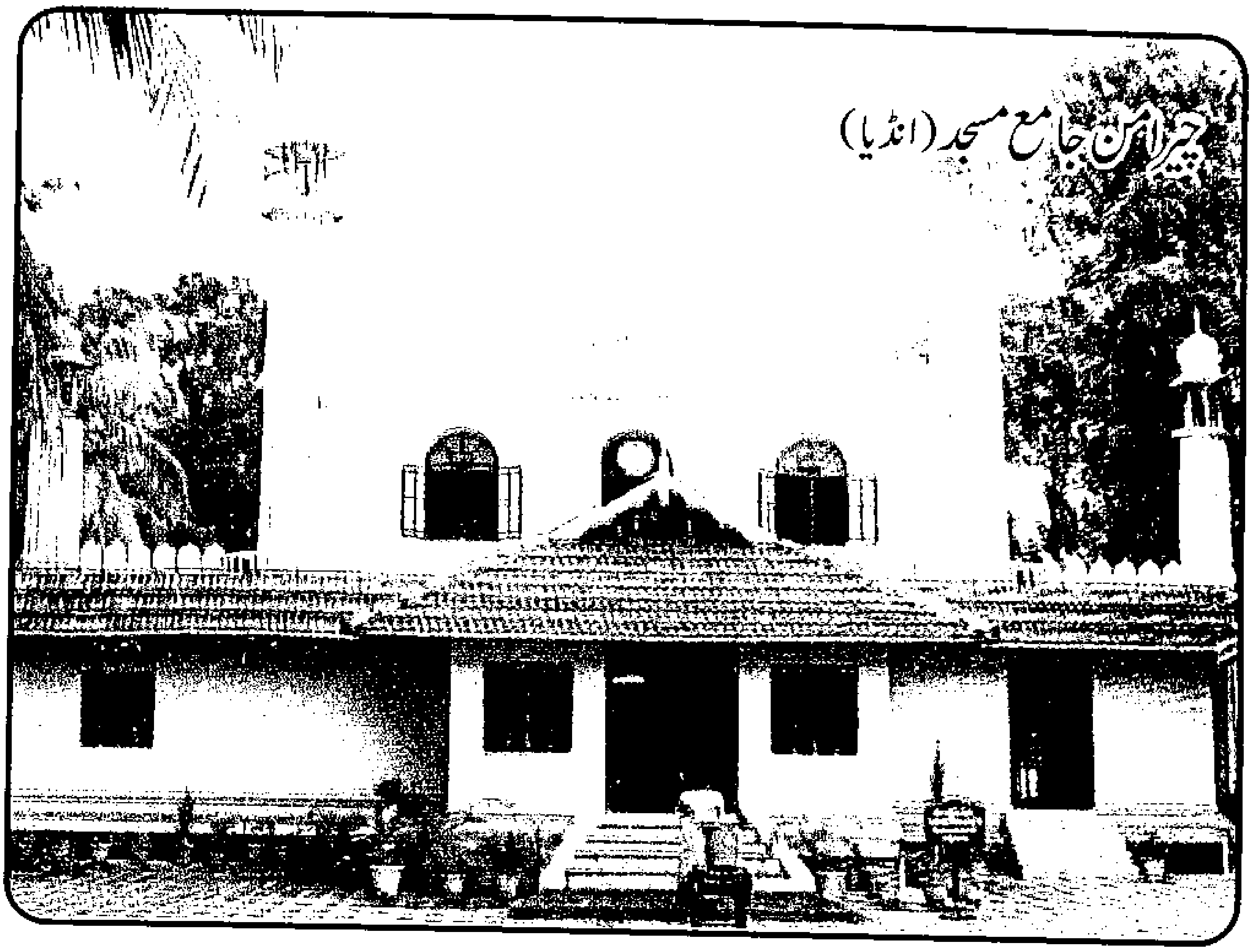


کیرالا میں واقع انڈین تاریخ کی سب سے پرانی چیرامن جامع مسجد جسے 629 AD میں تعمیر کیا گیا

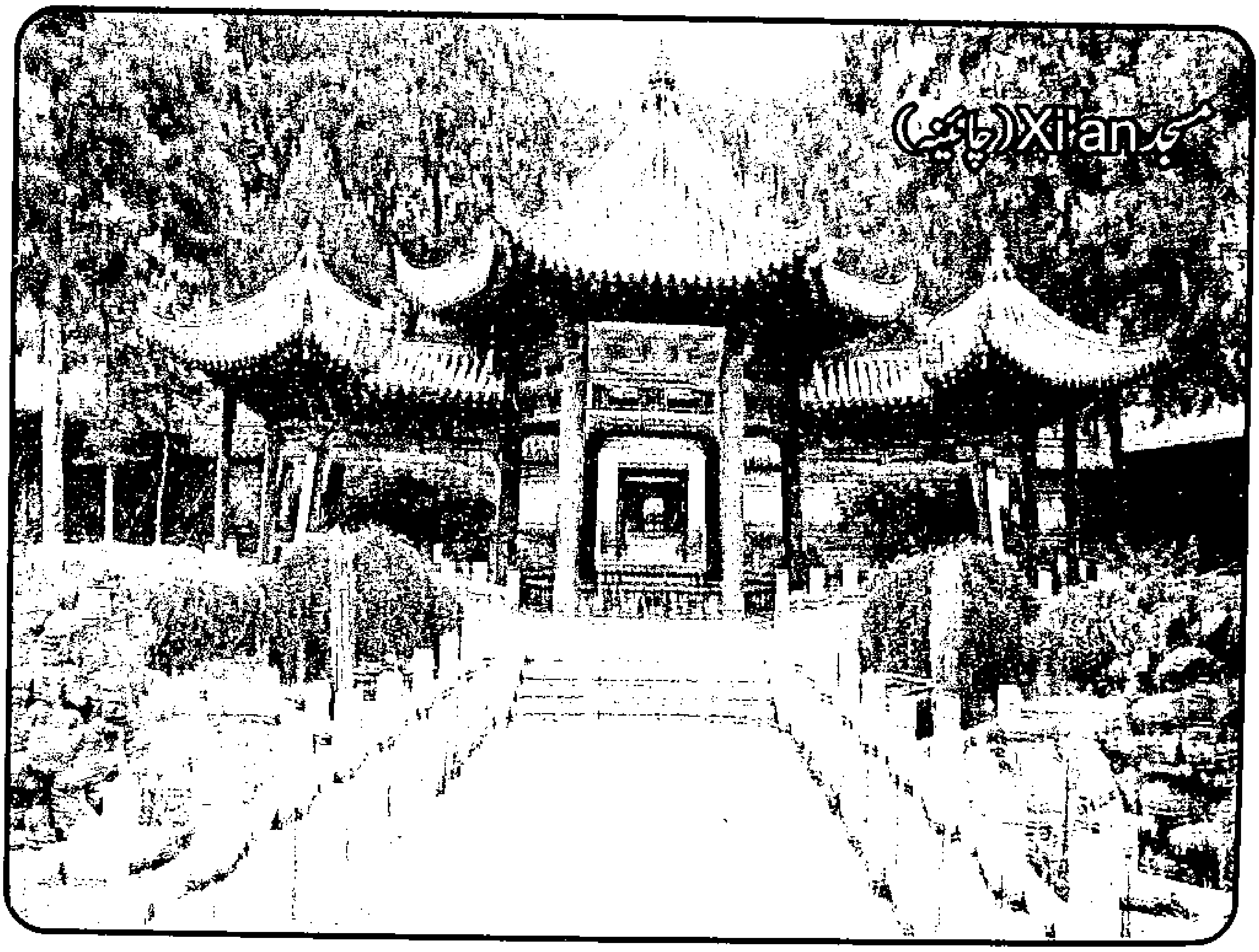


چائینہ کے صوبہ Shoanxi میں واقع مسجد Xi'an جسے 742AD میں تعمیر کیا

Marfat.com

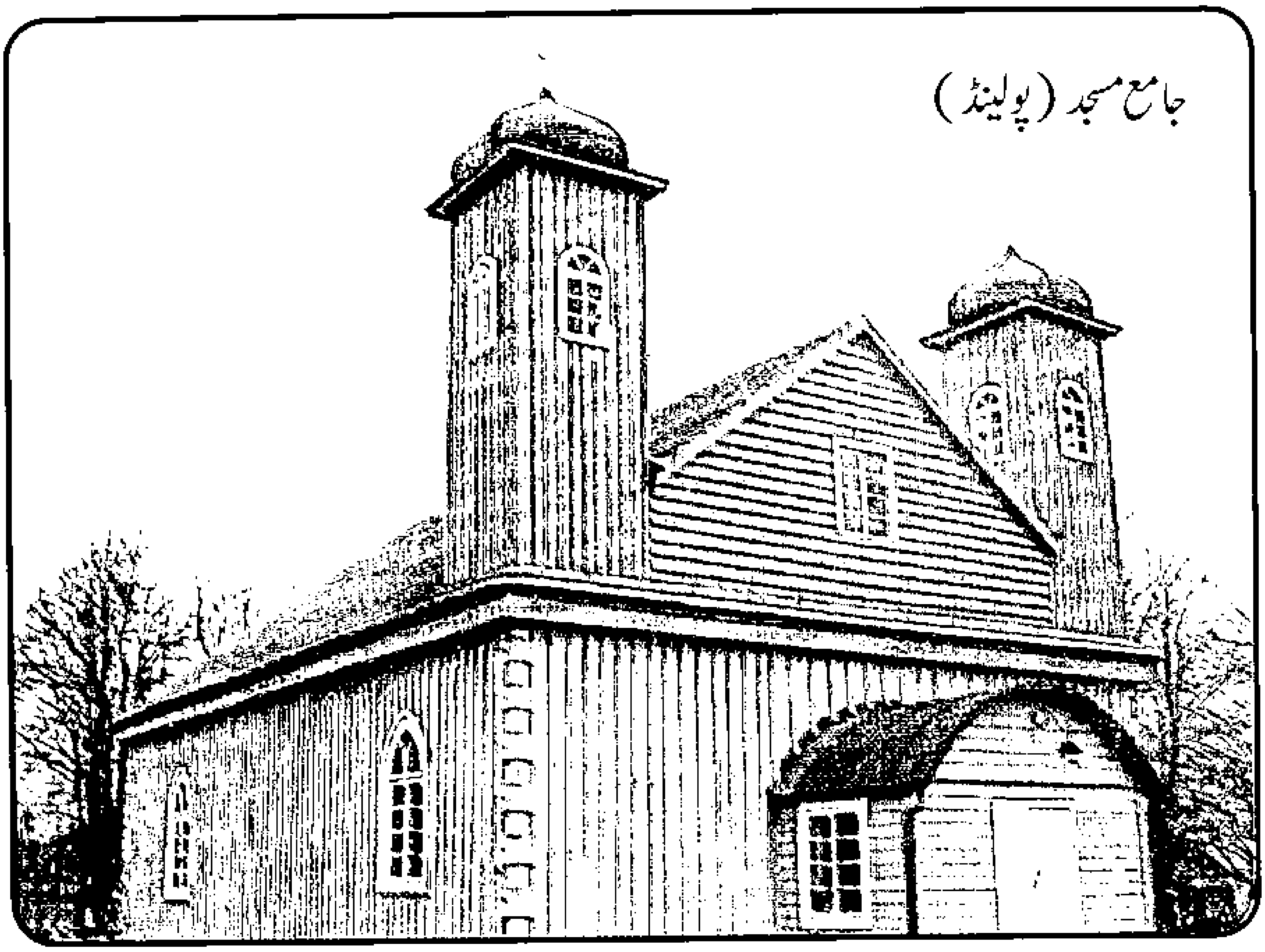


پولینڈ بیلاروس کی سرحد سے متصل گاؤں کریس زیتیانی میں واقع 18 ویں صدی عیسوی کی قدیم جامع مسجد کا خوبصورت منظر۔
اس گاؤں کے تاتار یہاں کی واحد اقلیت ہیں اور خوش عقیدہ مسلمان ہیں۔اس کا شمار پولینڈ کی دو قدیم ترین مساجد میں ہوتا ہے۔

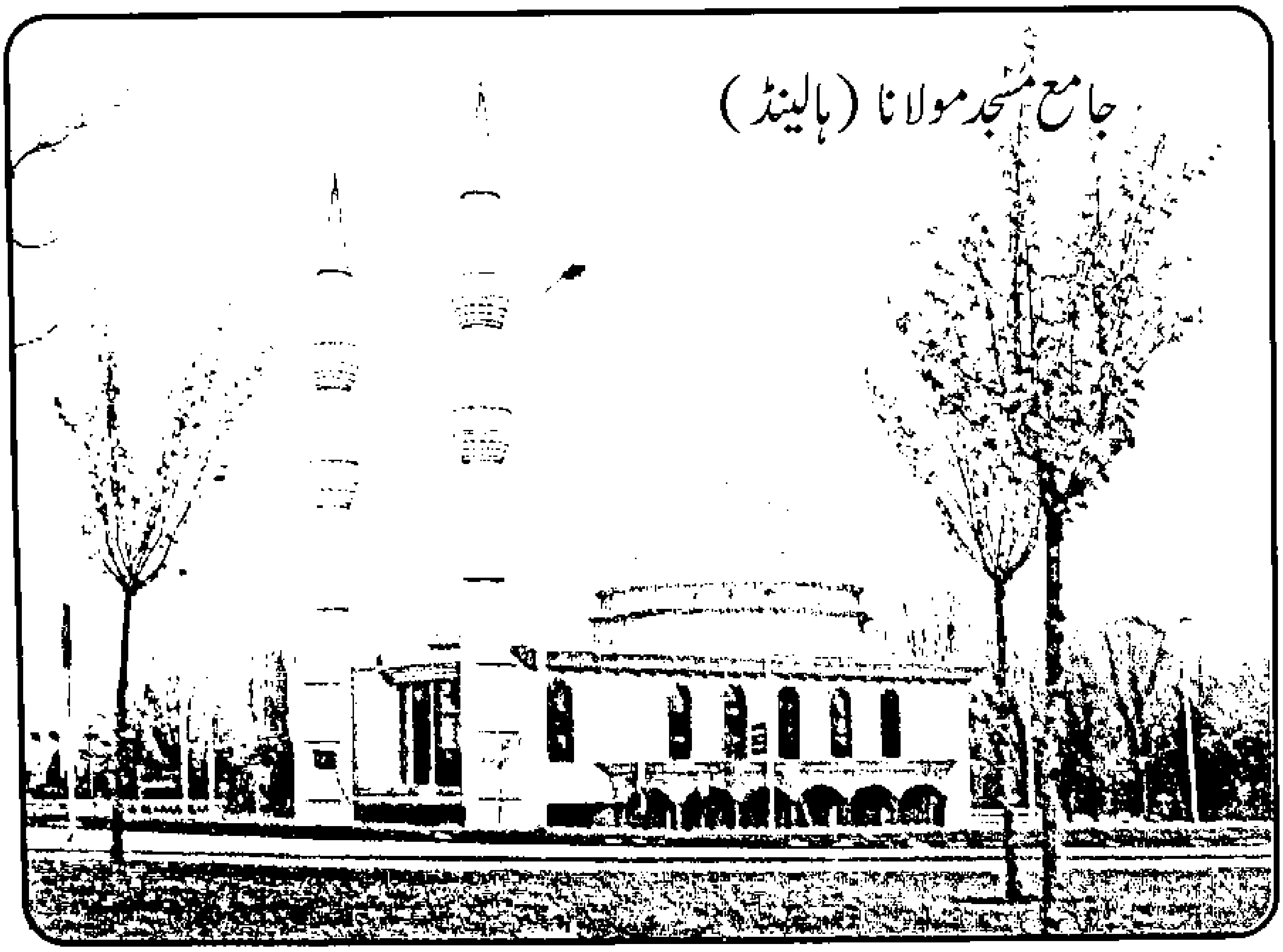


ہالینڈ کے شہر اوٹرڈیم کے شمال مغرب میں واقع جامع مسجد مولانا کا خوبصورت منظر مسجد 2011 میں تعمیر ہوئی ایک سروے کے دوران اسے شہر کی سب سے دلکش امارت کا درجہ دیا گیا ہے۔ یہ ہالینڈ میں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کی ایک زندہ مثال ہے۔

Marfat.com

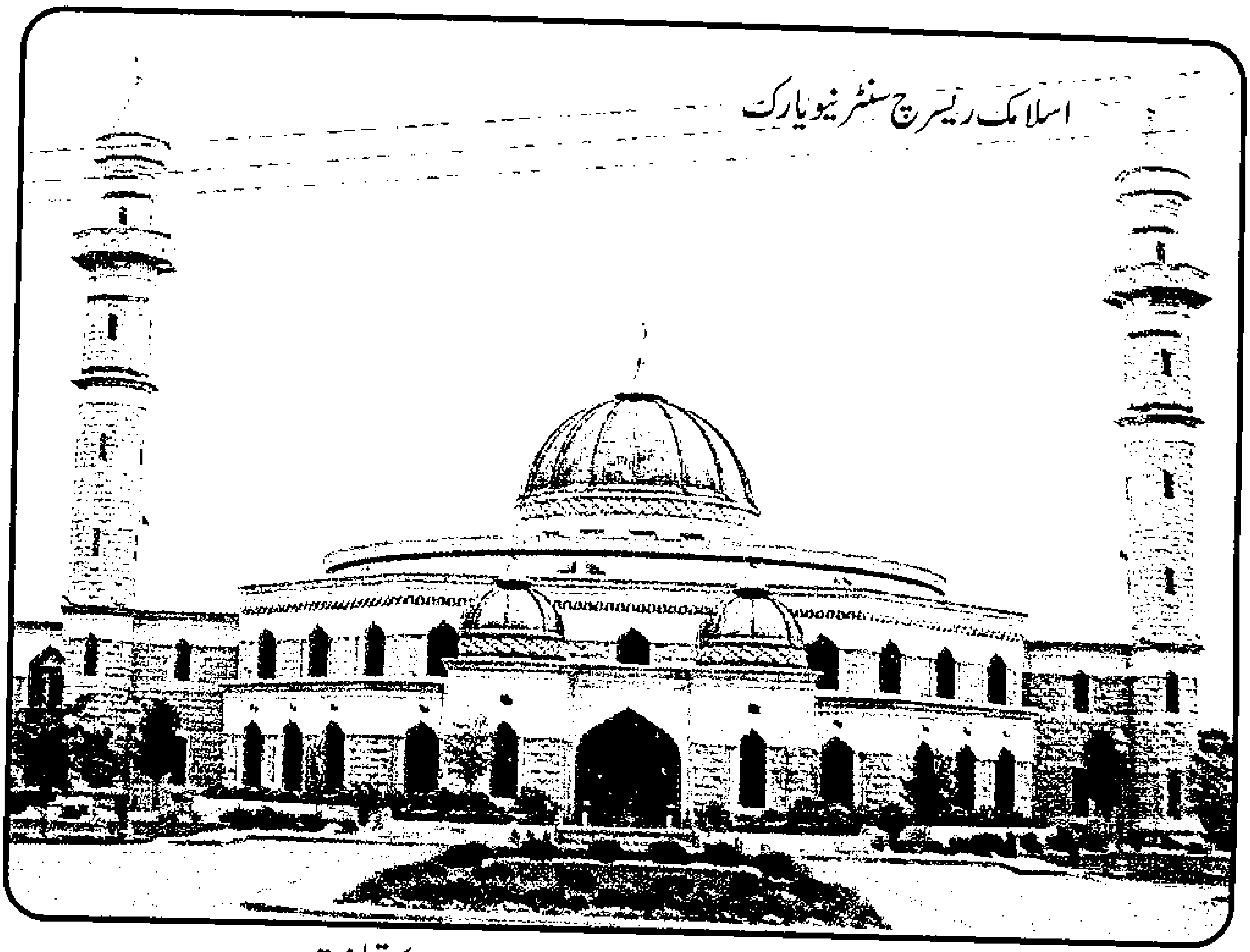


نیویارک میں واقع اسلامک ریسرچ سنٹر جو امریکہ میں اسلام کی تبلیغ و قرآن مجید
پر مزید ریسرچ کر کے عالم اسلام کے لیے ایک اہم قردار ادا کر رہا ہے

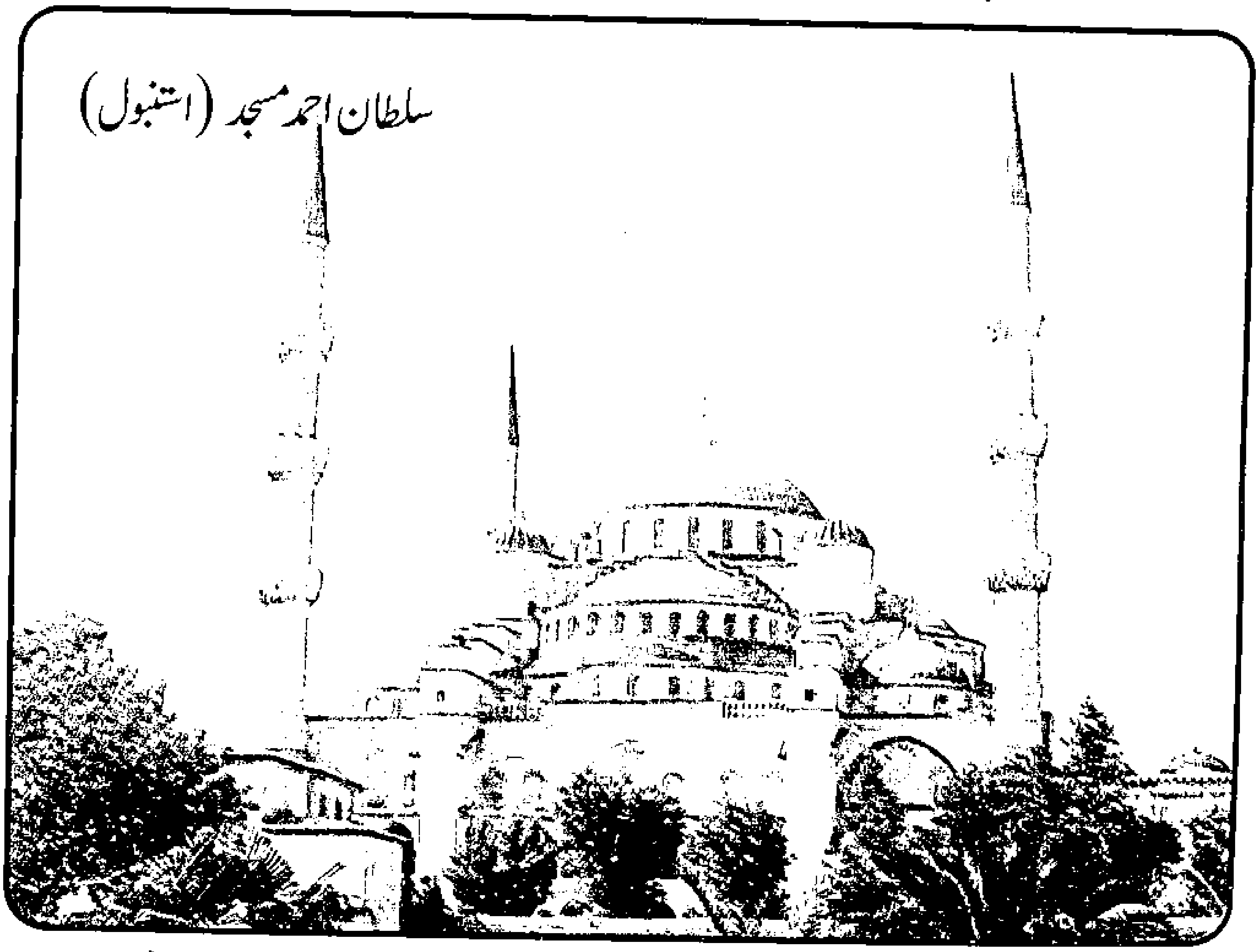


استنبول میں واقع سلطان احمد مسجد جو کہ عام طور پر نیلی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ شاہ وقت بادشاہ احمد فرسٹ
بہت ساری اور تاریخی مساجد کے طرح اس مسجد میں بھی شاہ کا مقبرہ ایک مدرسہ ہے۔

Marfat.com

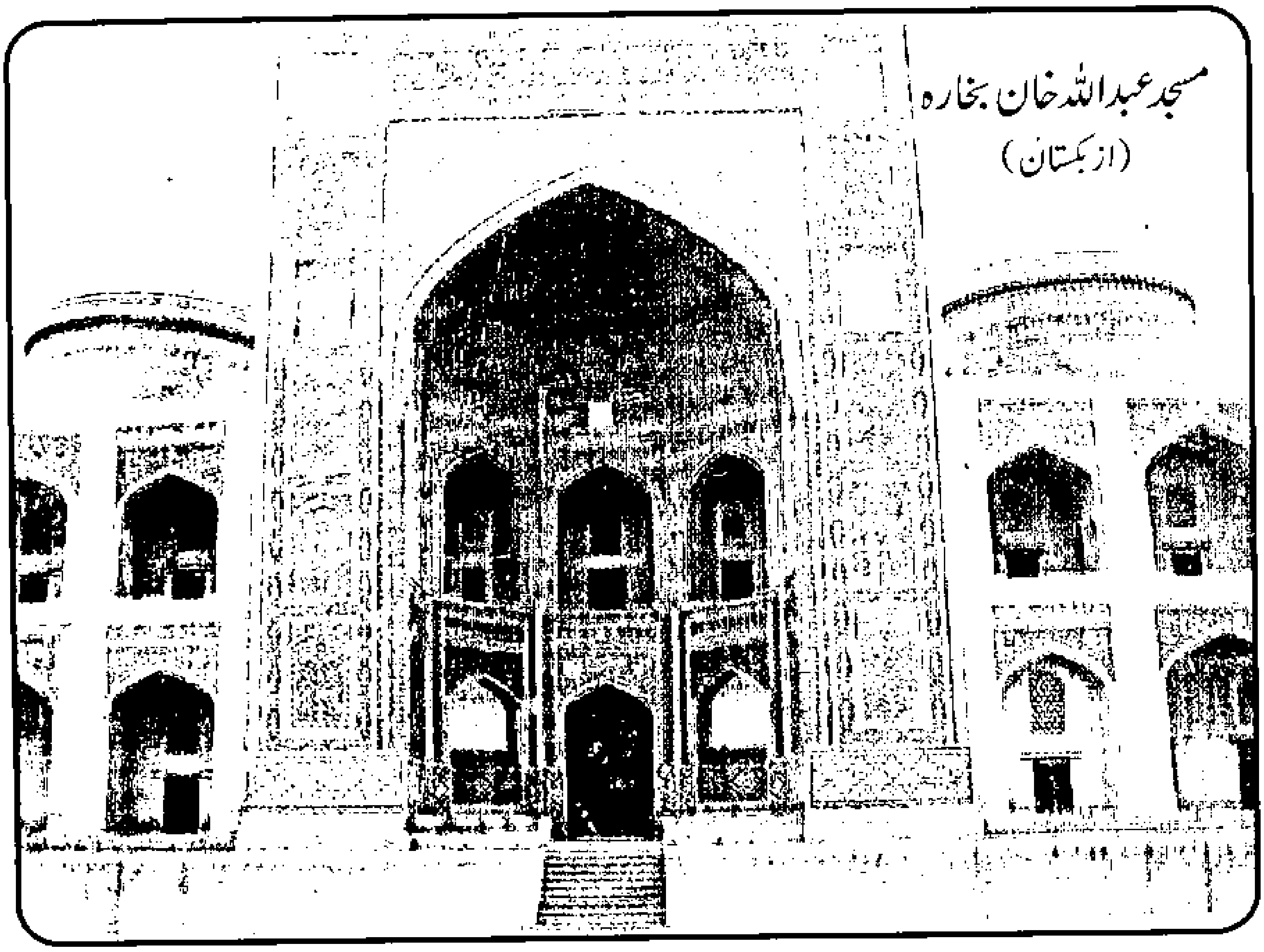


مسجد عبداللہ خان بخارہ کو 1556ء میں مدرسہ کے طور کر تعمیر کیا گیا اور میں اس کو مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔
یہ اسلامی تاریخ کے اپنے دور کے جدید تعلیم کے ادارہ جات کی نشاندہی کرتا ہے

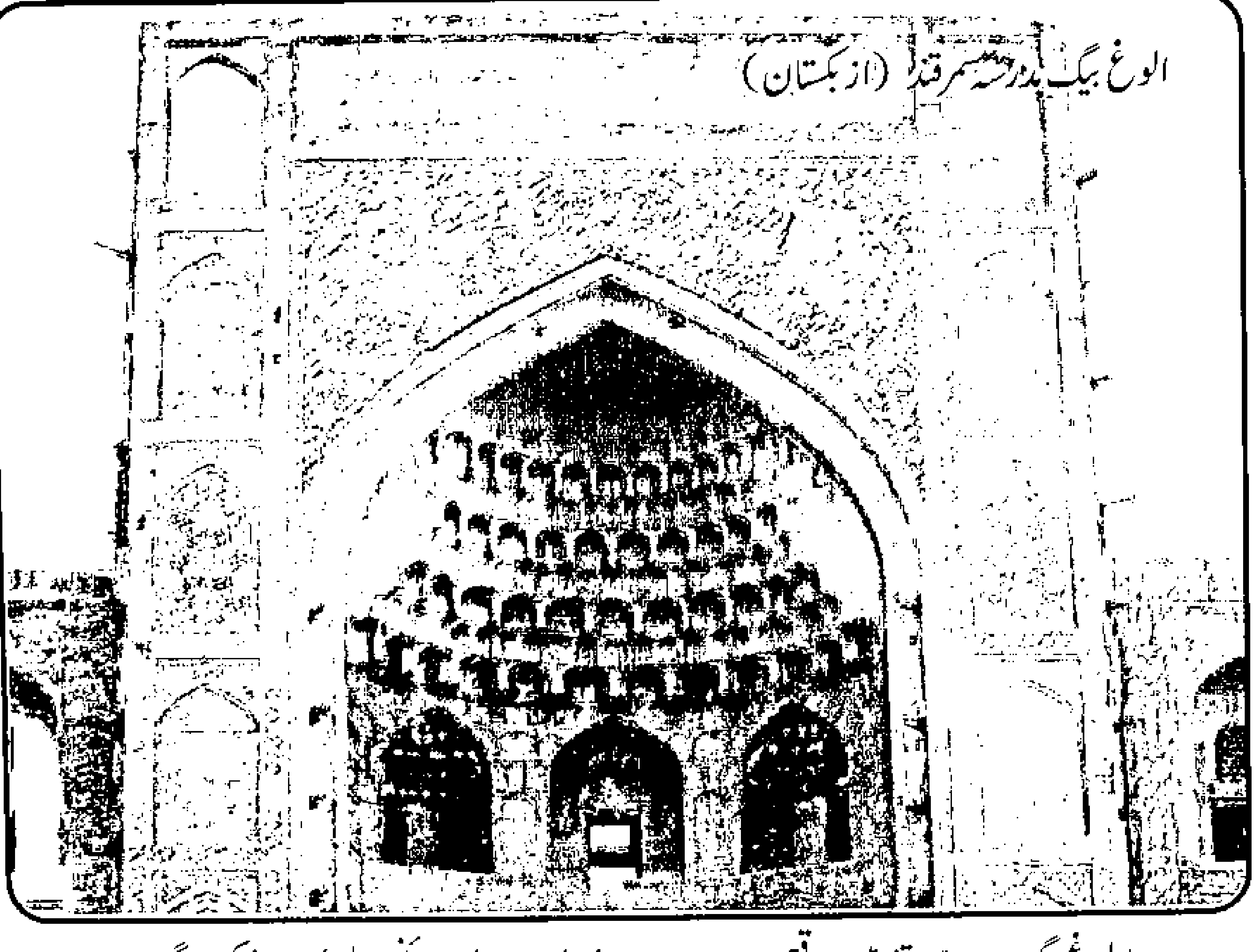


اولوغ بیگ مدرسہ سمرقند میں واقع ہے 15 ویں صدی میں اس میں سائنسی علوم کا اضافہ کر دیا گیا۔
اس کی پہلی تعمیر 1420 میں ہوئی تھی۔

Marfat.com

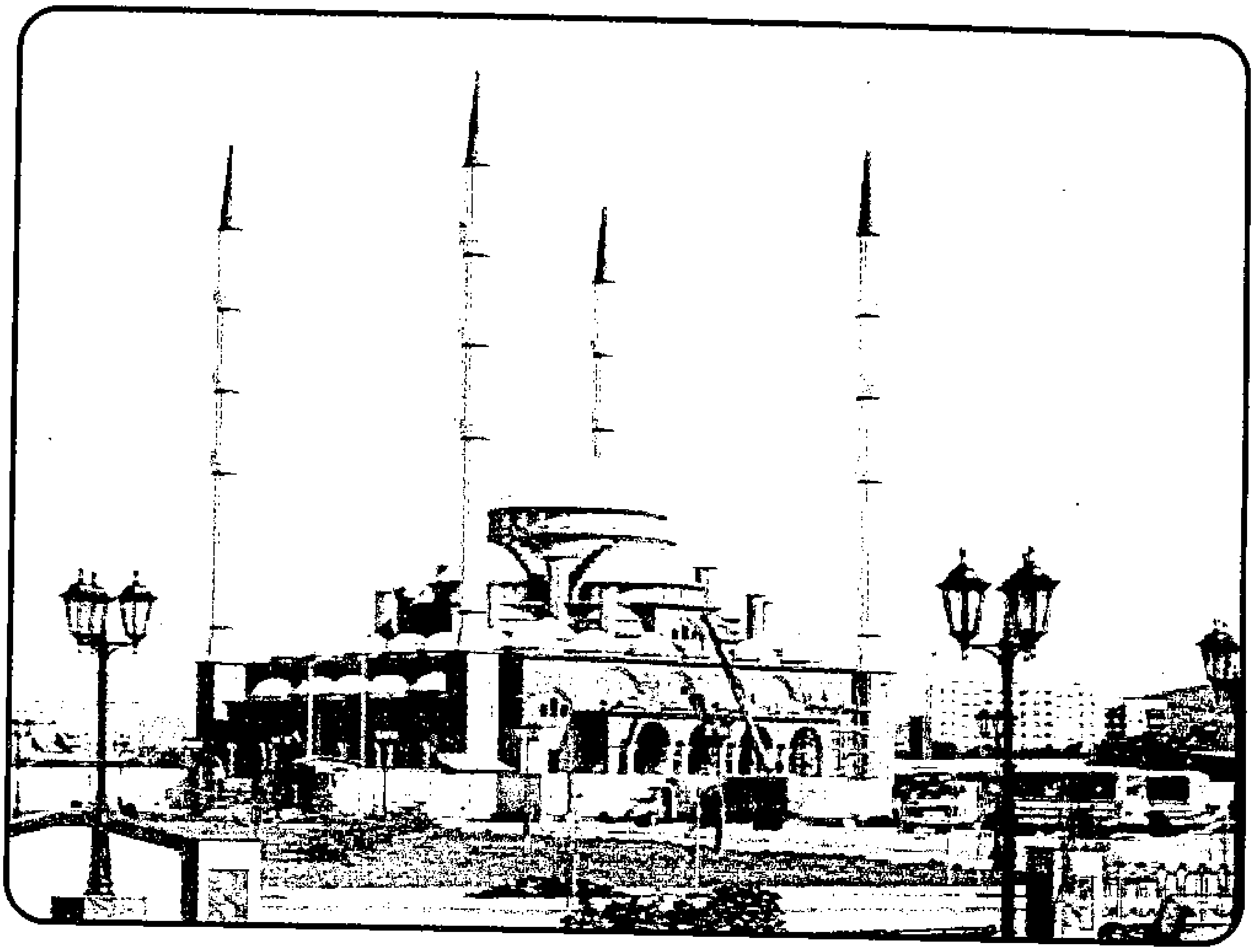

چچنیا کے دارلحکومت میں گروزنی میں واقع ملک کی سب سے بڑی مسجد ہے یہ یورپ کی بڑی مساجد میں سے ایک اور استنبول سے ملتی ہے۔اس کے میناروں کی اونچائی 60 میٹر تک ہے۔

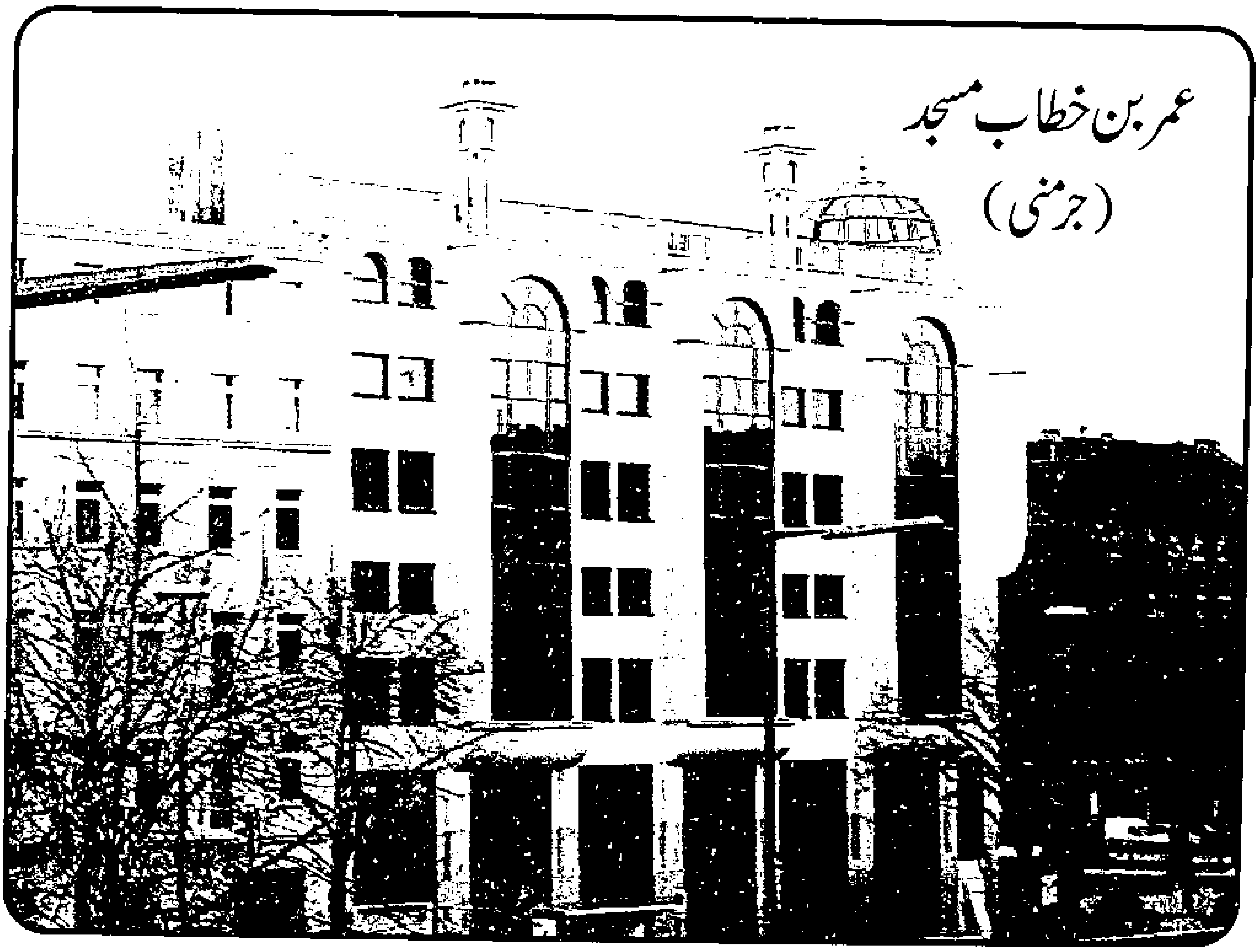


جرمنی کے شہر برلین میں واقع مسجد عمر بن خطاب جو کہ 1000 لوگوں کی گنجائش کی حامل ہے ذرائع ابلاغ میں شائع ہونے والی خبروں کے مطابق اس کی لاگت تقریباً 12.5 ملین ڈالر ہے۔

Marfat.com

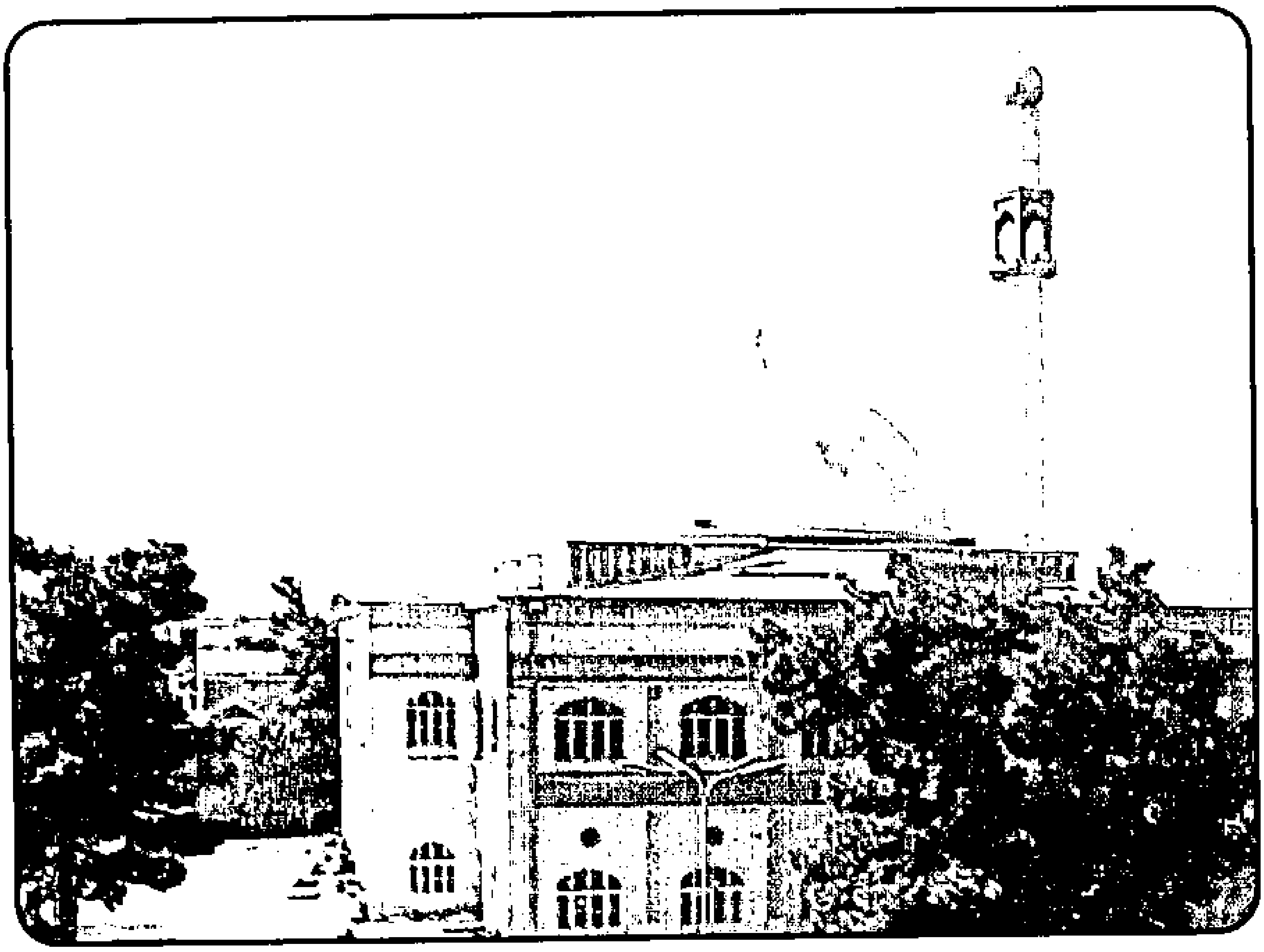

کابل میں افغانستان کی سب سے بڑی مسجد ہے بدحالی کی بدولت ظاہرہ شاہ نے 1960 میں اسے دوبارہ تعمیر کروایا۔ حالیہ جنگ کے نتیجہ میں نقصان پہنچا لیکن اس کو دوبارہ بحال کروایا گیا ہے۔

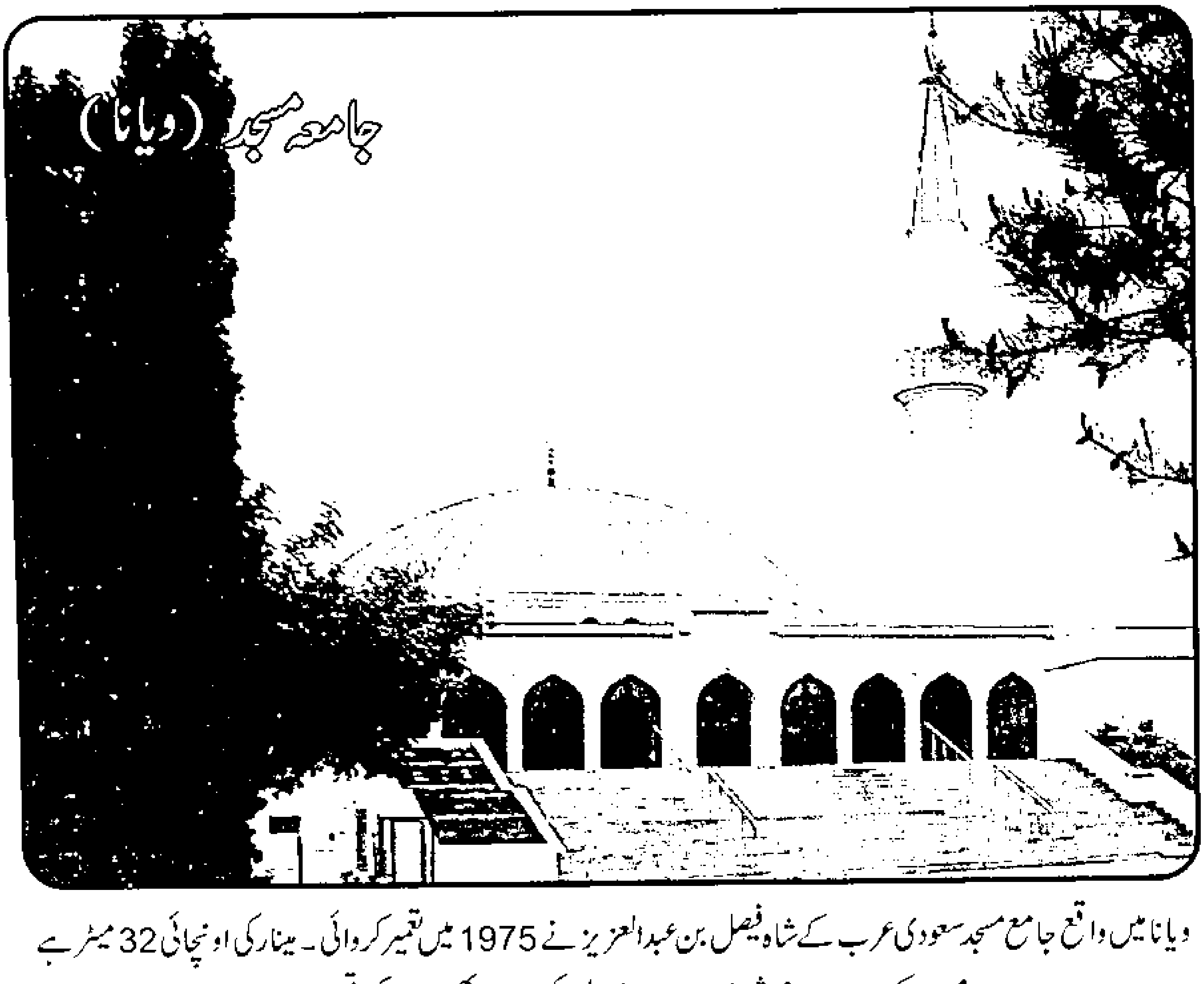


ویانا میں واقع جامع مسجد سعودی عرب کے شاہ فیصل بن عبدالعزیز نے 1975 میں تعمیر کروائی۔ مینار کی اونچائی 32 میٹر ہے یہ مسجد کے علاوہ اسلامی ثقافت اور اسلامی علوم کی تربیت بھی فراہم کرتی ہے۔

Marfat.com

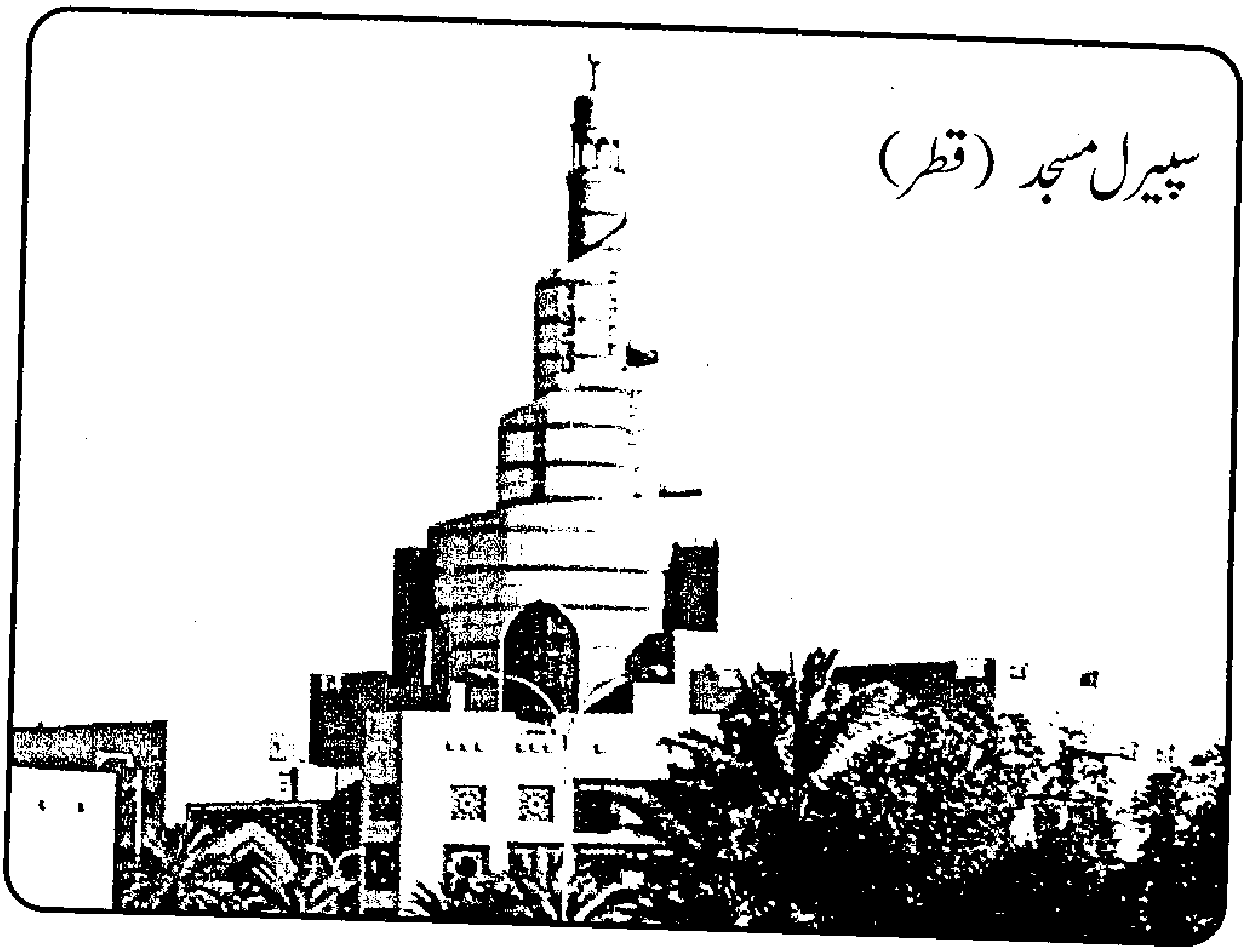


السلامی کلچر سنٹر قطر جو کہ سپیرل مسجد کے نام سے بھی جانا جاتا ہے یہ دوحا قطر کی جانی جانے والی سب سے مصروف جگہ ہے

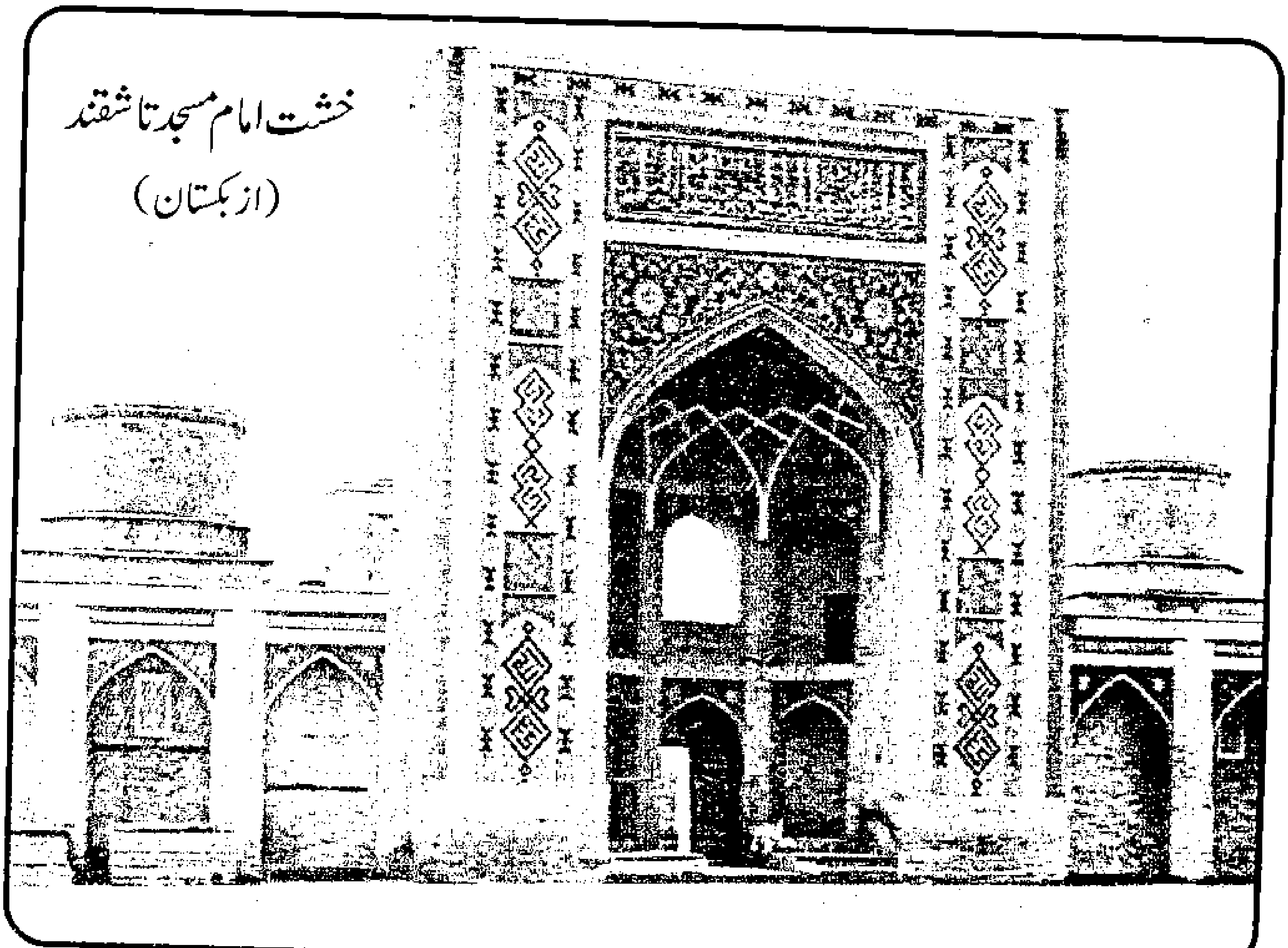


خشت امام مسجد تاشقند 16 ویں صدی مدرسہ کے طور پر تعمیر کی گئی نئی مسجد کی تعمیر 2007 میں مکمل ہوئی تاکہ اسلامی ثقافت کو سنبھالا جا سکے اور ازبکستان کی قدیم روایات کو برقرار رکھا جا سکے۔

Marfat.com

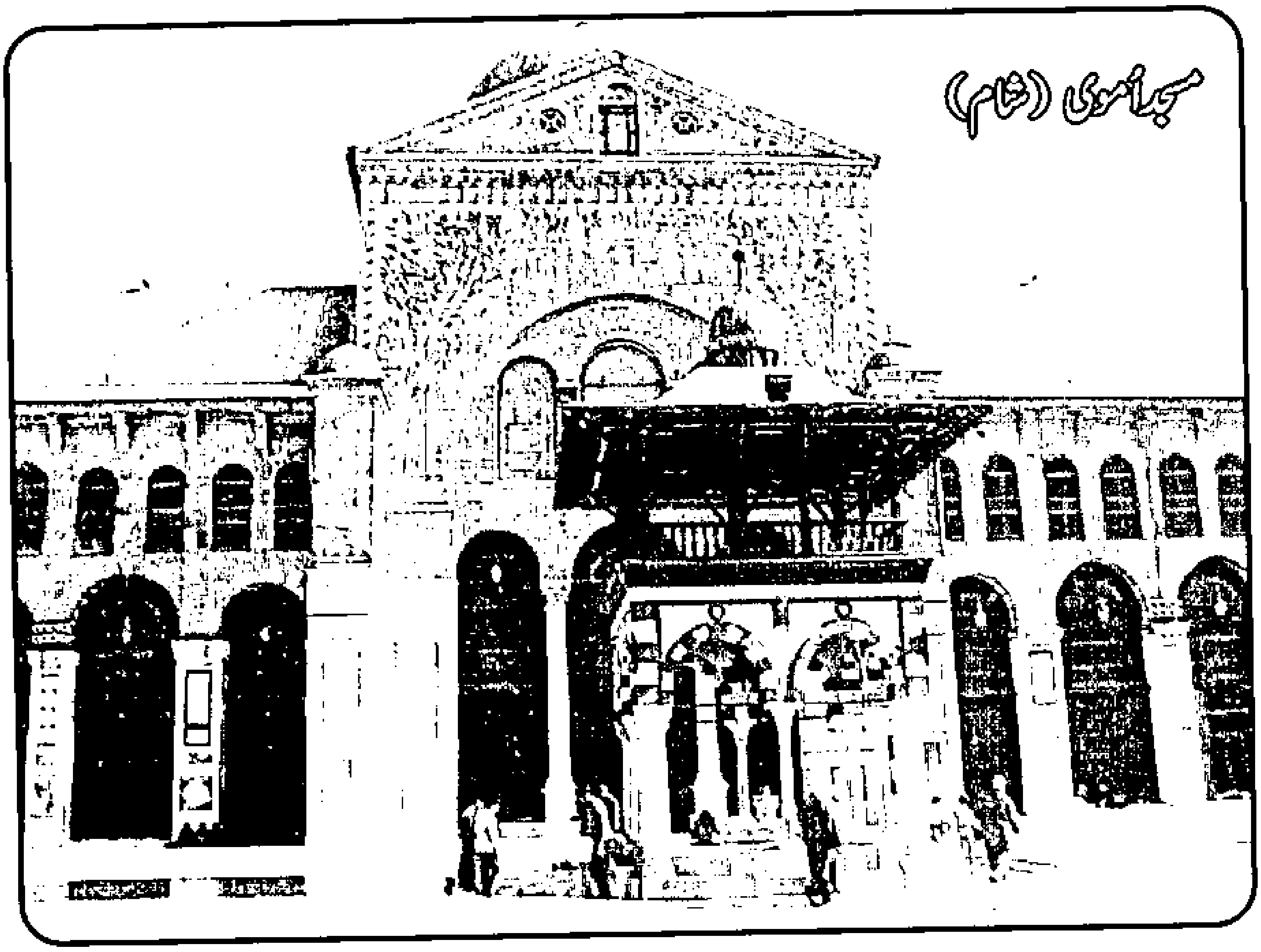


شام دمشق میں واقع تاریخی اہمیت کی حامل جامعہ مسجد اُموی کا خوبصورت منظر

ازبکستان تاشقند میں واقع مرکزی جامعہ مسجد ازبکستان کی تیسری بڑی مسجد جسے 15 ویں صدی میں تعمیر کیا گیا اور جدید تعمیر 19 ویں صدی میں کی گئی

Marfat.com

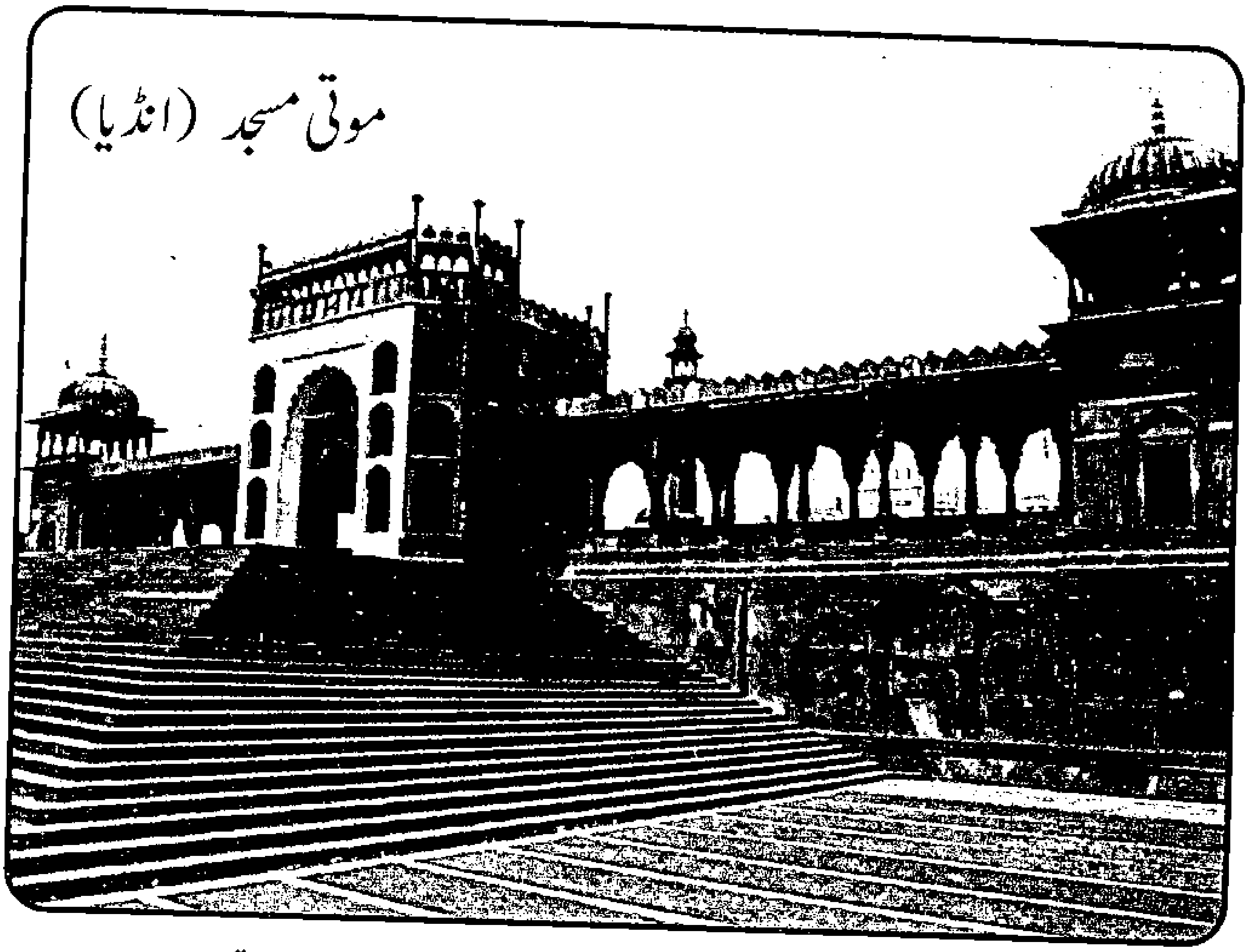


مسجدوں کے شہر بھوپال جس میں بہت سی تاریخی مساجد موجود ہیں ان میں سے ایک بہت یہ تاریخی موتی مسجد ہے یہ خوبصورت موتی مسجد دہلی کی جامع مسجد سے بہت شباہت رکھتی ہے

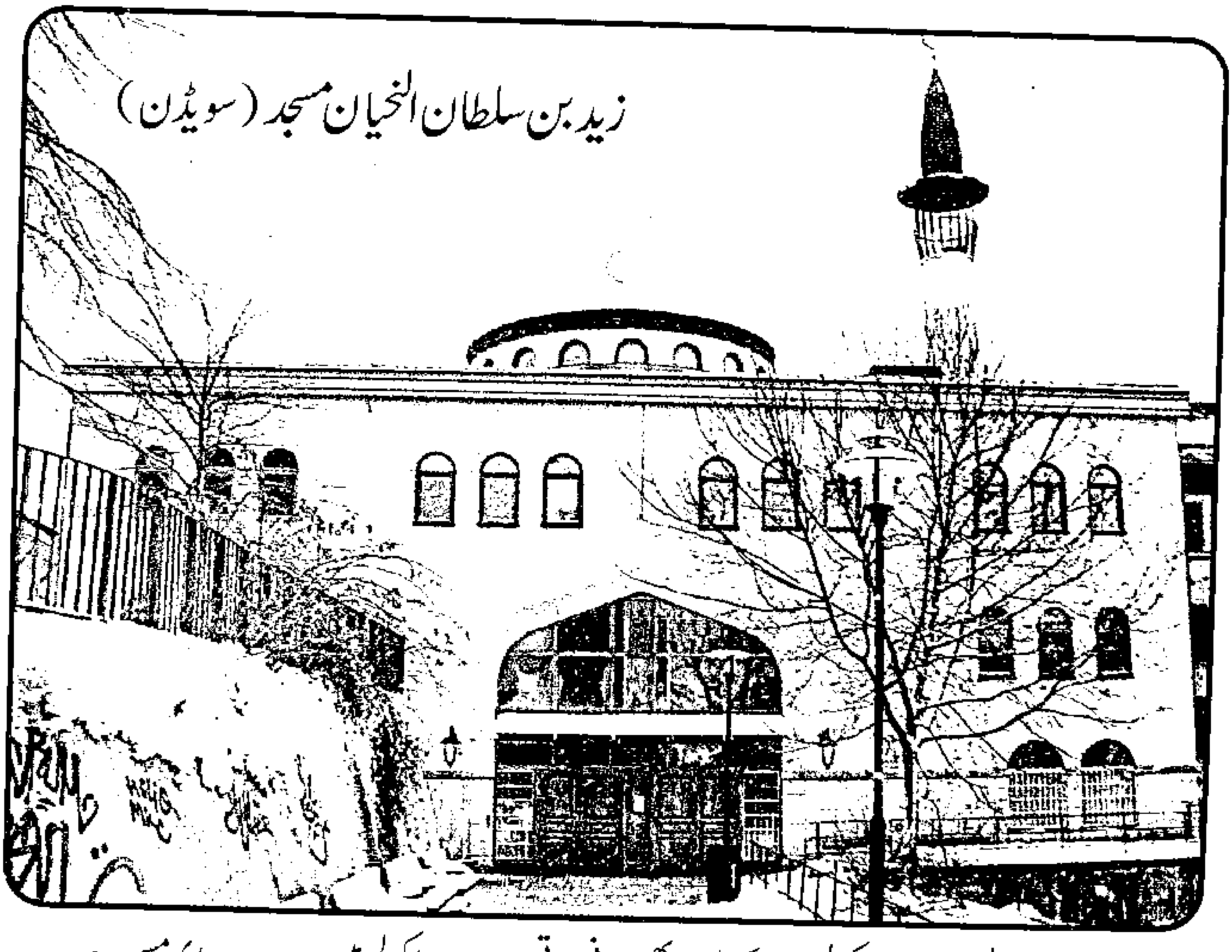


زید بن سلطان النخیان مسجد سٹاکہولم مسجد کے طور پر بھی جانی جاتی ہے۔ یہ سٹاکہولم میں سب سے بڑی مسجد ہے۔ مسجد کی ایڈمنسٹریشن اسلامک ایسوسی ایشن آف سٹاکہولم سویڈن کے پاس ہے۔

Marfat.com

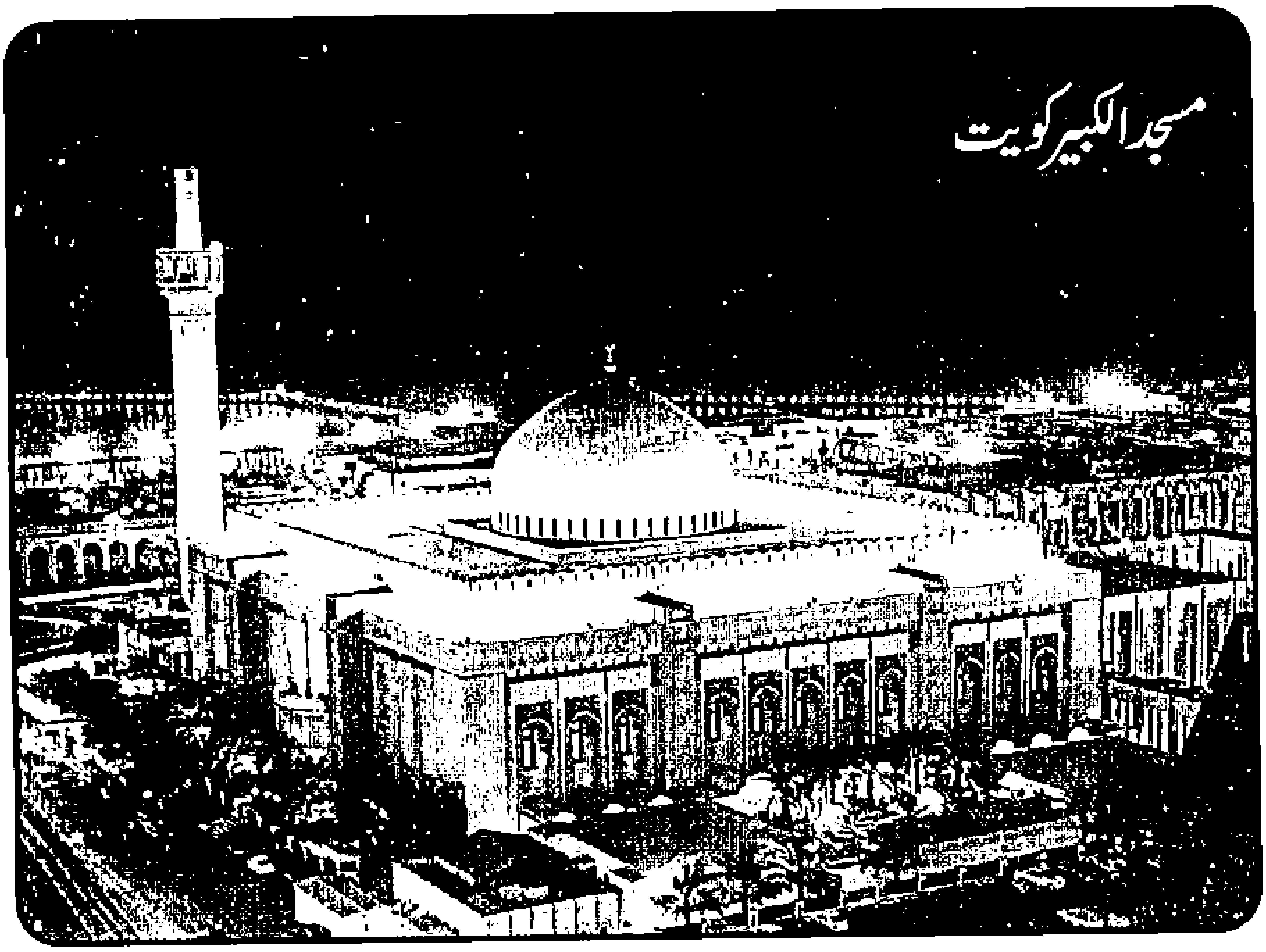


مسجد الکبیر کویت کی قومی مسجد ہے۔اس کی تعمیر 1986 میں مکمل ہوئی اور تعمیری لاگت 14 ملین کویتی دینار ہے۔ یہ کویت کی سب سے قیمتی اور اہم جگہ بن چکی ہے۔

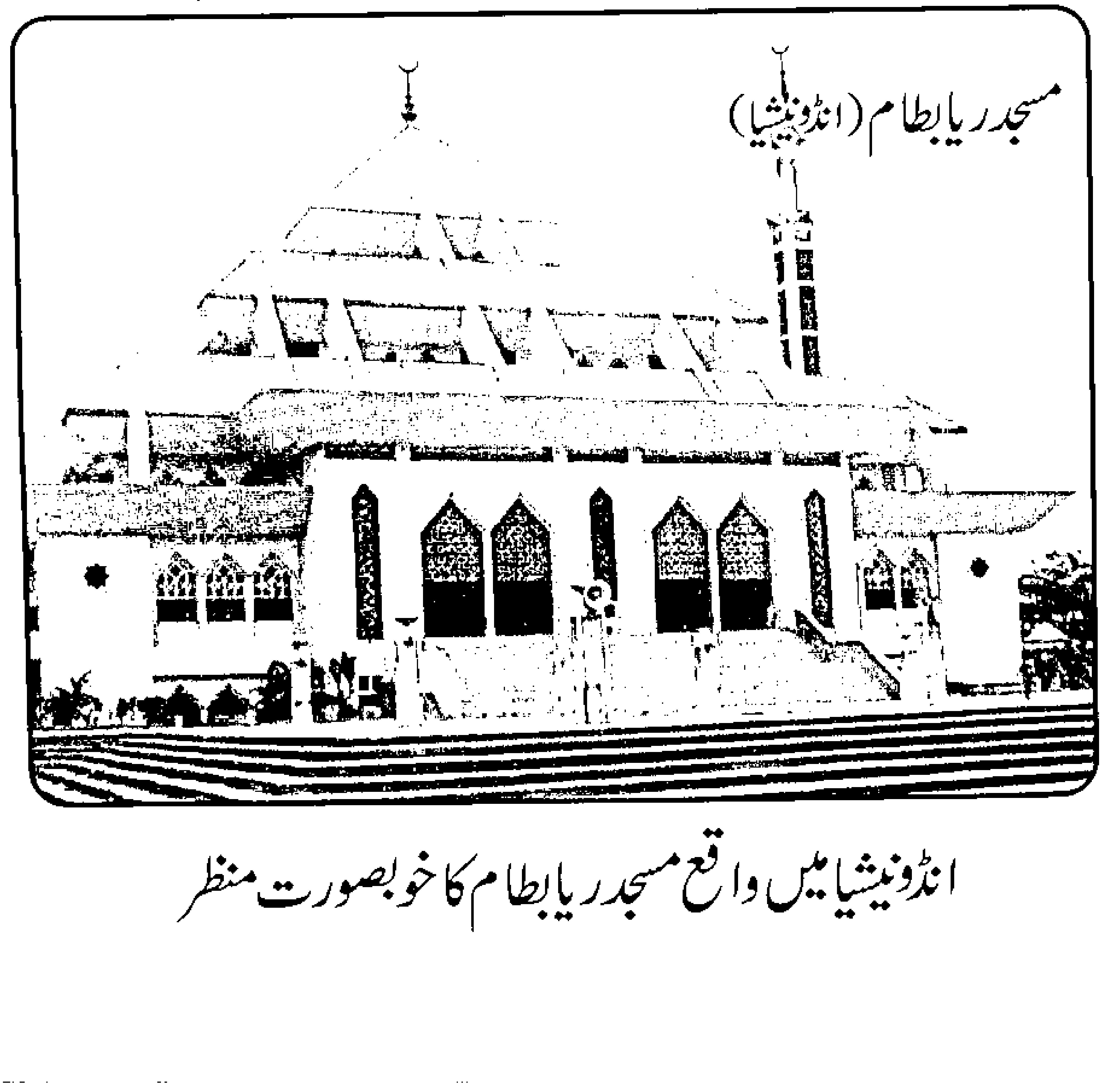


انڈونیشیا میں واقع مسجد ریابطام کا خوبصورت منظر

Marfat.com

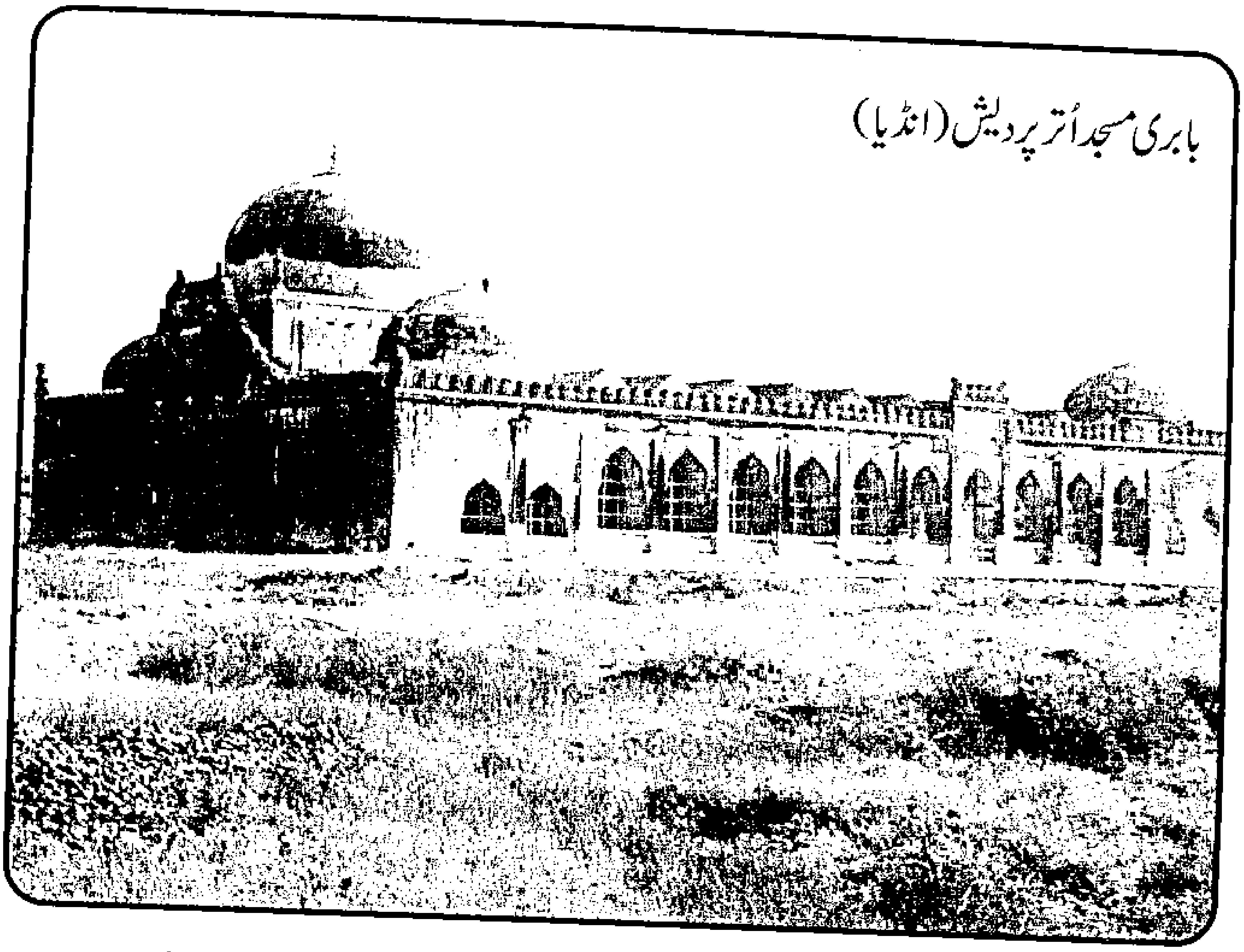

بابری مسجد اُترپردیش (انڈیا)

اُترپردیش میں واقع بابری مسجد جسے 1992 میں ہندوؤں نے شہید کردیا۔

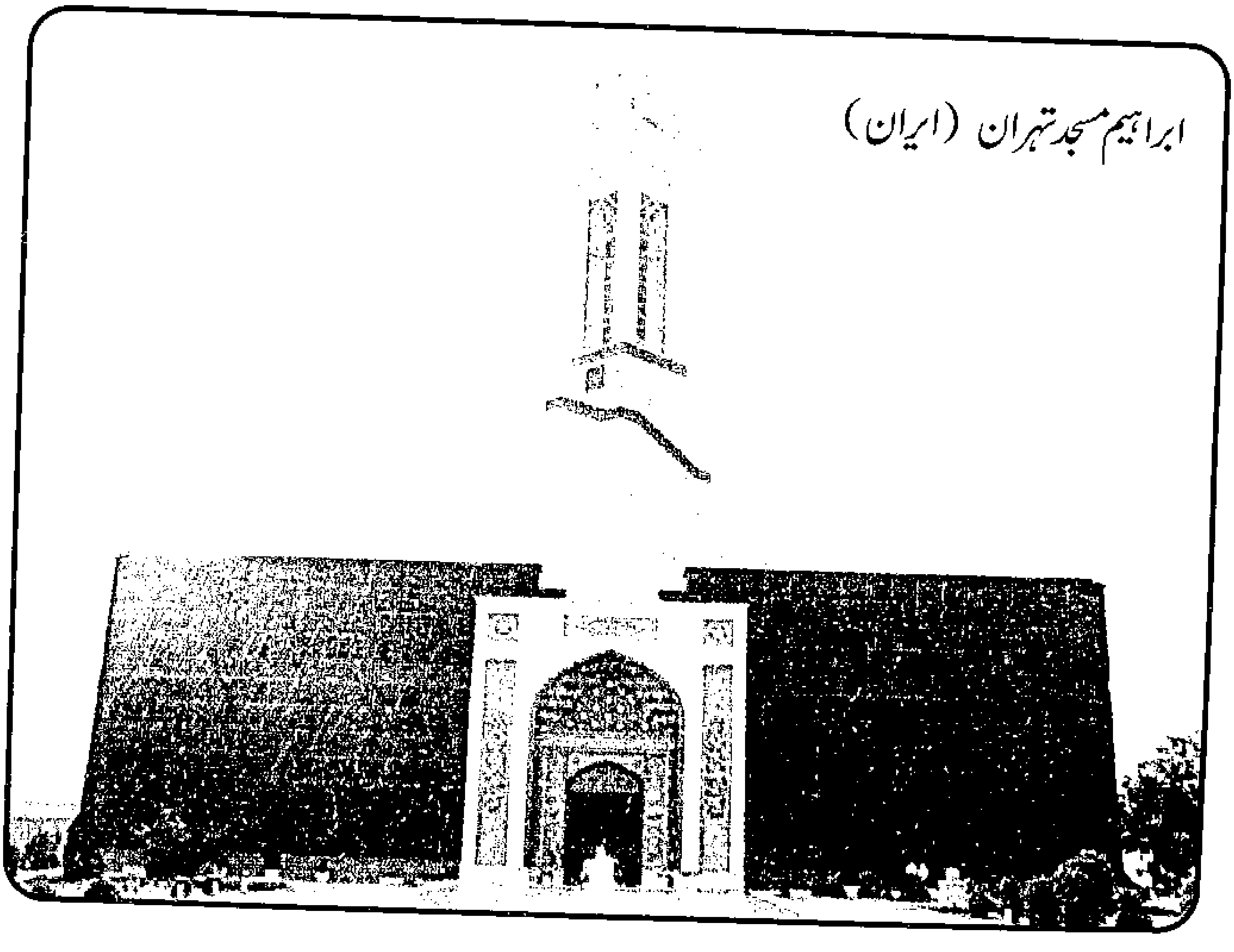

ابراہیم مسجد تہران (ایران)

ایران تہران میں واقع ابراہیم مسجد رقبہ 86400 سکوئیر فٹ ہے اور اس کی تعمیری لاگت 1.5 ملین ڈالر ہے۔

Marfat.com

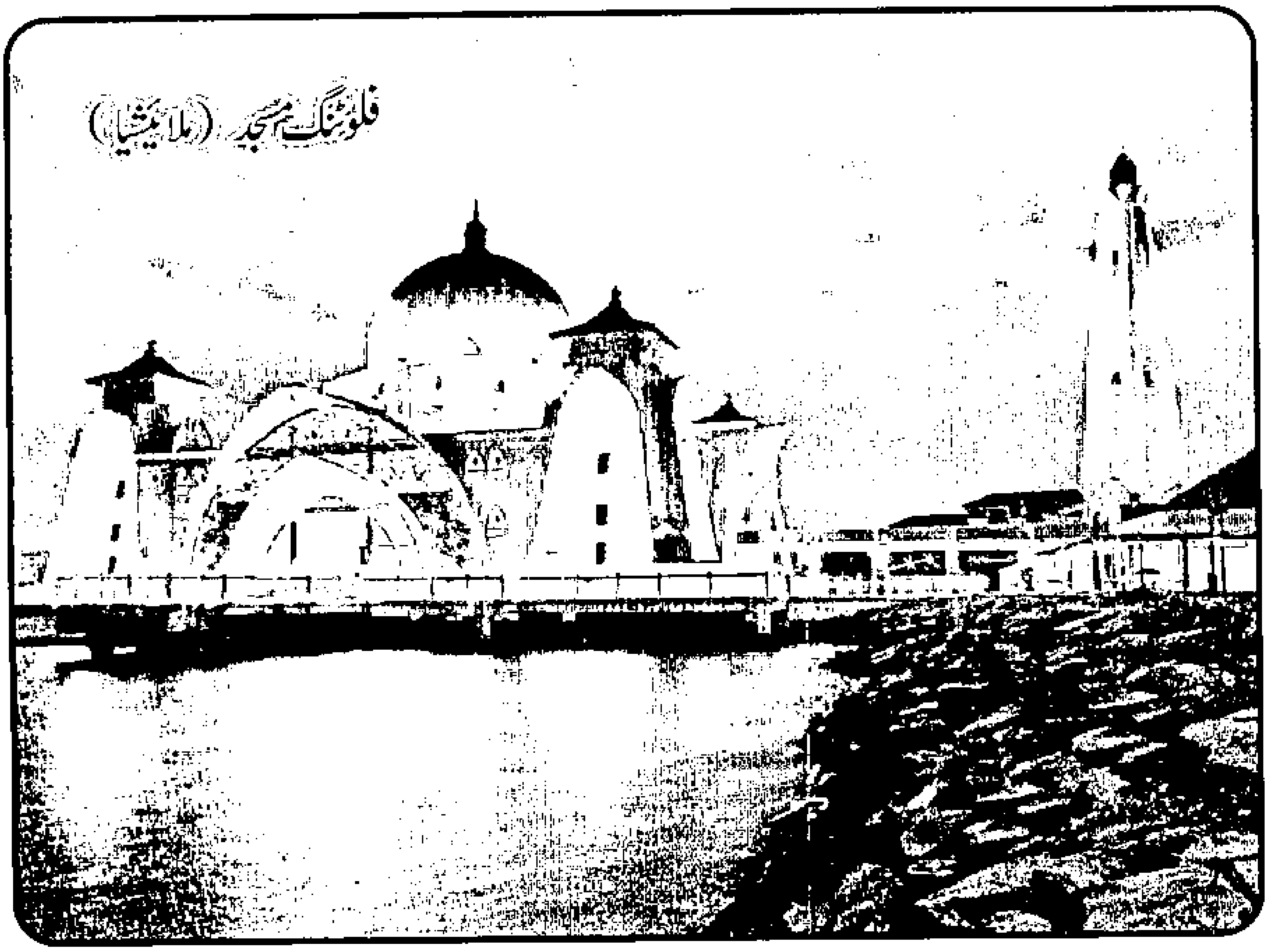


ملائیشیا کی ریاست ملکا میں واقع مسجد جسے فلوٹنگ (تیرتی ہوئی) مسجد بھی کہا جاتا ہے۔ پانی کی سطح بلند ہونے پر مسجد تیرتے ہوئے بیڑے کا منظر پیش کرتی ہے۔ اس کی لاگت 10 ملین ملیشی روپے ہے۔

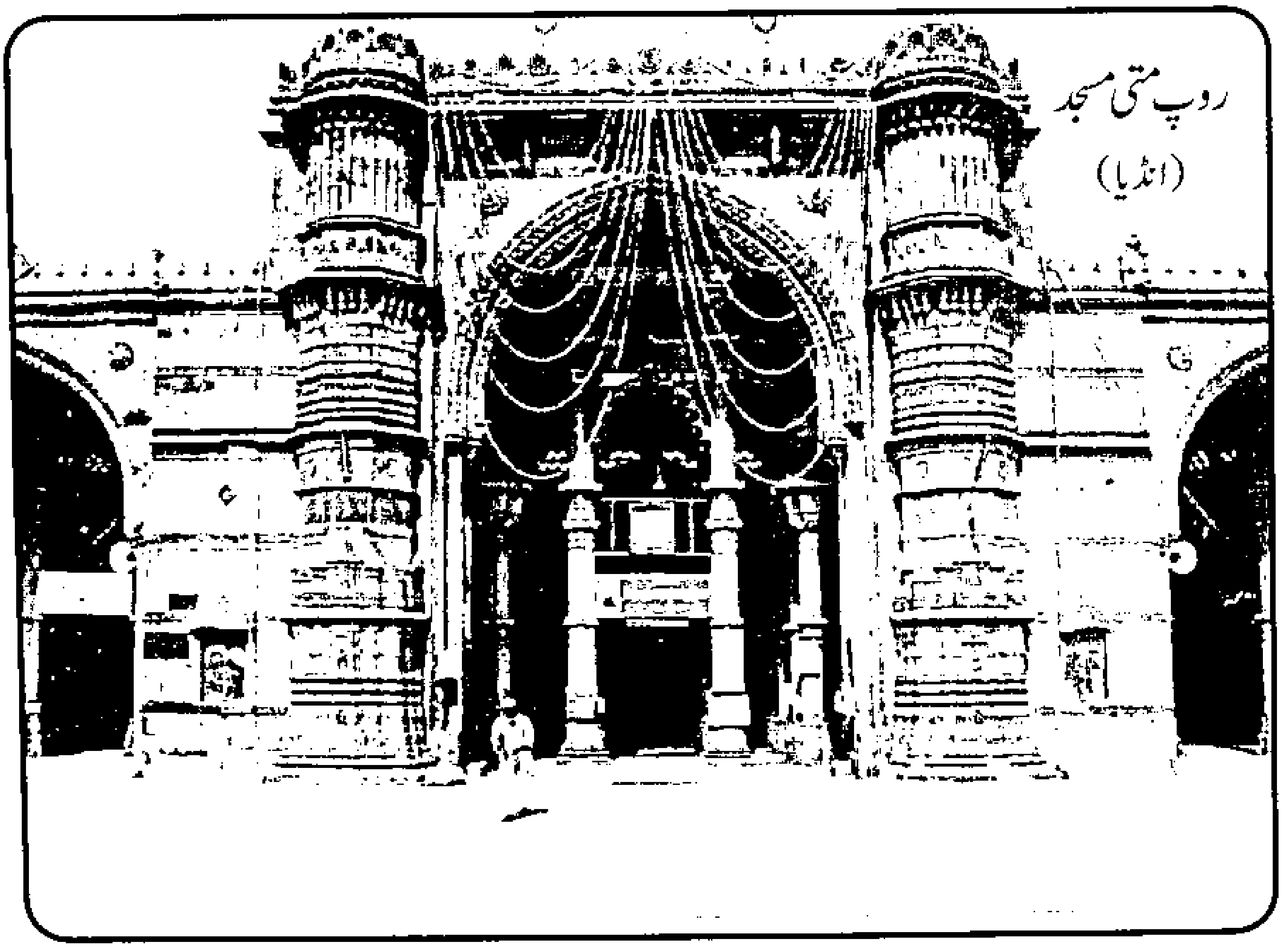


احمد آباد میں رانی روپ متی مسجد۔ سلطان محمود بھیگڑا نے اپنی بیوی رانی روپ متی کے نام پر 1430-4140ء میں تعمیر کروائی۔ یہ مسجد اب جامع مسجد احمد آباد کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔

Marfat.com

گھانا کی سب سے قدیم اور مغربی افریقہ کی پرانی مساجد میں سے ایک مسجد ہے۔ اسے 2001ء میں عالمی ثقافتی ورثہ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ یہ مسجد اب دنیا کی سب سے زیادہ خطرے سے دوچار دنیا کی 100 یادگار جگہوں میں سے ایک ہے۔

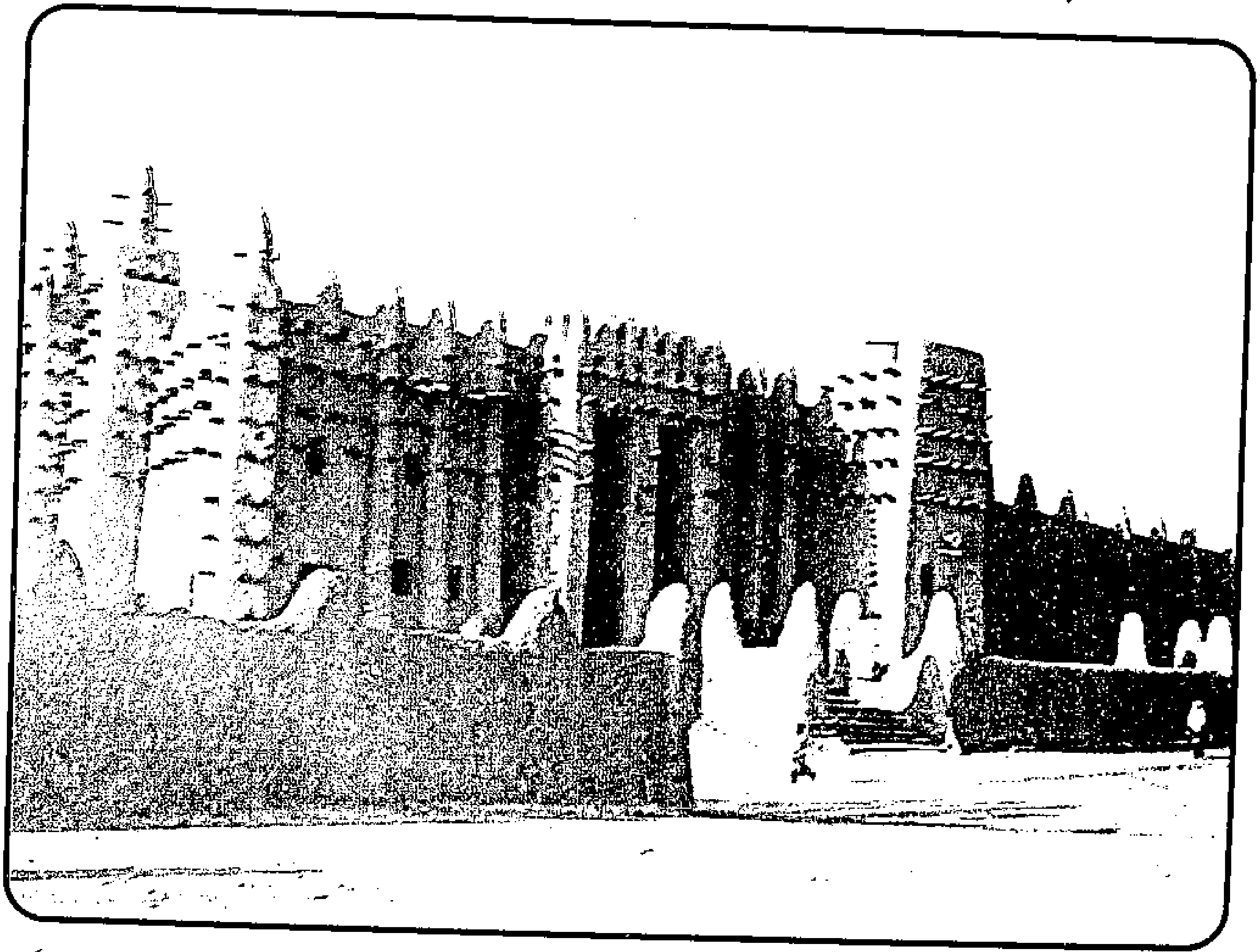

مالی ڈجنی میں واقع مٹی سے بنی مسجد دنیا کی سب سے بڑی مٹی کی عمارت ہے سب سے پرانی تعمیر اس مسجد کی 13 ویں صدی کی ہے جبکہ حالیہ جدید تعمیر 1907 میں کی گئی۔ 1988ء میں یونیسکو نے اسے عالمی ثقافتی ورثہ نامزد کیا۔

Marfat.com

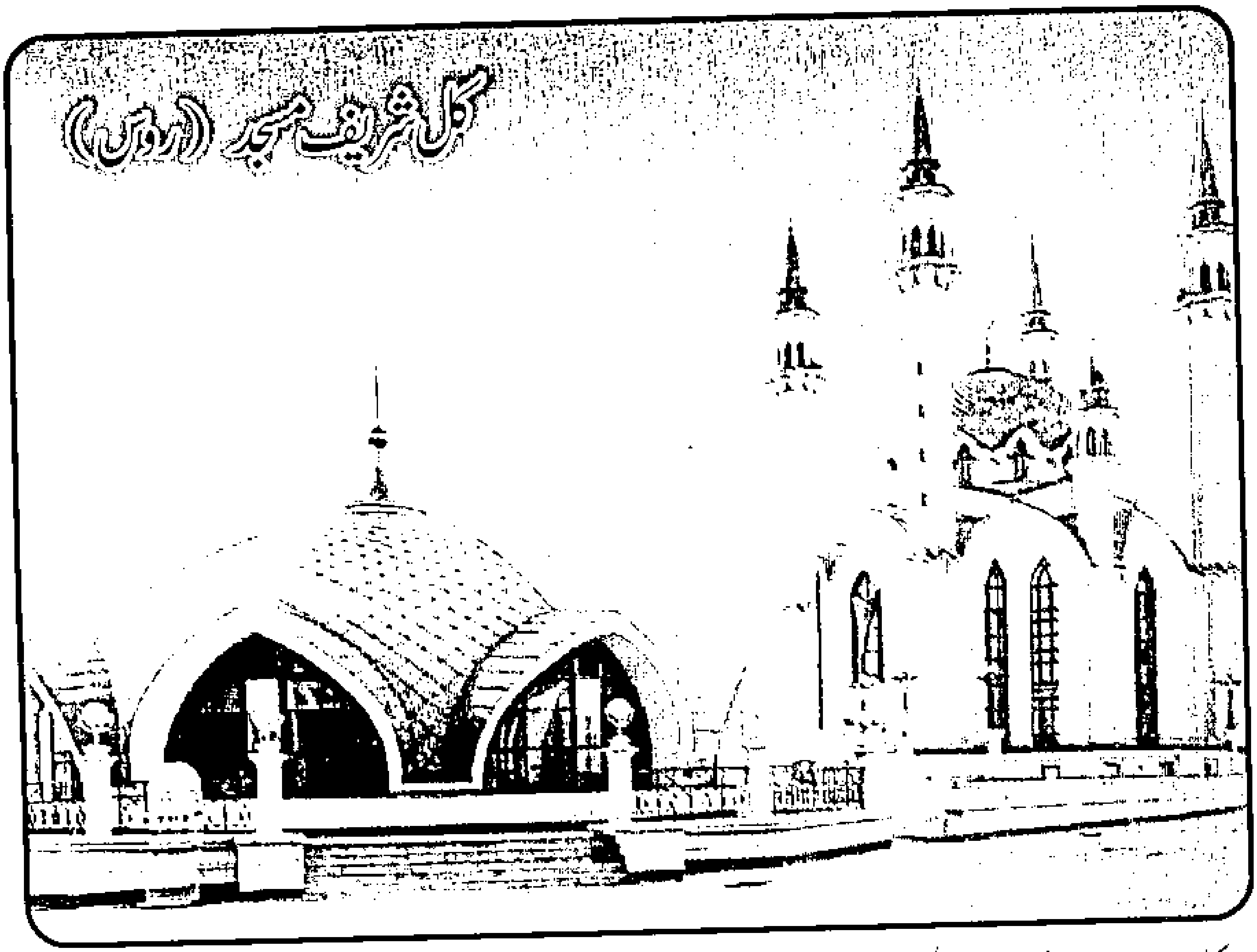


کل شریف مسجد کزان کرلمین روس میں واقع سب سے بڑی مسجد ہے 16 ویں صدی میں تعمیر کی گئی مسجد جہاں کل شریف اپنے 1996ء میں مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا اور کزان کی تاریخ سے منسوب کیا گیا۔

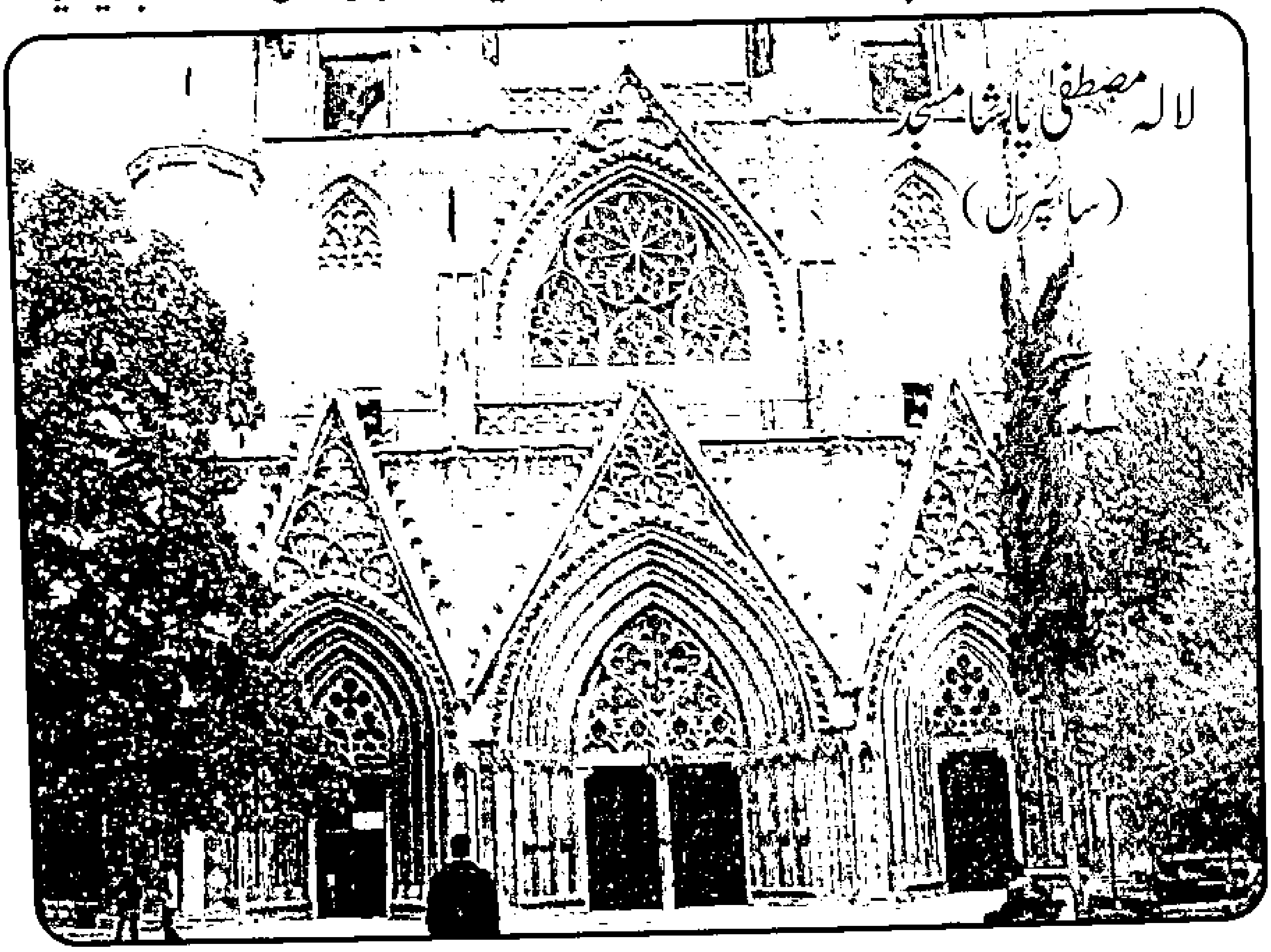


سائپرس میں واقع لالہ مصطفیٰ پاشا مسجد 1571ء میں اسے عظیم مسجد مانا گیا

Marfat.com

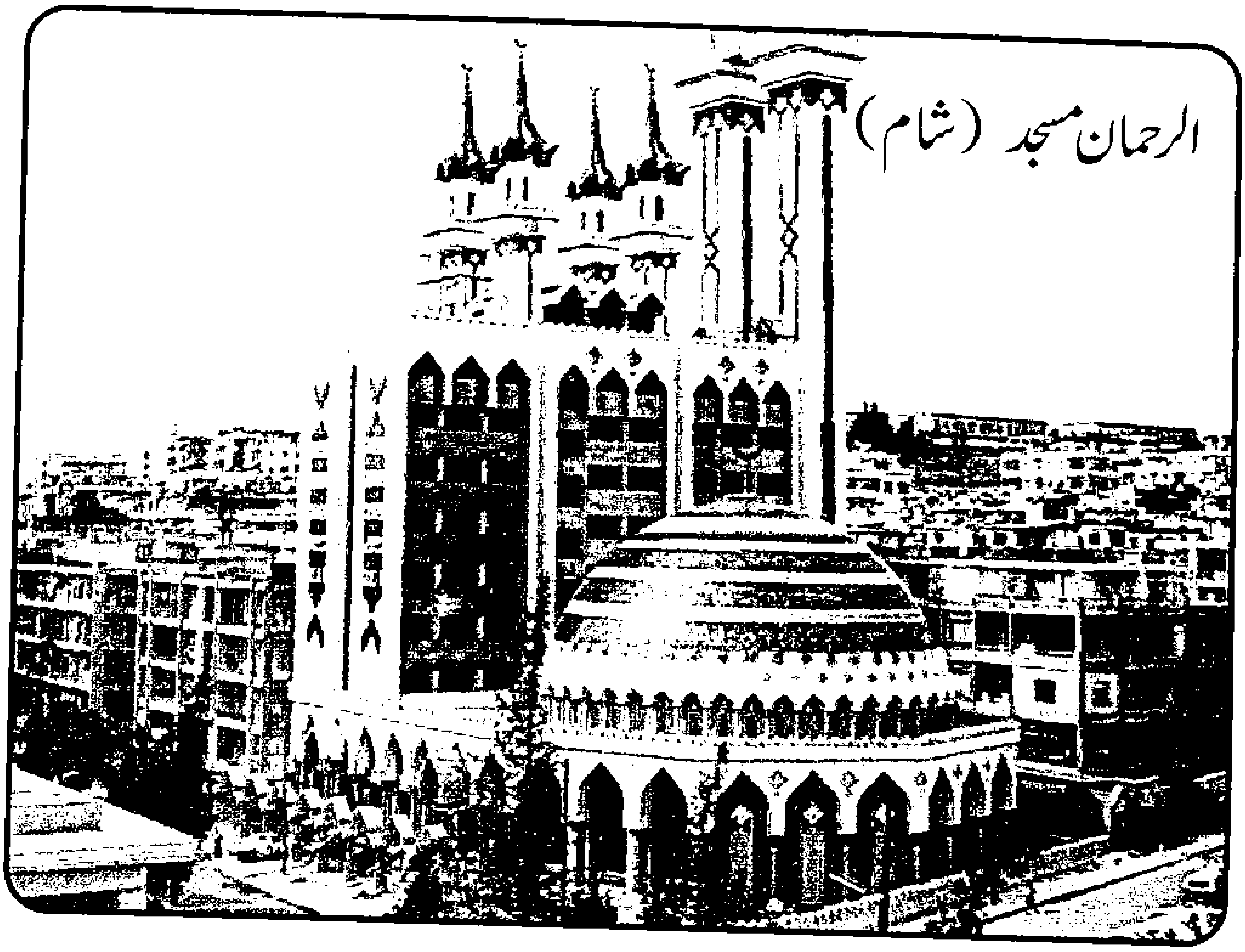


شام میں واقع الرحمان مسجد جدید خوبصورت اسلامی طرز تعمیر کی عکاسی کرتی ہے۔

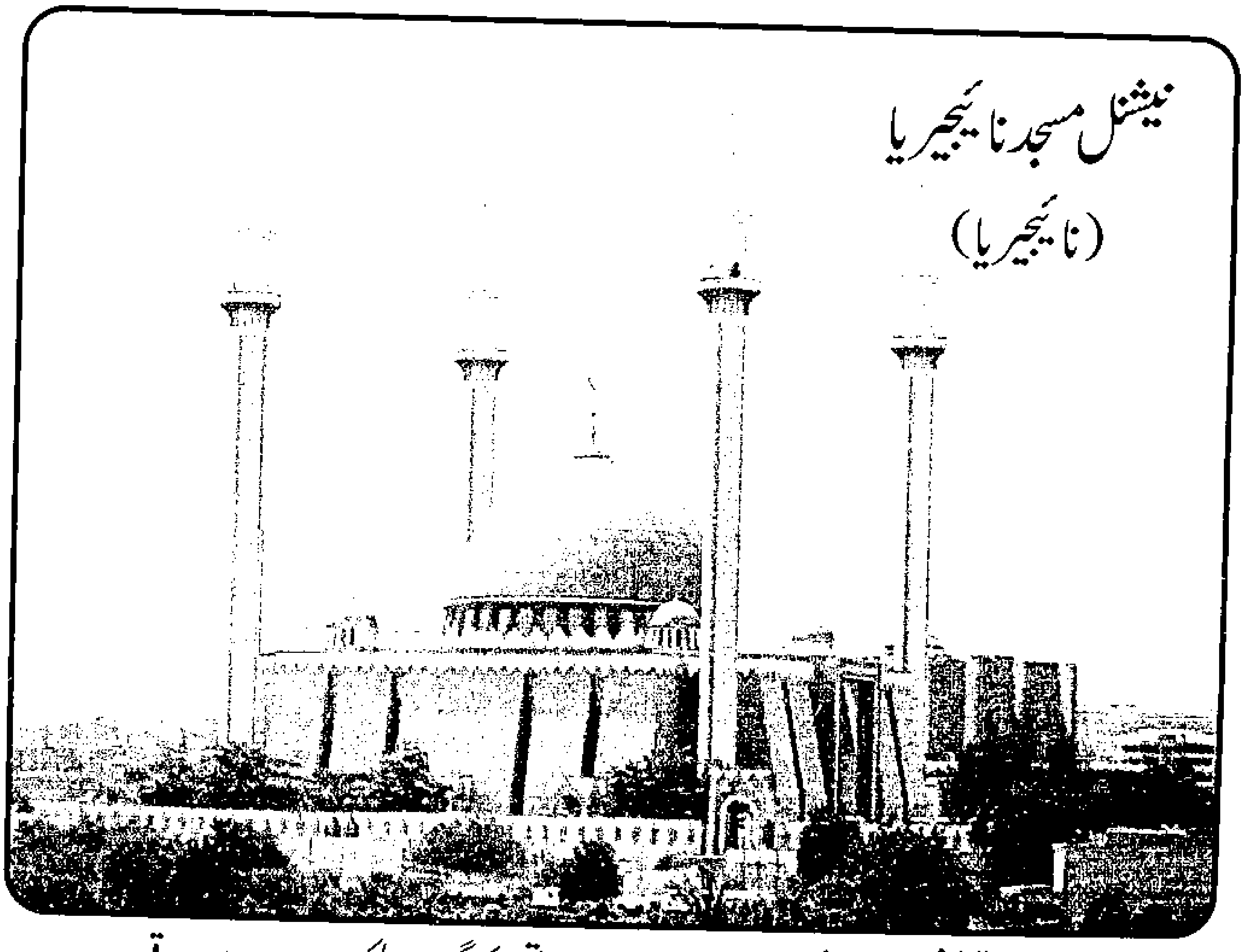


نائیجیریا میں واقع نیشنل مسجد نائیجیریا۔ جو کہ 1984 میں تعمیر کی گئی دار الحکومت ابوجا میں واقع ہے
اس میں لائبریری اور کانفرس ہال شامل ہیں۔

Marfat.com

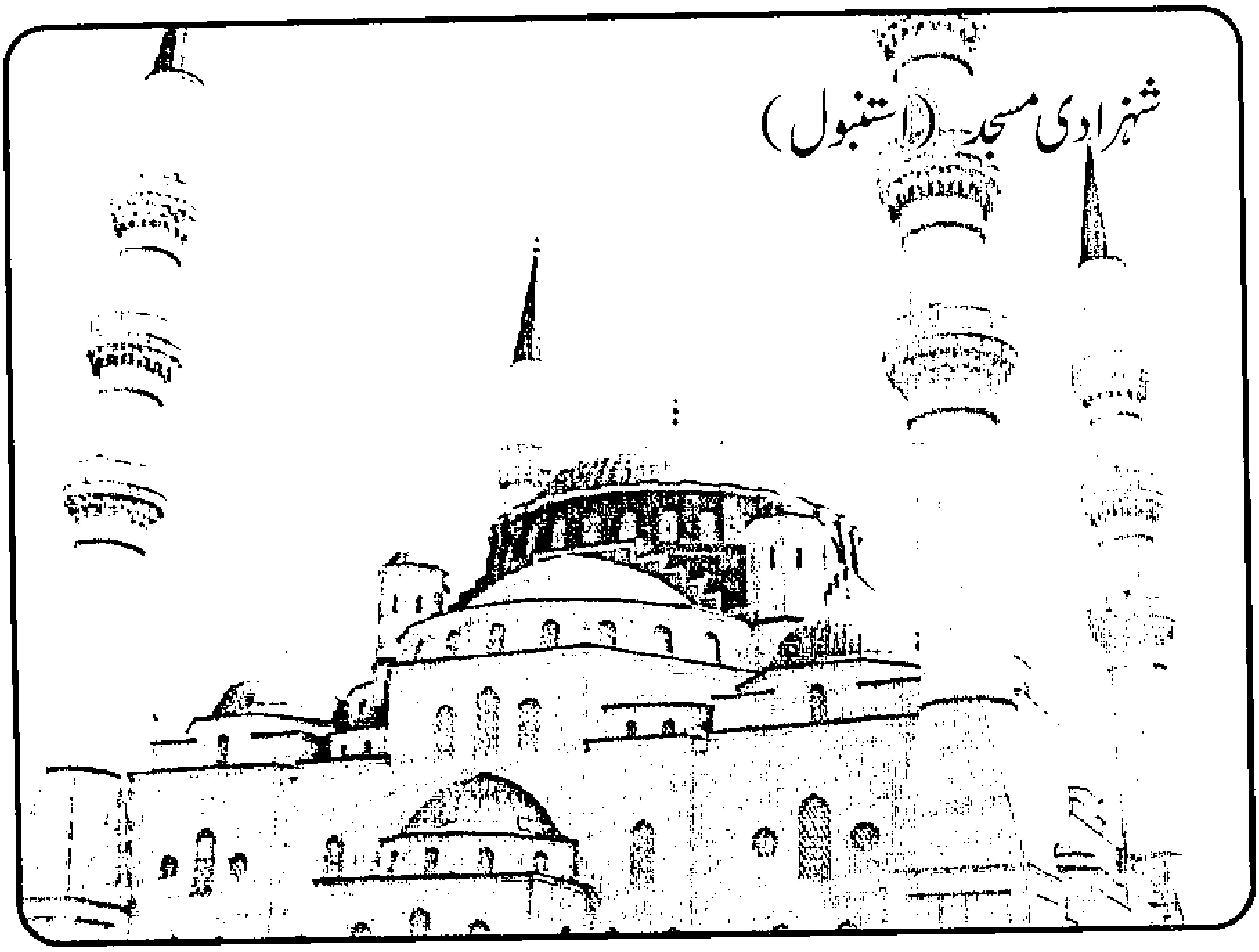


شہزادی مسجد بہت ہی دلکش مسجد جو کہ فاتح ڈسٹرکٹ استنبول کی تیری پہاڑی پر واقع ہے یہ مسجد 1548ء میں مکمل ہوئی۔

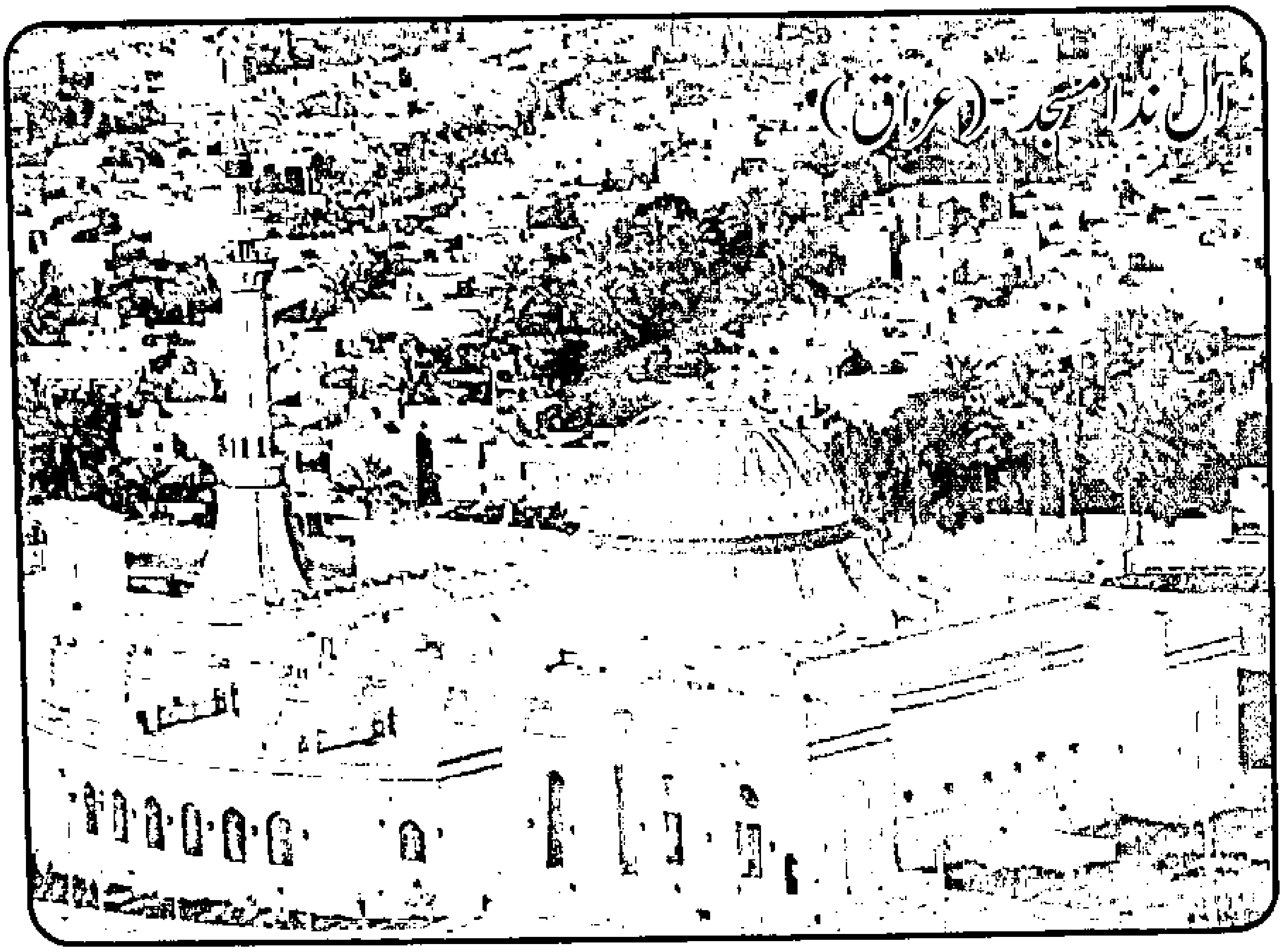


عراق کے شہر بغداد میں واقع ال ندا مسجد بغداد کی بڑی مسجد ہے۔

Marfat.com

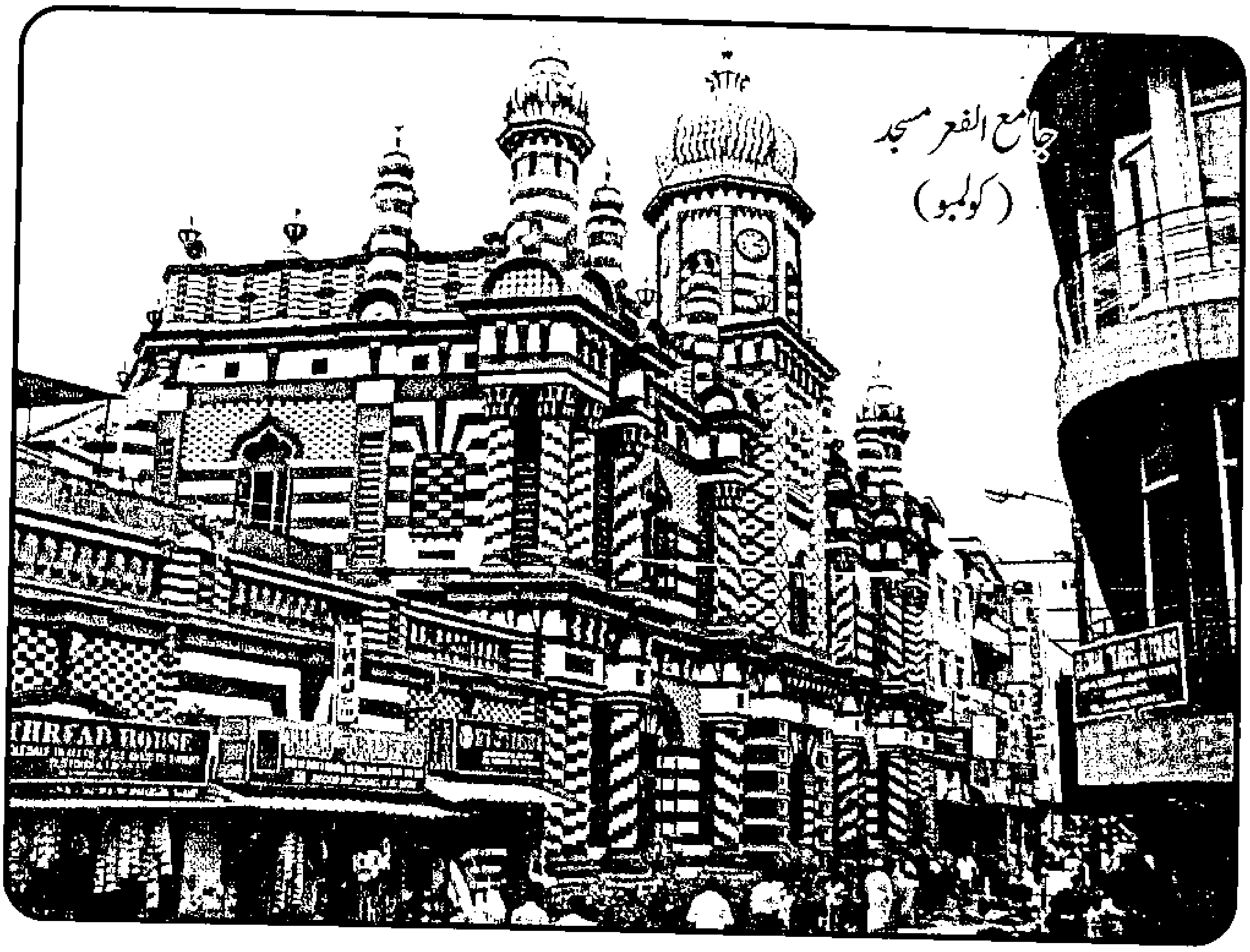


کولمبو میں واقع جامع الفعر مسجد 1908 میں تعمیر کی گئی یہ مسجد کولمبو کی طرز تعمیر اور اس کی خاص تاریخی ورثہ جات میں ایک ہے

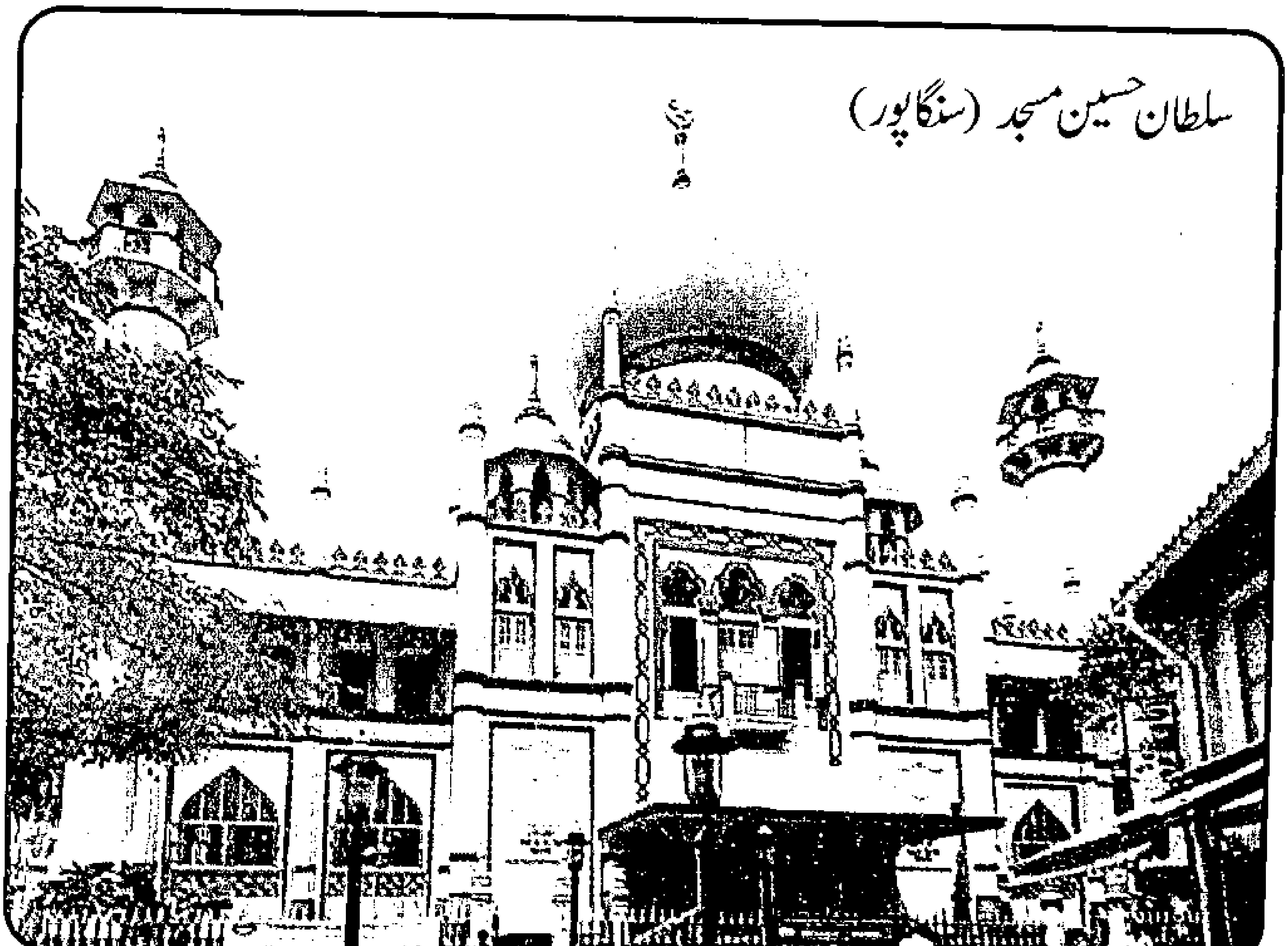


سنگاپور میں واقع سلطان حسین مسجد 1826 میں تعمیر کی گئی۔ 1924ء میں مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا گیا اور اب یہ مسجد مجلس اگامیہ السلام سنگاپور (MUIS) کے پاس ہے۔

Marfat.com

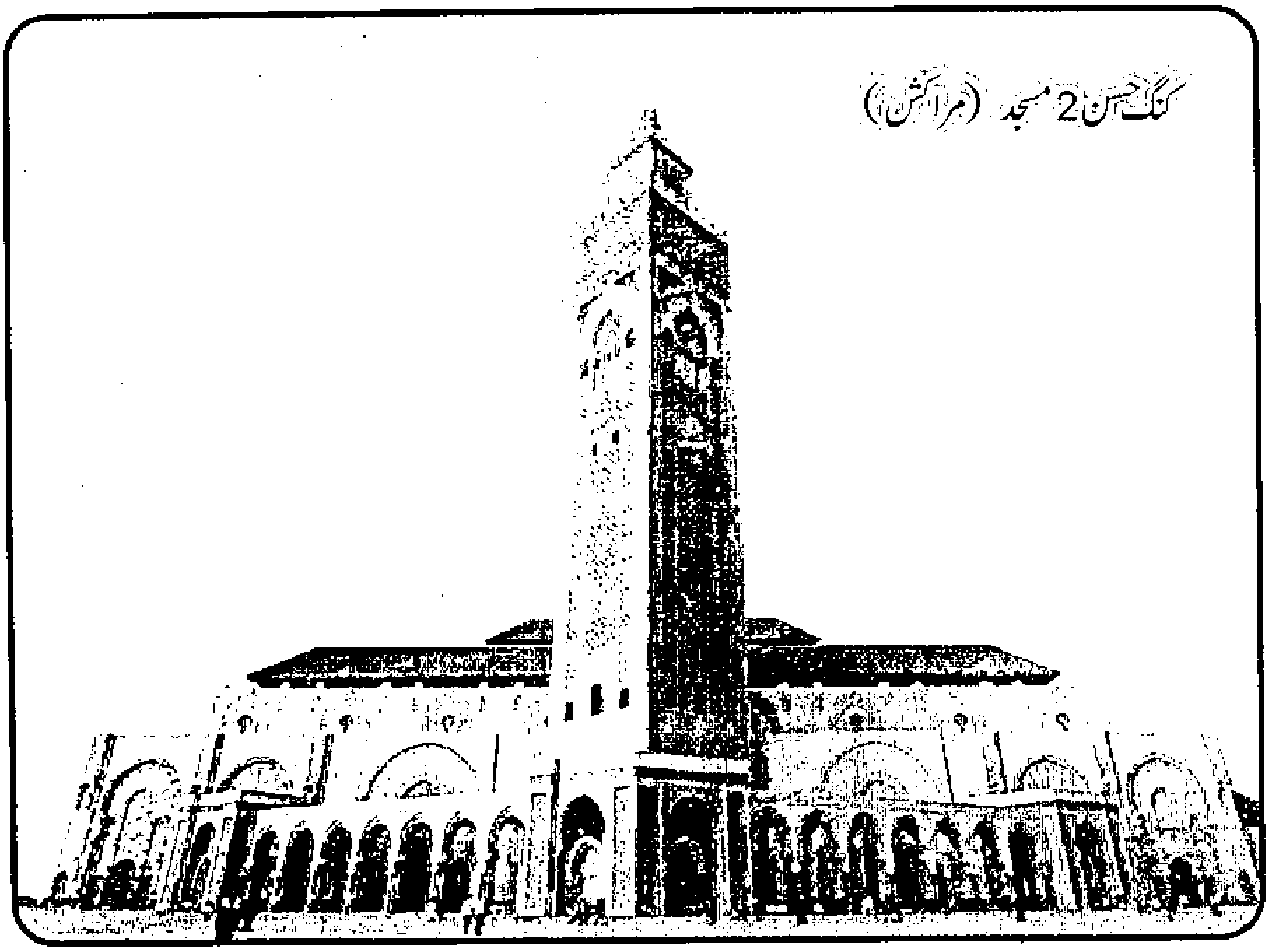


مراکش کے شہر کاسابلانگا میں واقع کنگ حسن 2 مسجد دنیا کی مہنگی ترین مساجد میں سے ایک جسے تعمیری اخراجات 800 ملین ڈالر تھے حسن 2 کی خواہش پر اسے پانی پر تعمیر کیا گیا مسجد 1993ء میں مکمل ہوئی۔

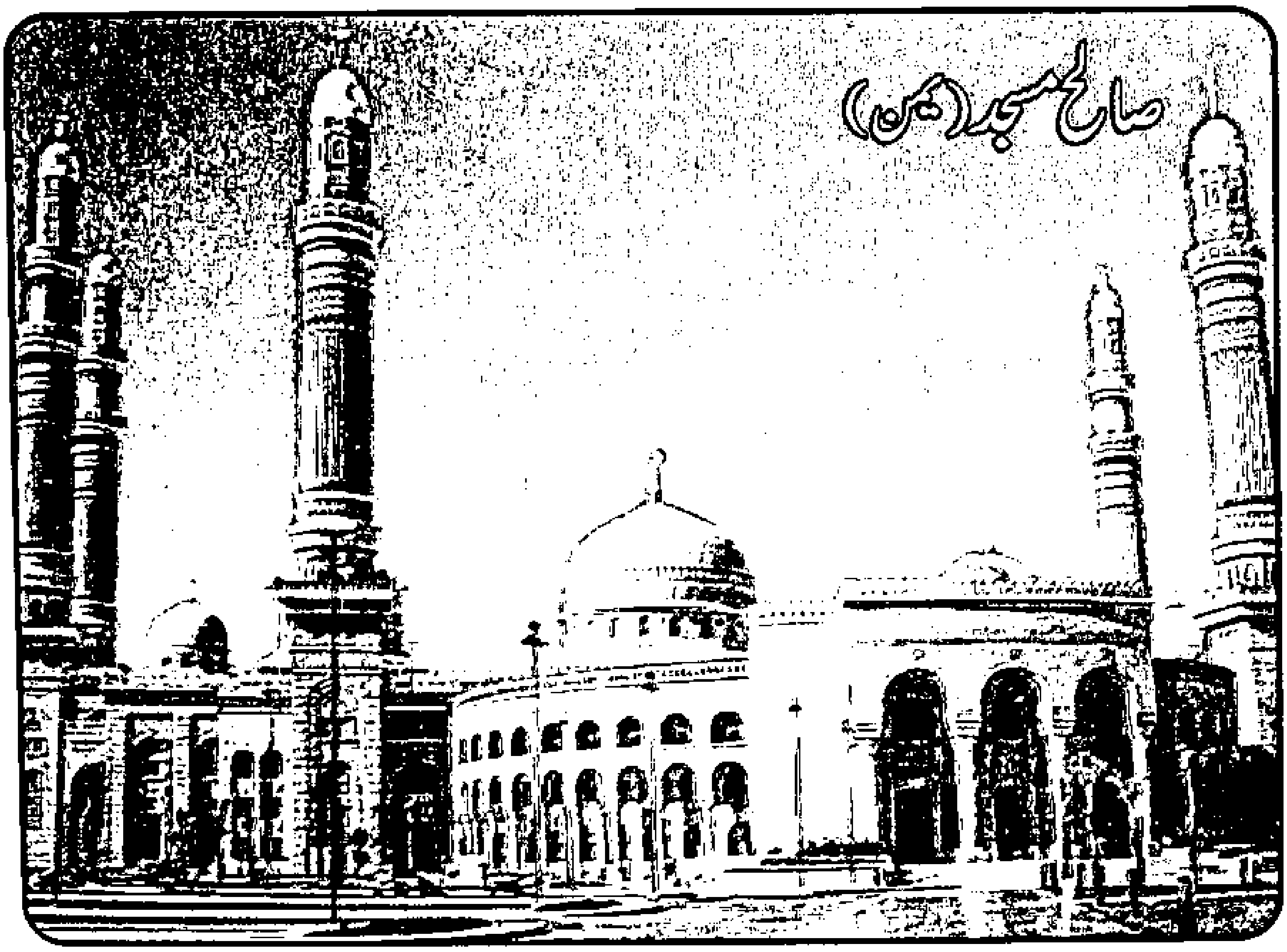


یمن کے دالحکومت میں واقع صالح مسجد جس کا افتتاح 2008 میں کیا گیا

Marfat.com

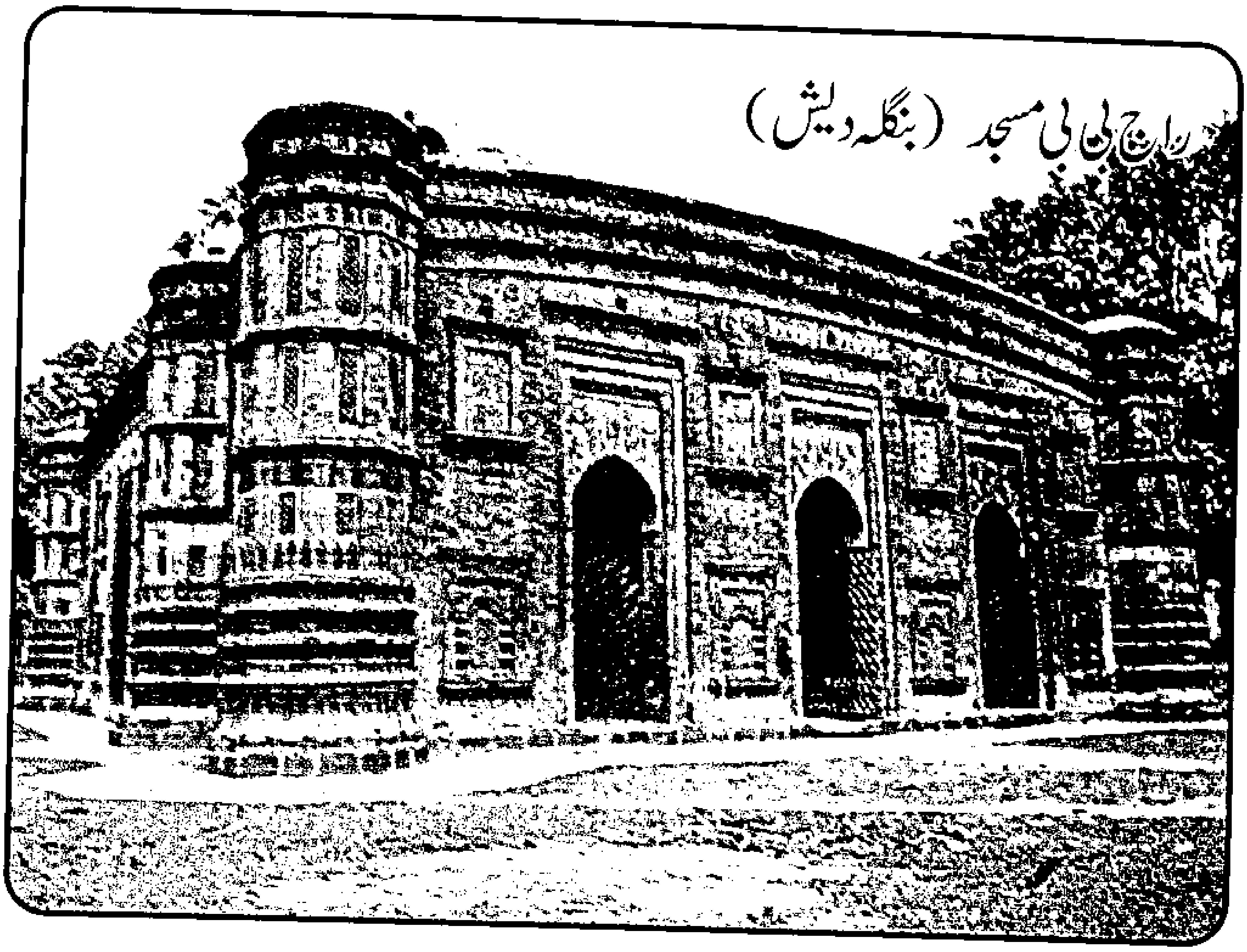


راج بی بی مسجد 1490 میں تعمیر کی گئی جو کہ ضلع نواب گنج راج شاہی بنگلہ دیش میں واقع ہے جو کہ بنگلہ دیش کا قدیم ورثہ بھی ہے۔

ساٹھ مسجد گنبد جو کہ 1450 میں تعمیر کی گئی۔ 192 فٹ رقبہ ہے اور یہ مغل طرز تعمیر سے کافی ملتی جلتی ہے۔ اب یہ مسجد یونیسکو کی طرف سے عالمی ورثہ میں شامل کرائی گئی ہے۔

Marfat.com

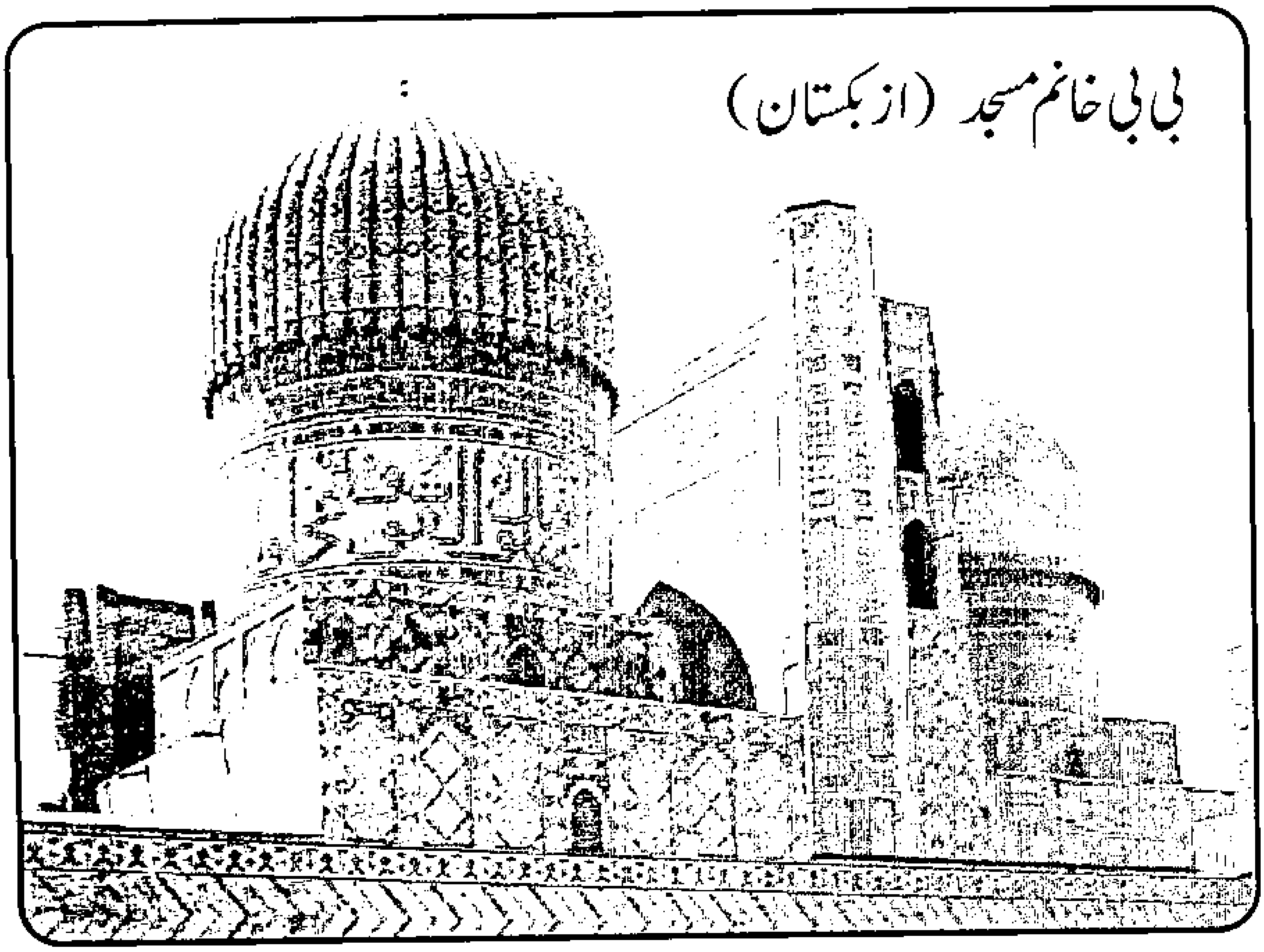


ازبکستان سمرقند۔بی بی خانم مسجد مشہور تاریخی اہمیت کی حامل مسجد جسے ازبکستان کے حکمران امیر تیمور نے 1399ء میں اپنی بیوی کے نام سے تعمیر کیا

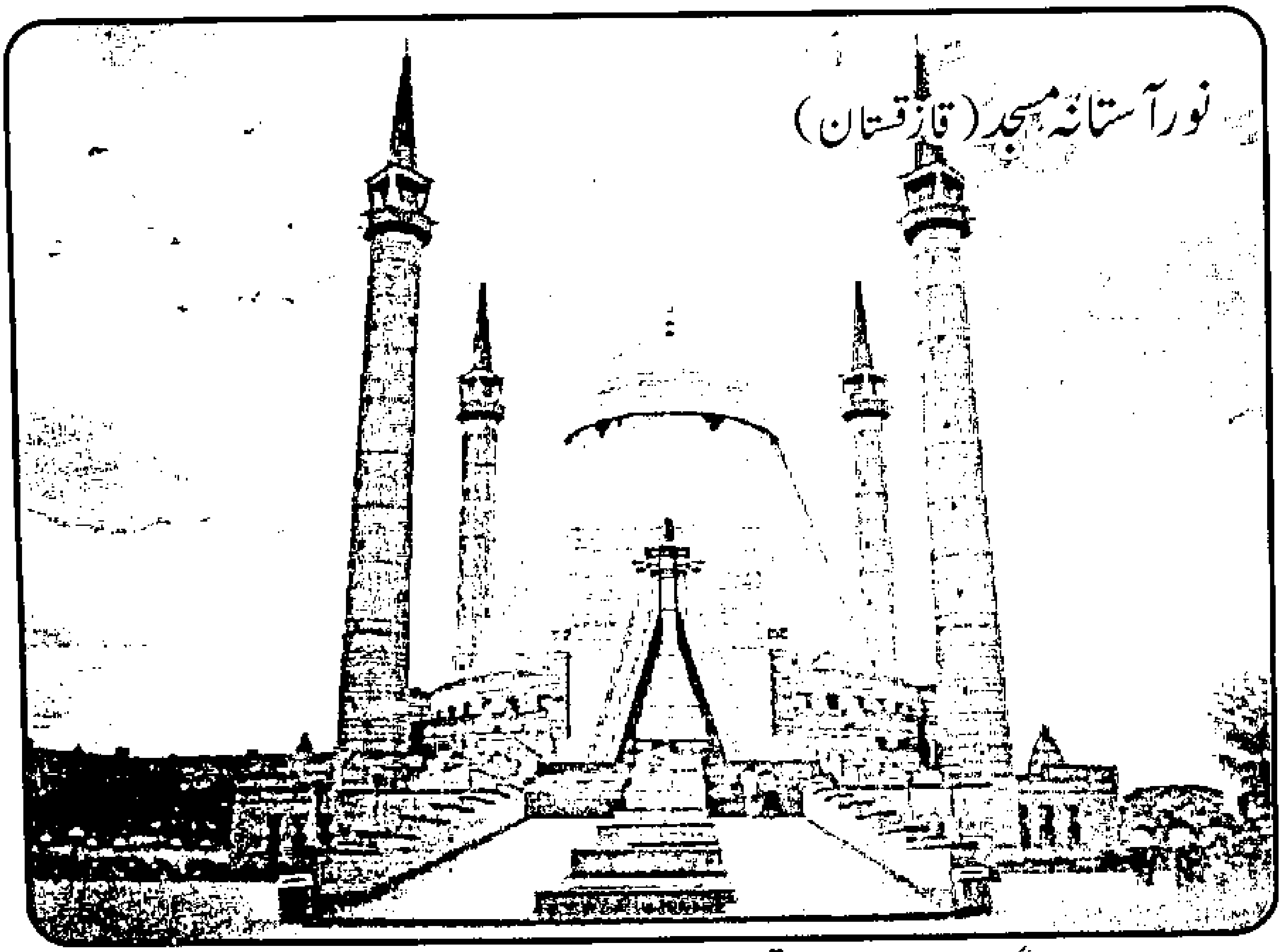


قازقستان کے دارالحکومت آستانہ میں واقع نور آستانہ مسجد۔اس کی اونچائی 40 میٹر جو کہ آپؐ دور نبوت اور میناروں کی اونچائی 63 میٹر جو کہ آپؐ عمر مبارک کی علامت کے طور پر رکھی گئی۔

Marfat.com

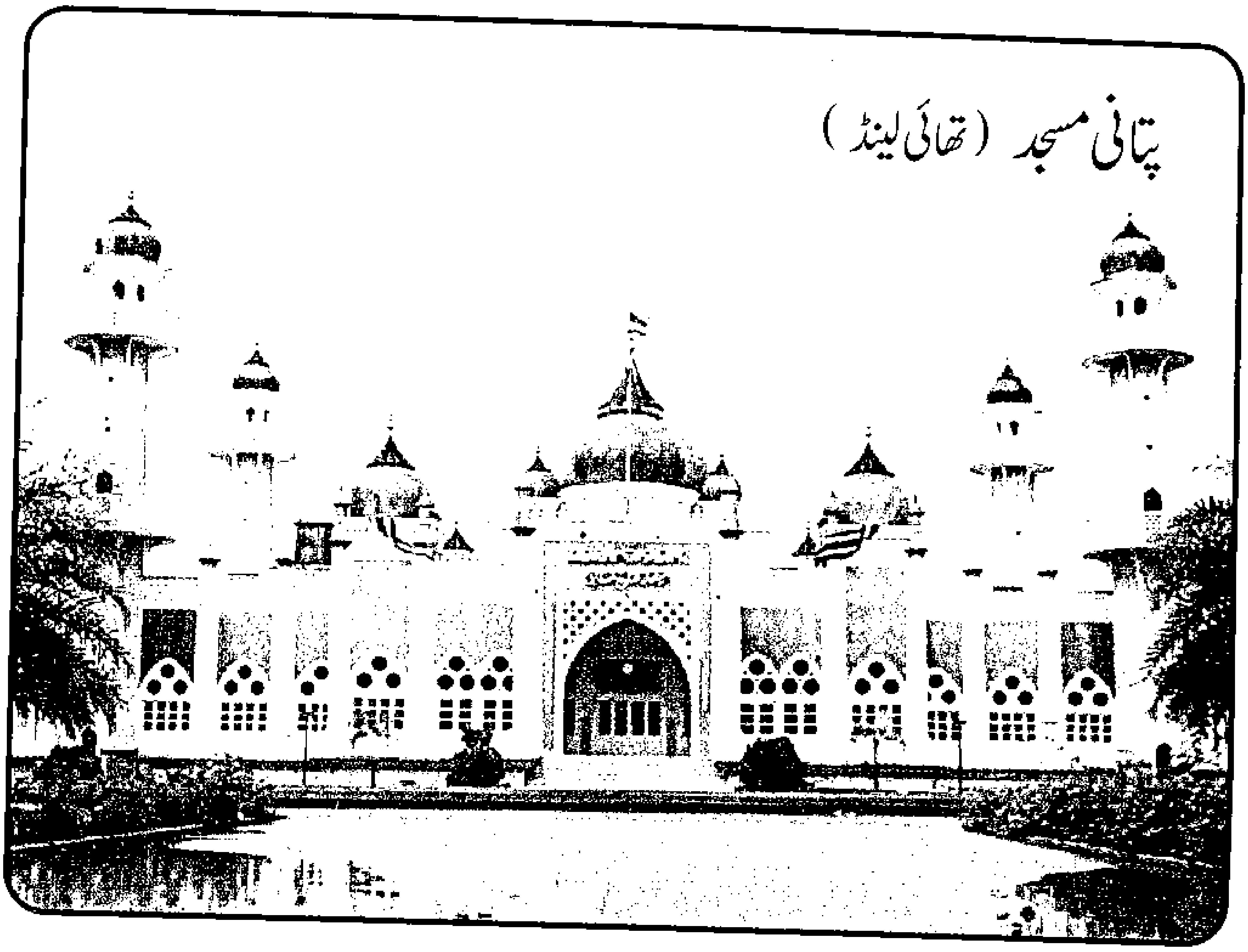


تھائی لینڈ میں واقع پتانی مسجد

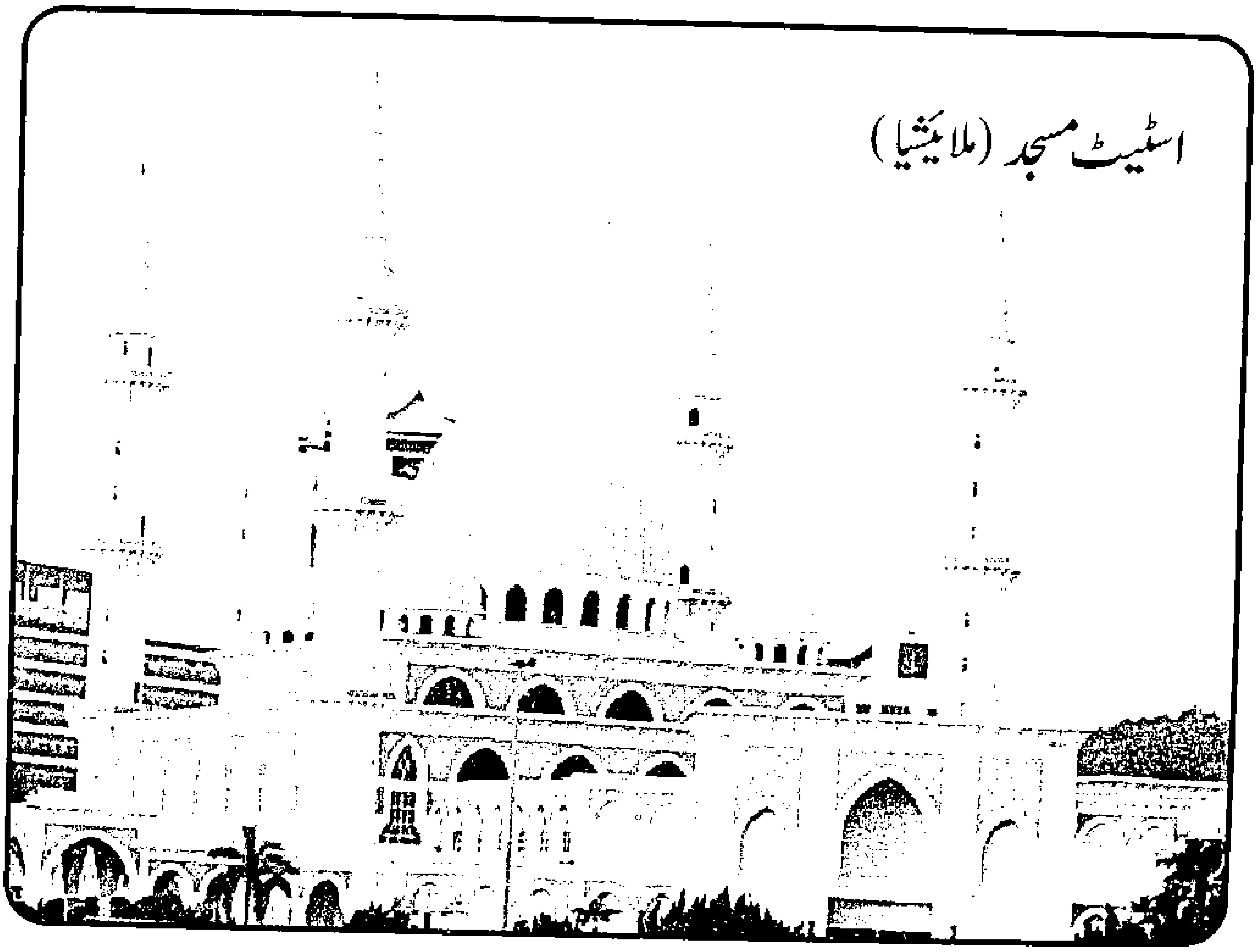


ملائیشیا کونتان میں واقع اسٹیٹ مسجد

Marfat.com

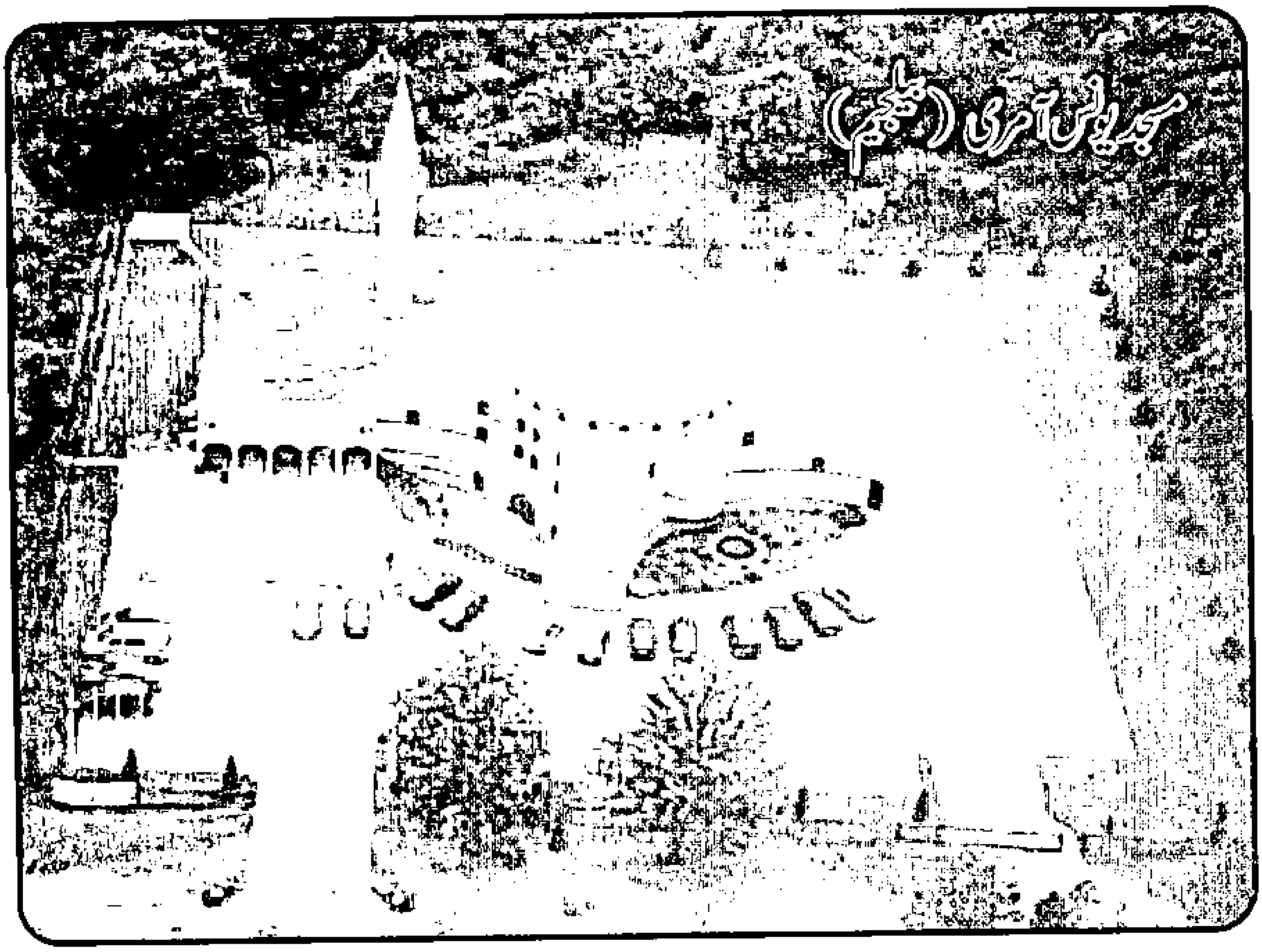


مسجد یونس آمری بیلجیم کی سب سے بڑی مسجد اور جدید اسلامی طرز تعمیر کی حامل ہے۔

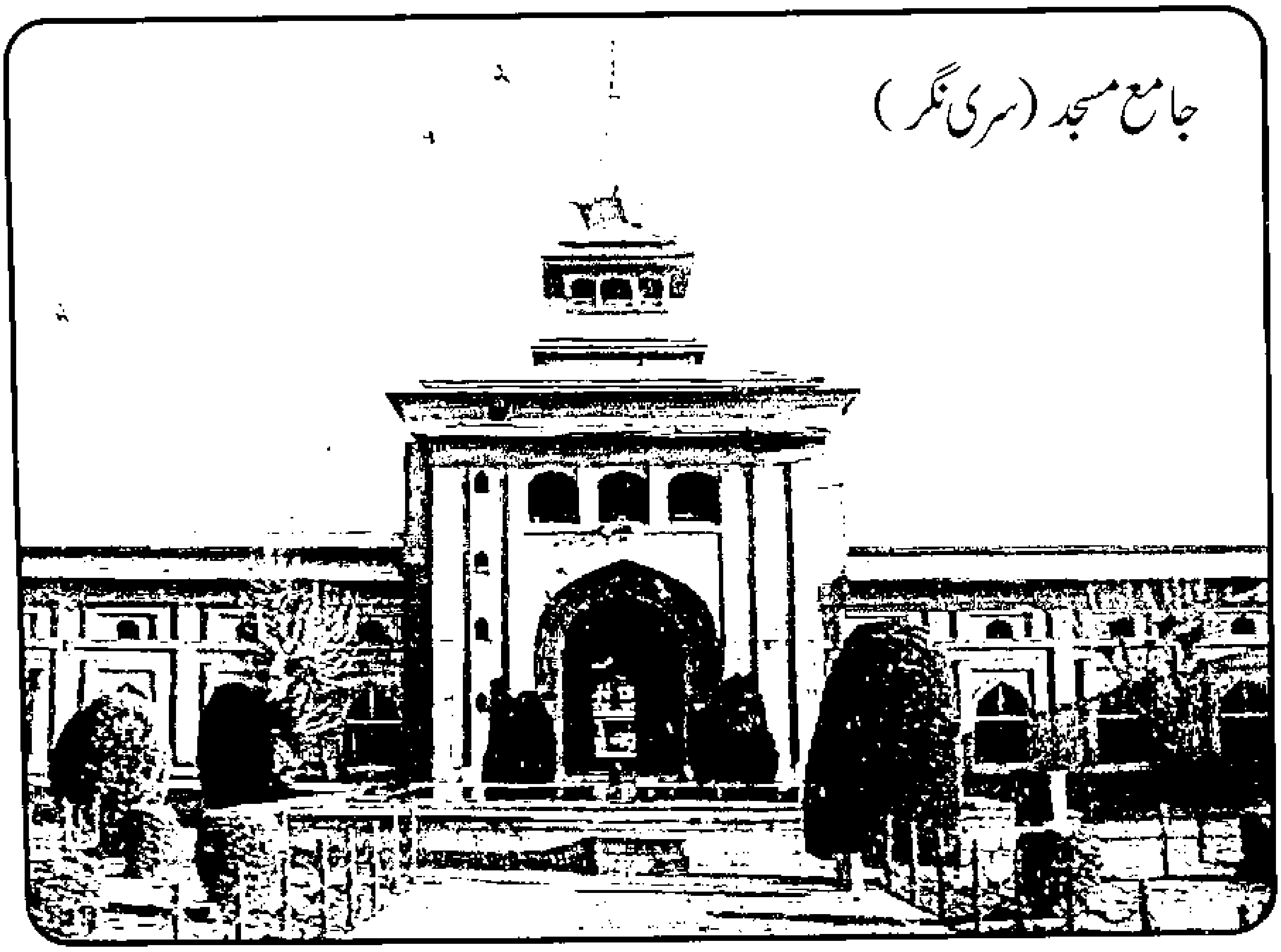


جامع مسجد سری نگر شہر کے وسط میں واقع ہے۔ اسے 1400ء میں سلطان سکندر نے تعمیر کروایا
اس میں 370 لکڑی کے خوبصورت ستون اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگاتے ہیں۔

Marfat.com

## فیصل مسجد (پاکستان)

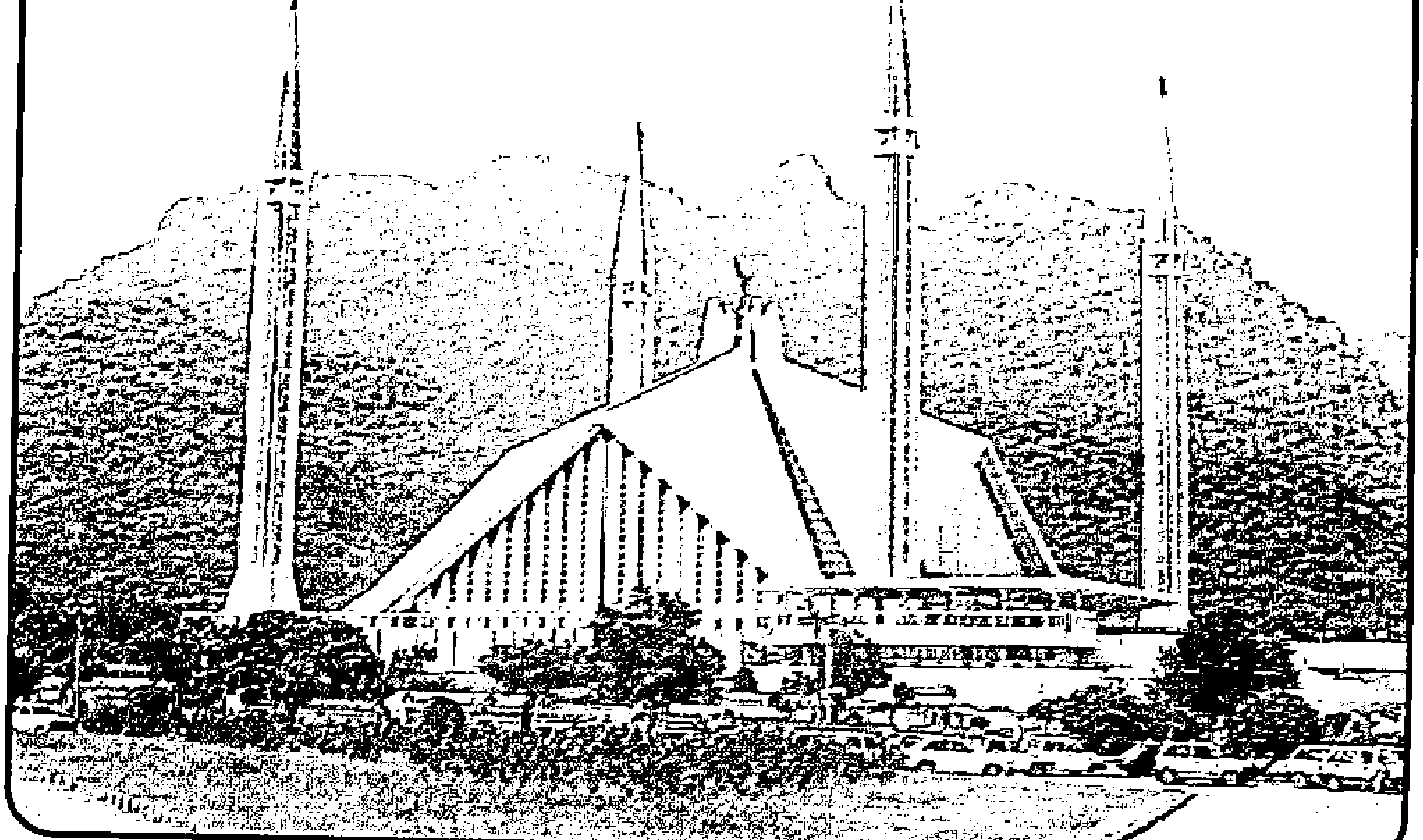

فیصل مسجد پاکستان کی سب سے بڑی مسجد ہے 1986ء سے 1993ء تک یہ دنیا کی سب سے بڑی مسجد تھی۔
مسجد الحرام اور مسجد نبوی اور حسن 2 مسجد مراکش کے بعد اب یہ دنیا کی چھٹی بڑی مسجد ہے۔

## شاہ جہاں مسجد (پاکستان)

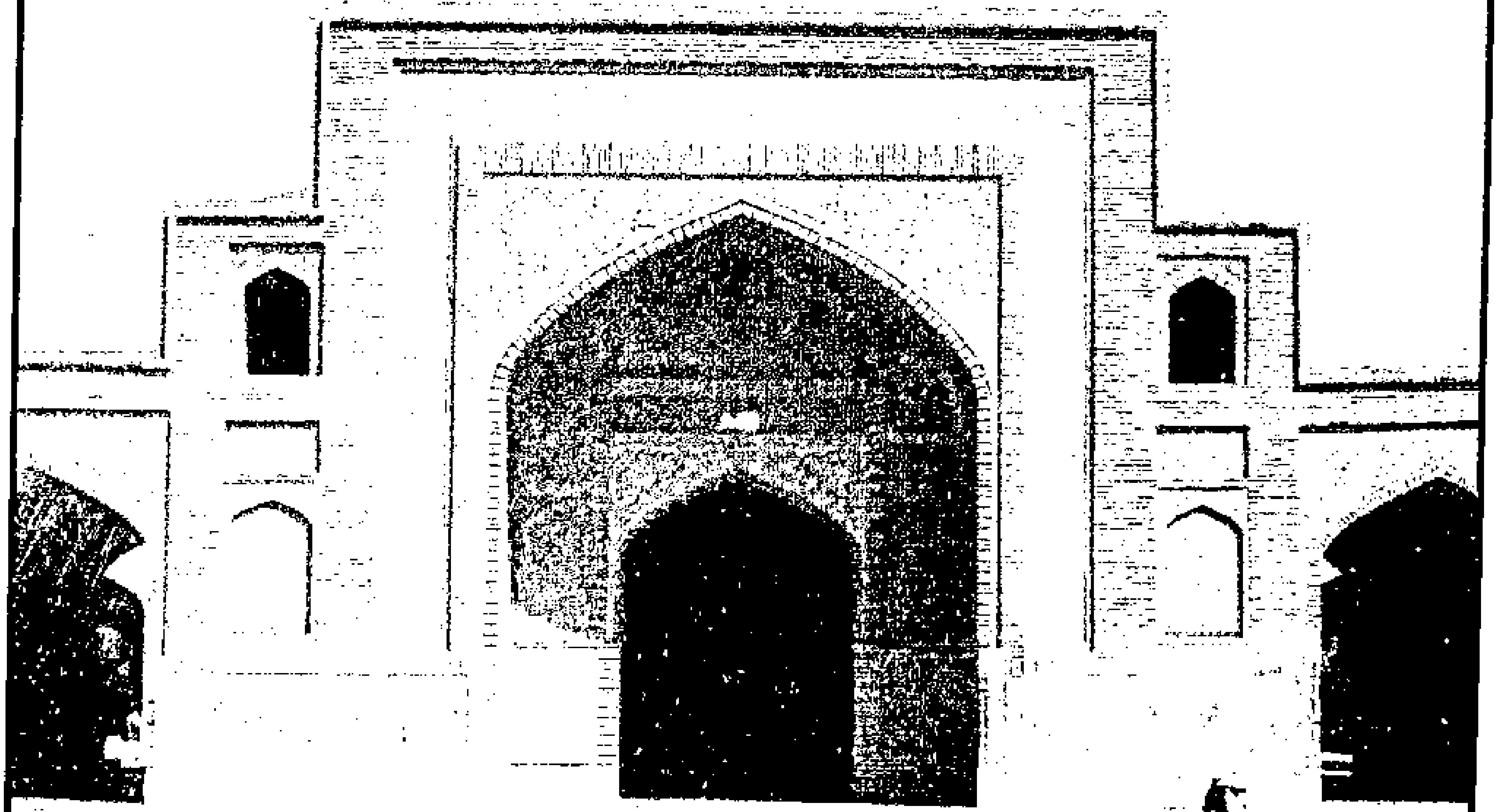

شاہ جہاں مسجد کو مغل شہنشاہ شاہ جہاں کے دور میں 1647 میں تعمیر کیا گیا یونیسکو نے اسے عالمی ثقافتی ورثہ میں شامل کرنے کے بعد اس کو محفوظ کرنے کا کہا ہے۔

Marfat.com

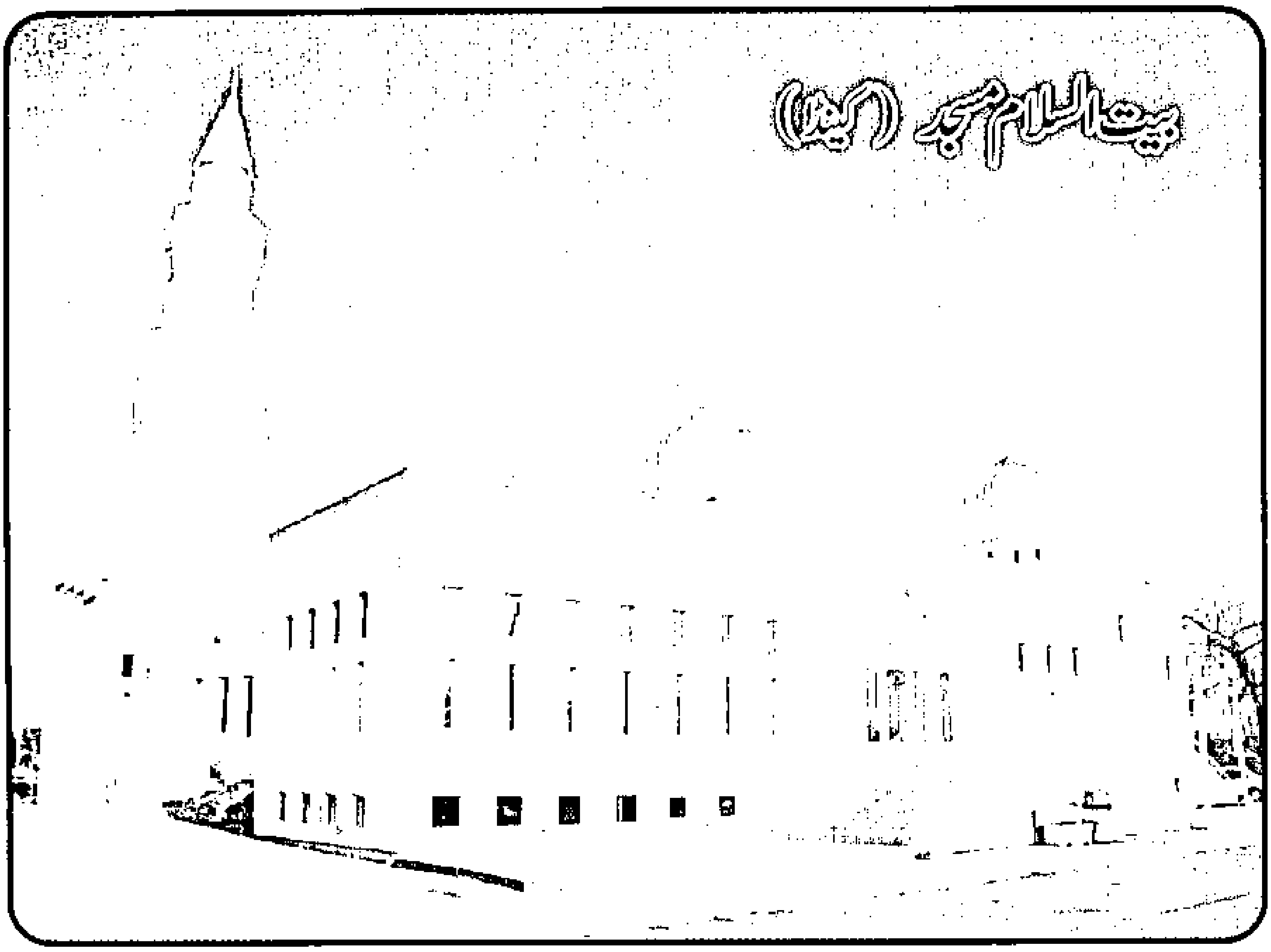


کینیڈا میں واقع بیت السلام مسجد

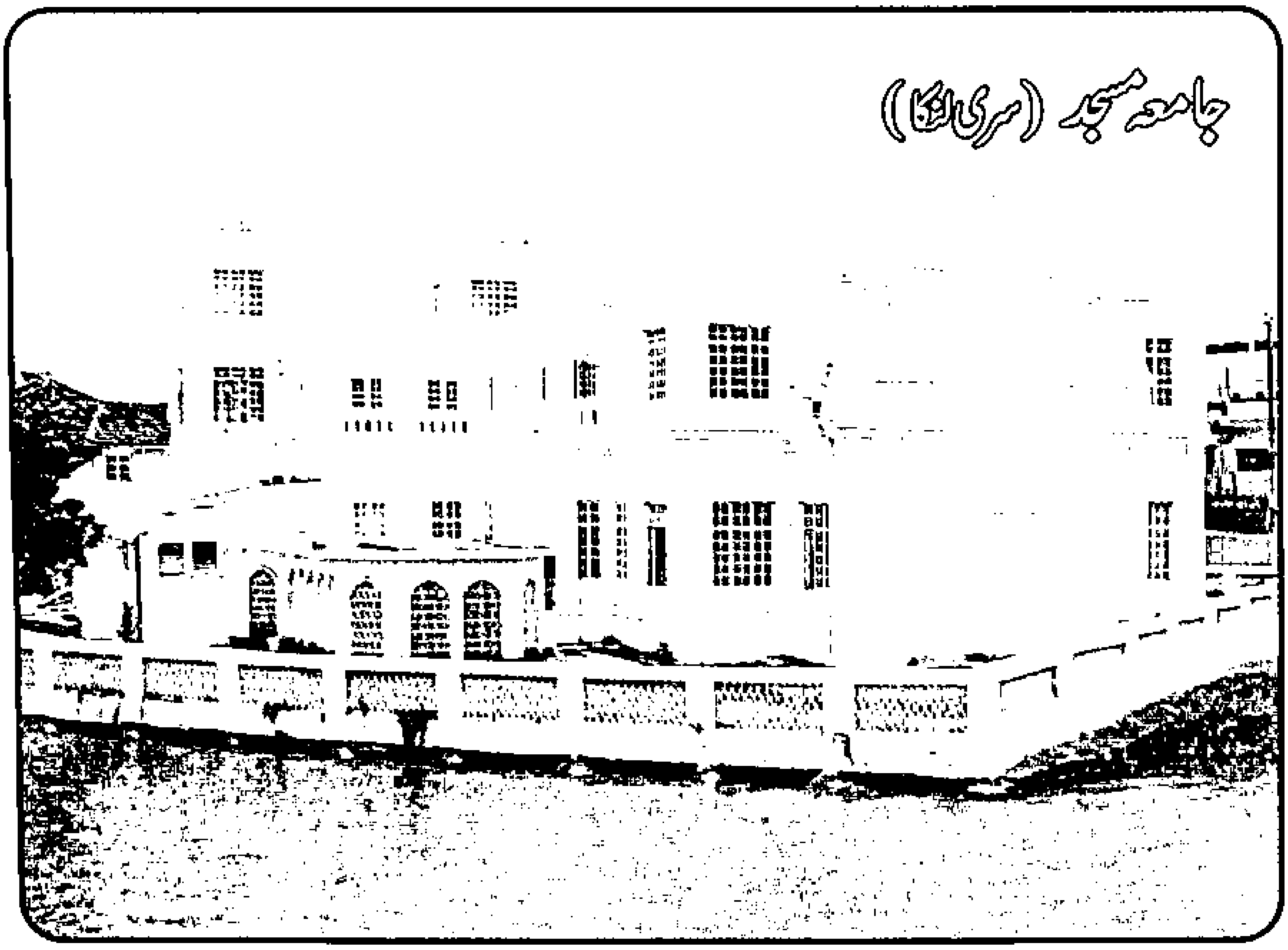


سری لنکا متارہ میں واقع جامعہ مسجد

Marfat.com

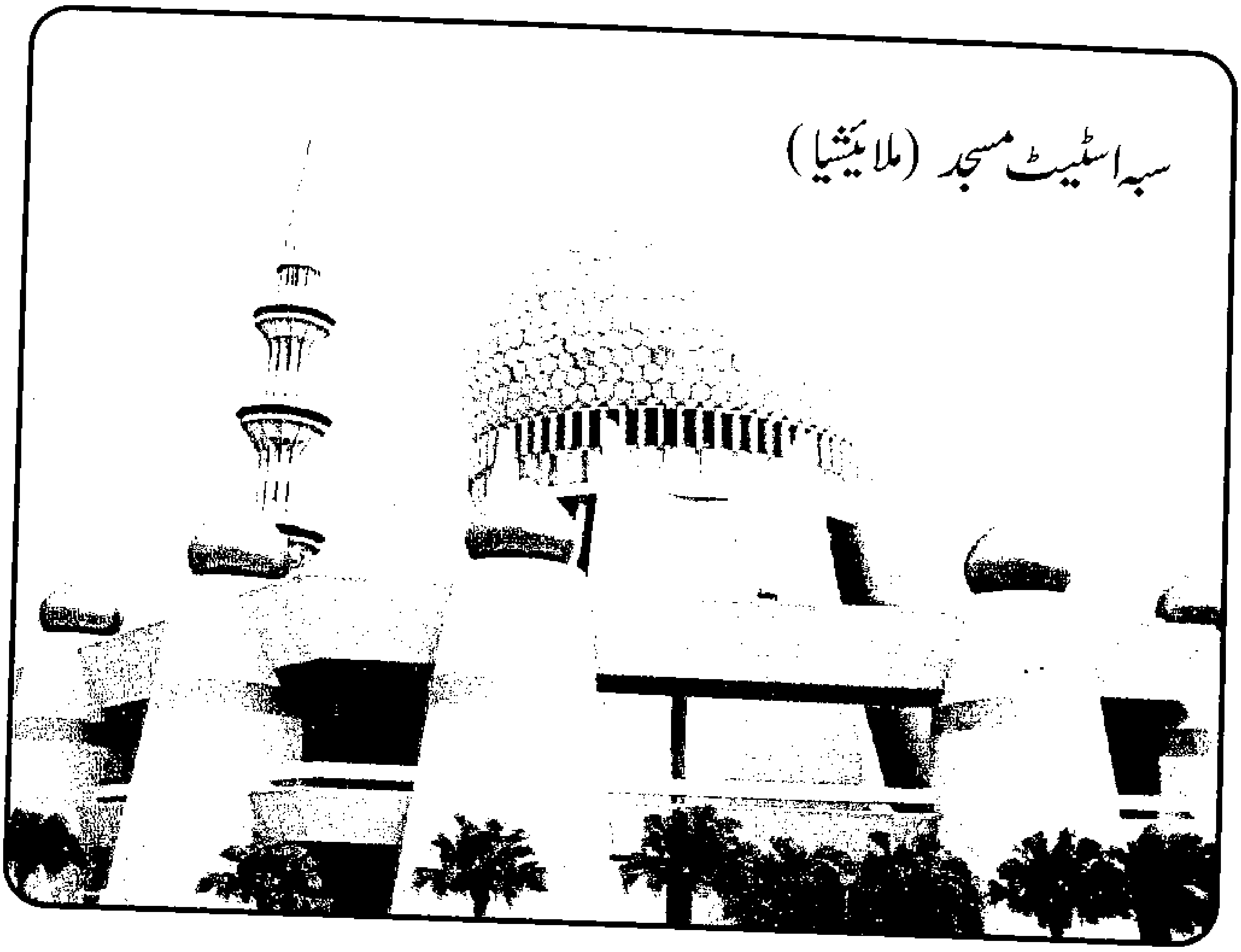


ملائیشیا میں واقع سبہ اسٹیٹ مسجد

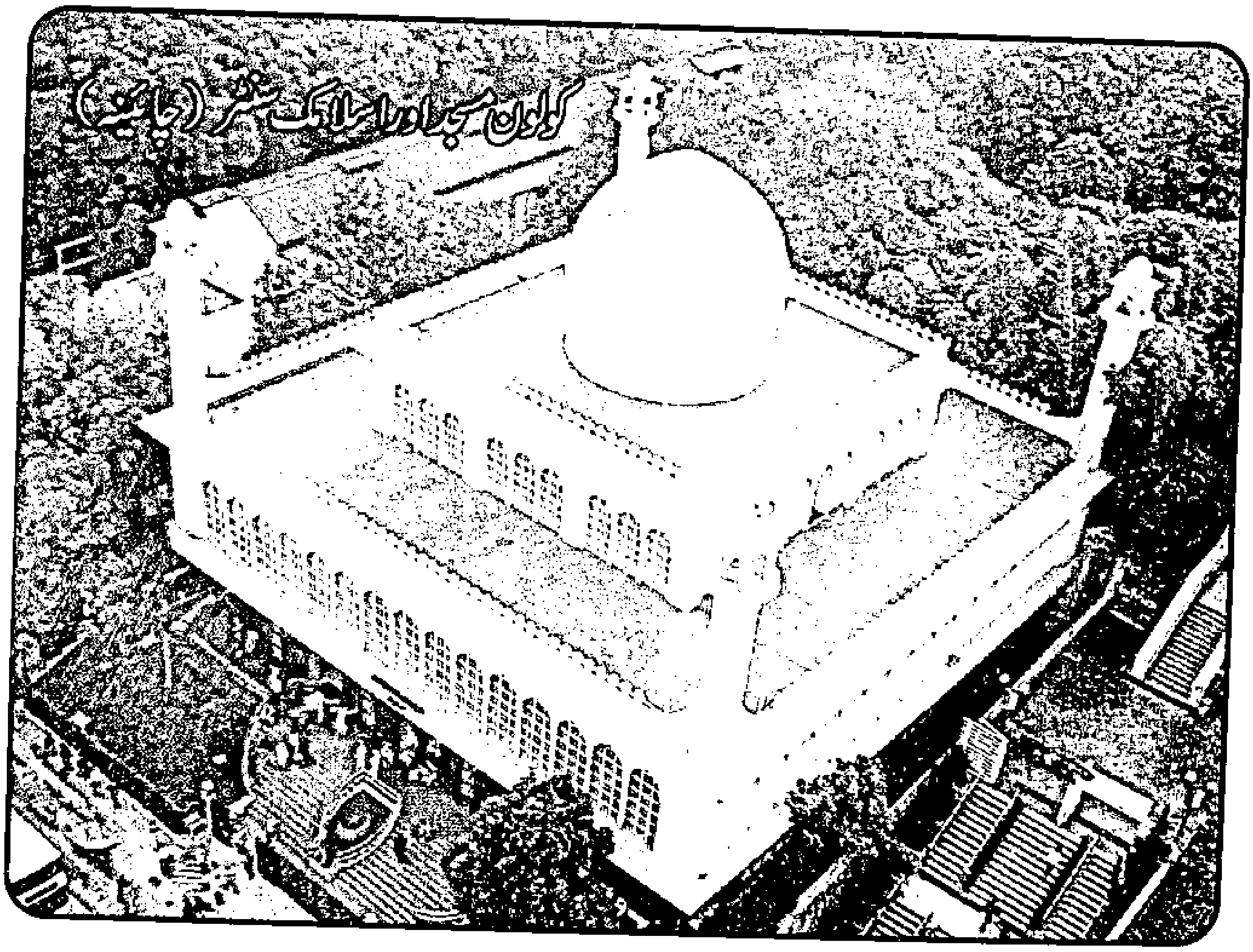


ہانگ کانگ (چائینہ) میں واقع کولون مسجد اور اسلامک سنٹر

Marfat.com

بادشاہی مسجد (پاکستان)

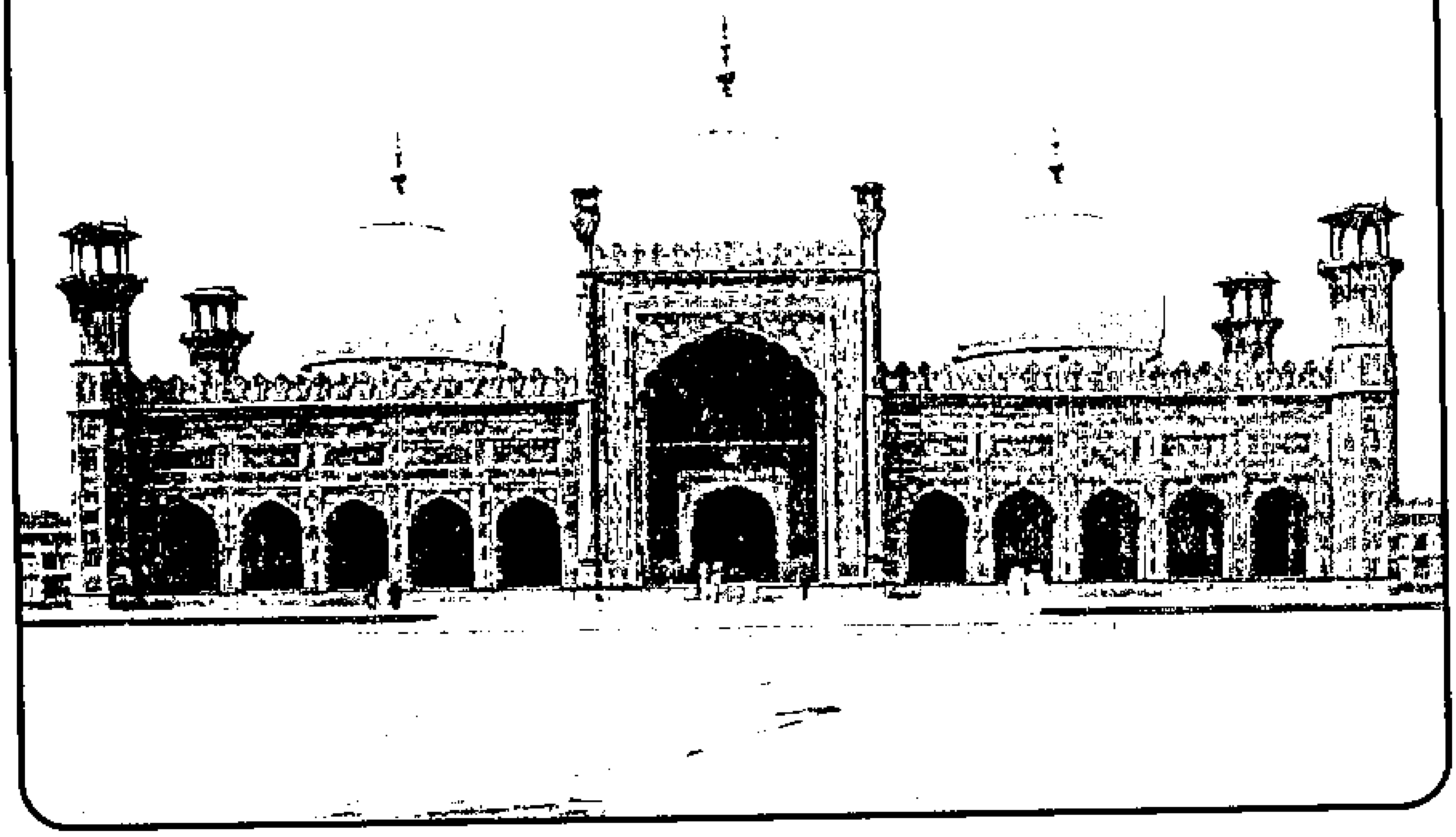

لاہور میں واقع بادشاہی مسجد جسے 1671 میں چھٹے مغل بادشاہ اورنگ زیب نے تعمیر کروایا۔ یہ دنیا کی پانچویں بڑی مسجد ہے

مسجد وزیر خان (پاکستان)

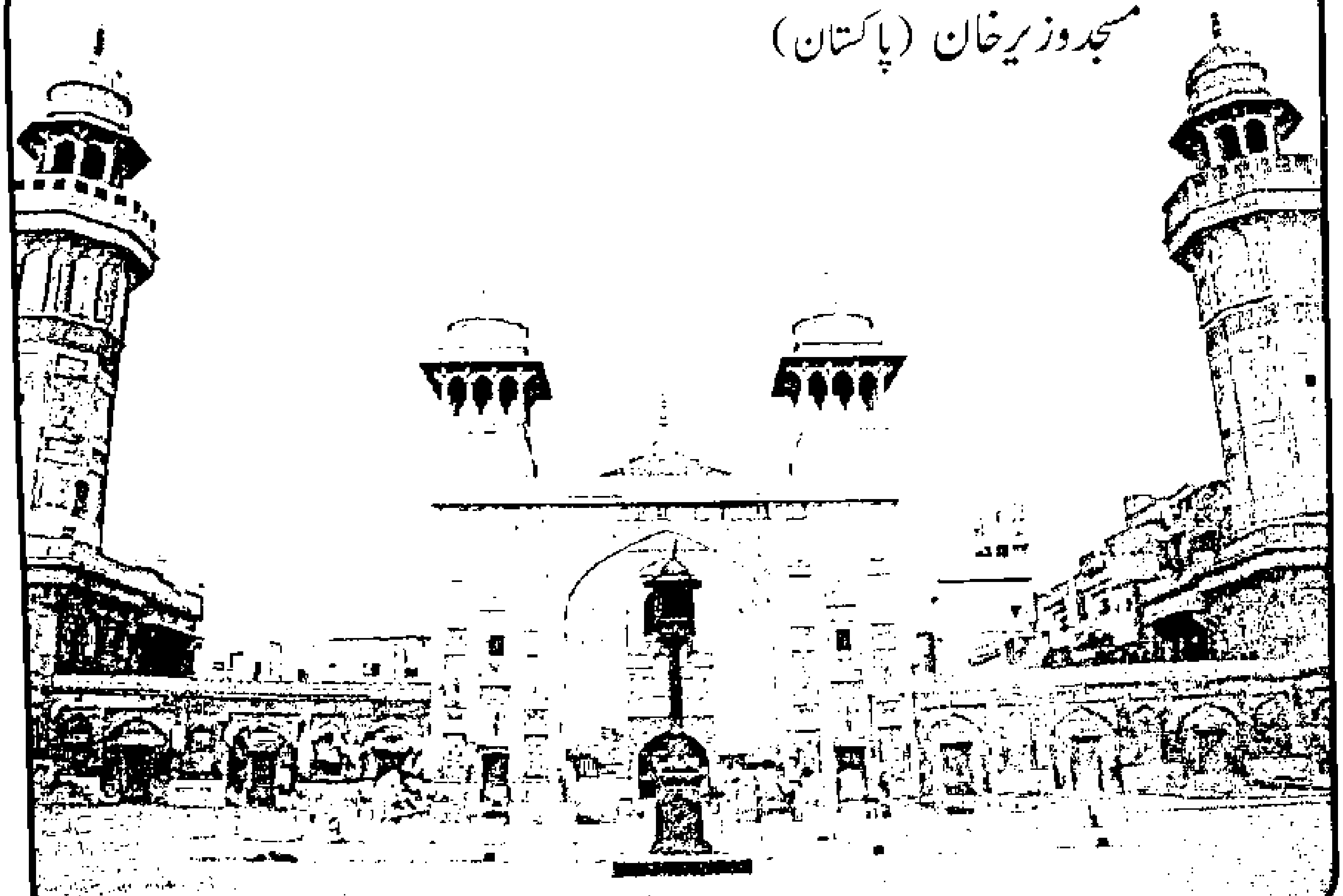

پاکستان لاہور میں واقع مسجد وزیر خان جسے 1634 میں شاہ جہاں کے دورِ حکومت میں شیخ علم الدین انصاری نے تعمیر کروایا

Marfat.com

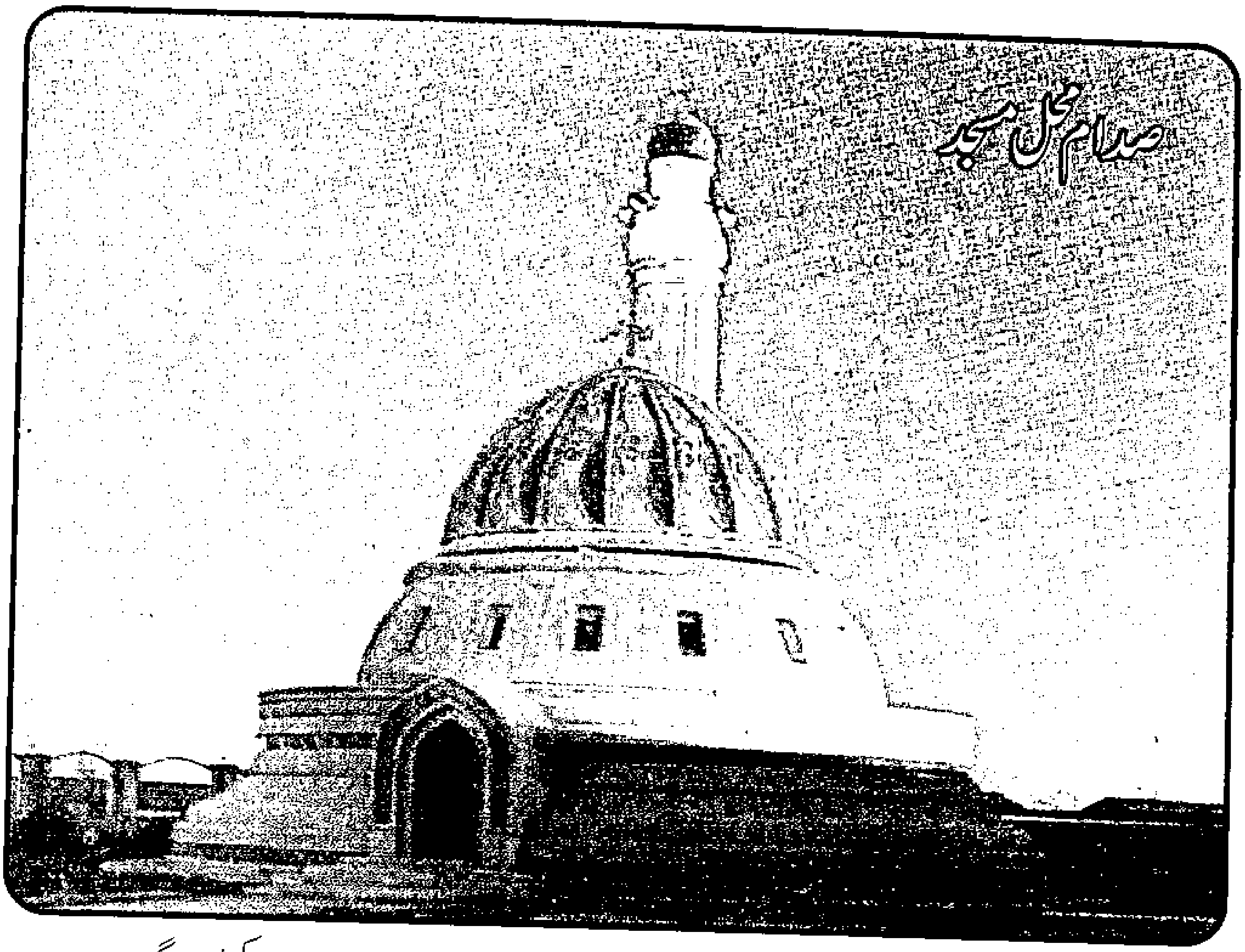


صدام محل مسجد جس کی تعمیر 1998ء میں شروع ہوئی اور تقریباً 2015ء میں مکمل ہوگی۔
اس کا رقبہ تقریباً 11 ایکڑ ہے۔ تعمیر کے بعد دنیا کی سب سے بڑی مسجد ہوگی۔

انڈونیشیاء کے شہر جکارتہ میں واقع استقلال مسجد۔ اسے انڈونیشیاء کی قومی مسجد کہا جاتا ہے۔ اسکی بنیاد 1961 میں رکھی گئی اور تعمیر میں 17 سال لگے اس میں 120000 لوگوں کی عبادت کی گنجائش موجود ہے۔

Marfat.com

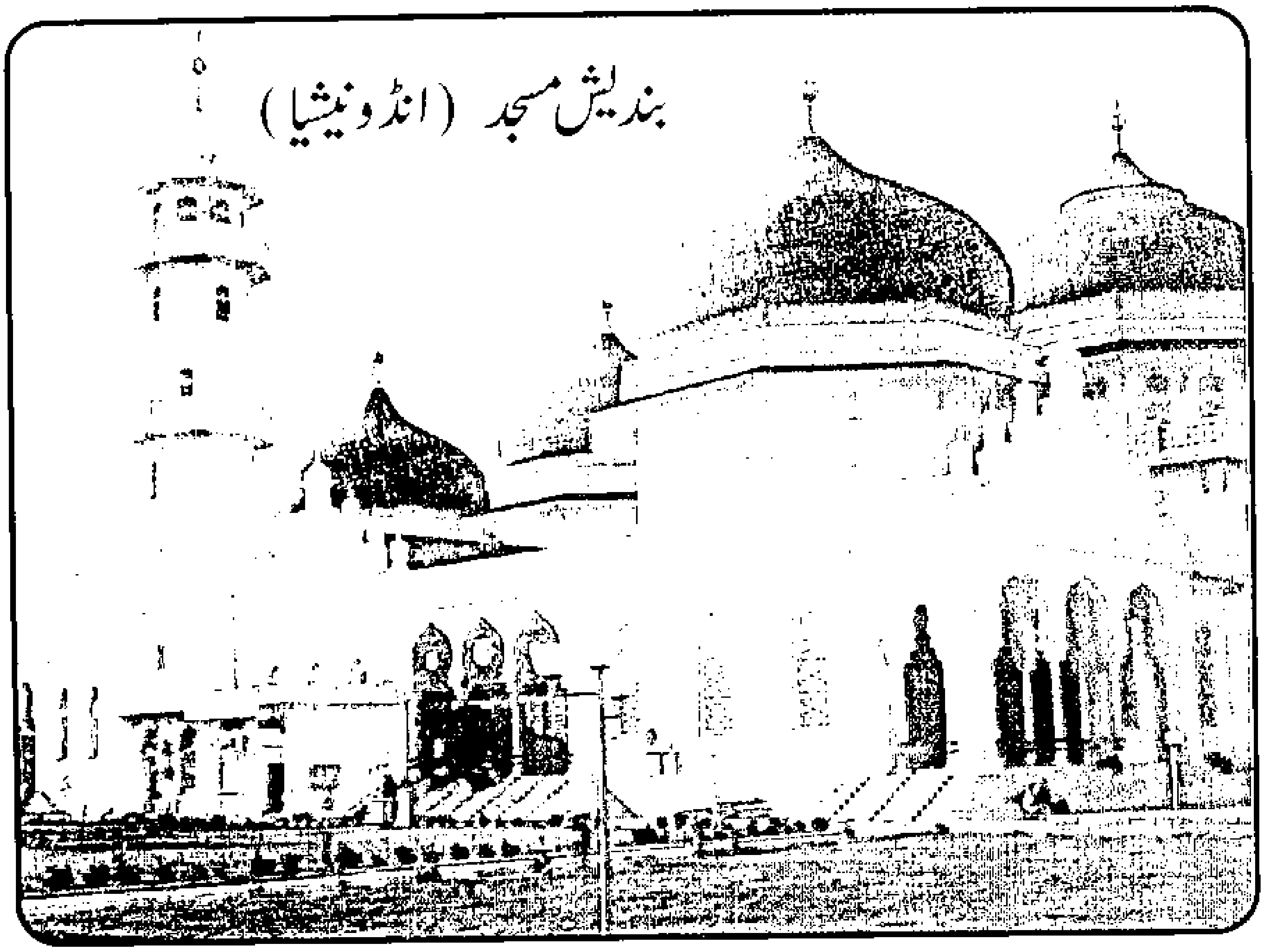


انڈونیشیا میں واقع بندلیش مسجد

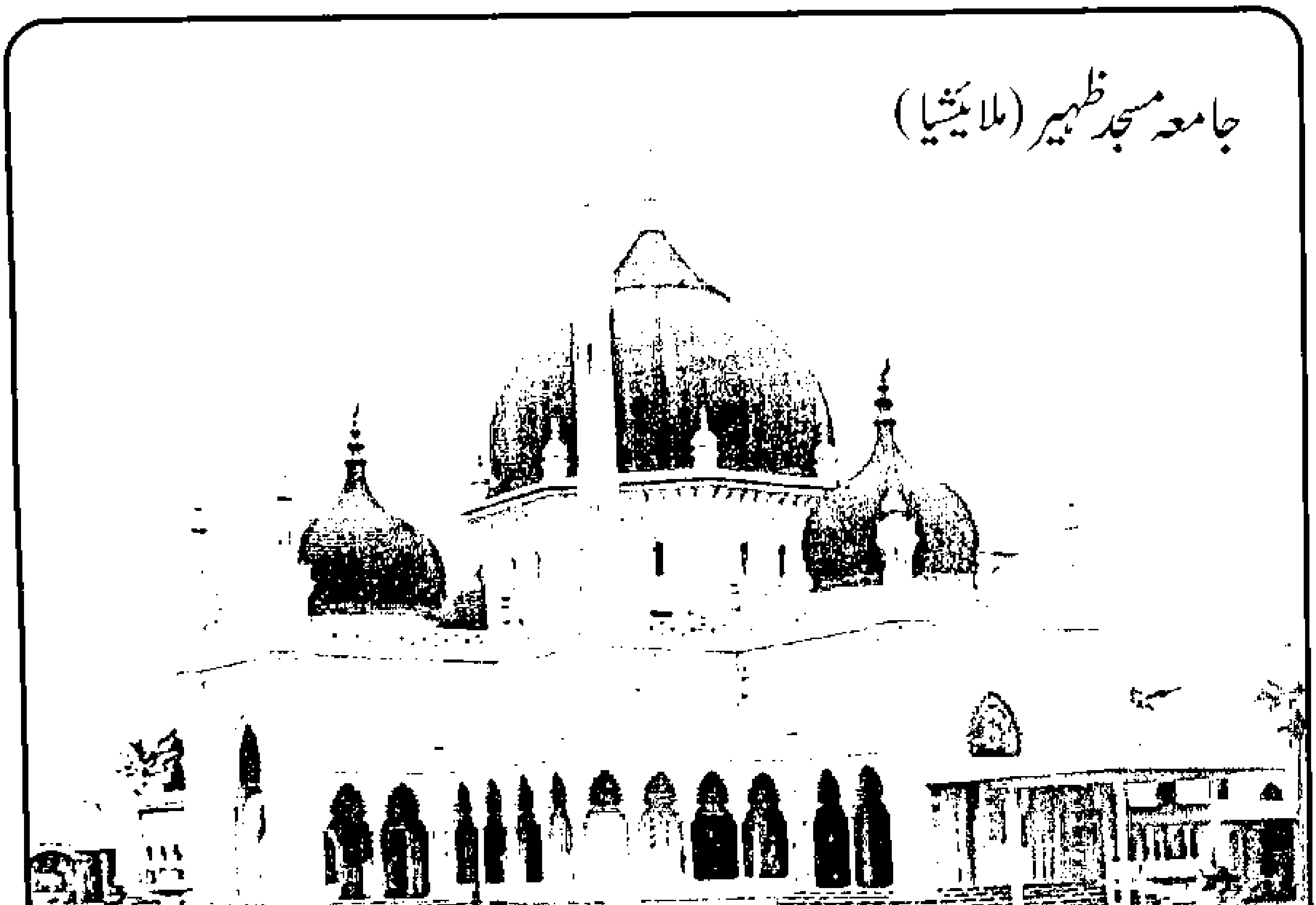


ملائیشیا میں واقع جامعہ مسجد ظہیر

Marfat.com

# دین اسلام میں
# مسجد
## کی اہمیت و مقام

M-28672
DATA ENTERED

مرتب و پیش کردہ
الحاج میاں عبدالکریم
صدر ادارہ صوت الاسلام ٹرسٹ
P-490 مدینہ چوک افغان آباد فیصل آباد۔ پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ........... دین اسلام میں مسجد کی اہمیت و مقام

مرتبہ ........... الحاج میاں عبدالکریم صدر ادارہ صوت الاسلام ٹرسٹ

مقام اشاعت ........... P-490 مدینہ چوک افغان آباد فیصل آباد۔ پاکستان

سلسلہ تبلیغ نمبر ........... 205

اشاعت اول ........... صفر المظفر 1433ھ بمطابق جنوری 2012ء

تعداد ........... (اعلیٰ کاغذ) ........... 2000

تعداد ........... (عام کاغذ) ........... 5000

ملنے کا پتہ

مرکزی دفتر ادارہ صوت الاسلام ٹرسٹ

1-P-490 مدینہ چوک افغان آباد شہر فیصل آباد/ پاکستان فون 2648999

2- عمر فاروق شاپنگ سنٹر، کچہری بازار فیصل آباد/ پاکستان فون 2620797 فیکس 2620799

3- جامع مسجد الحاج محمد رمضان والی بالمقابل نیاب گلی نمبر 2 رشید آباد جھنگ روڈ فیصل آباد

Marfat.com

# فہرست


| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر | نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | پیش لفظ | 5 | 26 | مقامات مقدسہ | 73 |
| 2 | مسجدیں ہماری دعوت کا بنیادی مرکز ہیں۔ | 9 | 27 | جنت المعلیٰ | 74 |
| 3 | مینار کی اہمیت اور مسجد کی پہچان | 13 | 28 | الشبیکہ قبرستان، | 75 |
| 4 | رسالتؐ کے فرائض | 15 | 29 | مکان حضرت علیؓ، مکان اُم المومنین | 76 |
| 5 | مساجد کی تعمیر کا مقصد | 19 | 30 | حضرت خدیجہؓ | 77 |
| 6 | مسجد کی اہمیت | 21 | 31 | واقعہ ہجرت | 78 |
| 7 | مسجد کی فضیلت | 23 | 32 | مکان حضرت حمزہؓ | 81 |
| 8 | مسجد حرام (بیت اللہ شریف) کی فضیلت | 27 | 33 | مسجد جن | 82 |
| 9 | حرم شریف کی توسیع کا تاریخی منصوبہ | 29 | 34 | مسجد شہداء | 83 |
| 10 | مسجد نبوی ﷺ کی فضیلت | 32 | 35 | وادی محسر | 84 |
| 11 | مسجد اقصیٰ کی فضیلت | 33 | 36 | مسجد عقبہ، غار مرسلات | 88 |
| 12 | بیت المقدس پر 44 سالہ یہودیوں کا قبضہ | 34 | 37 | مسجد کوثر | 89 |
| 13 | مسجد قباء کی فضیلت | 38 | 38 | مسجد تنعیم، مسجد خیف، | 92 |
| 14 | وادی سینا کوہ طور | 39 | 39 | مسجد نمرہ، مسجد مزدلفہ، مسجد منیٰ | 93 |
| 15 | کوہ طور، حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کی | 40 | 40 | مسجد استراحہ ، غار ثور | 94 |
| 16 | حضرت سلیمانؑ کے ہاتھوں مسجد اقصیٰ کی تعمیر | 51 | 41 | قبر مبارک اُم المومنین | 95 |
| 17 | مسجد بیت المقدس کی تعمیر اور حضرت داؤدؑ کی وصیت | 52 | 42 | مدینۃ الرسول ﷺ | 96 |
| 18 | مقامات زیارت | 53 | 43 | مسجد قباء | 97 |
| 19 | جامع مسجد اموی کا تعارف (دمشق شام) | 54 | 44 | مسجد جمعہ | 98 |
| 20 | مسجد اموی کا آنکھوں دیکھا حال | 56 | 45 | مسجد قبلتین | 99 |
| 21 | مسجد اموی کے اطراف موجود چند متبرک مقامات | 57 | 46 | مکان حضرت ابوایوب انصاریؓ | 100 |
| 22 | بیت اللحم میں موجود مسجد عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت | 59 | 47 | سقیفہ بنی ساعدہ | 101 |
| 23 | سفید مینارہ | 60 | 48 | مکان عشرہ مبشرہ، جبل اُحد | 102 |
| 24 | خادم الحرمین الشریفین حرم مکی کے توسیعی منصوبے | 68 | 49 | جنت البقیع | 110 |
| 25 | آب زم زم ایک زندہ معجزہ | 71 | 50 | قبر مبارک حضرت حمزہؓ | 111 |


Marfat.com

# فہرست


| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 51 | قبہ سنایا اور غار | 114 |
| 52 | حضرت فاطمہ الزہراؓ | 115 |
| 53 | مساجد خمسہ | 117 |
| 54 | مسجد سقیا | 121 |
| 55 | مسجد فضیح | 122 |
| 56 | مسجد مشربہ اُم ابراہیم علیہ السلام | 122 |
| 57 | مسجد ابی بن کعبؓ | 123 |
| 58 | مسجد ابوذر غفاریؓ، مسجد اجابہ | 124 |
| 59 | مسجد بنی ظفر، مسجد ذوالحلیفہ | 125 |
| 60 | مسجد ذباب | 125 |
| 61 | مسجد غمامہ، مسجد بنی قریظہ | 127 |
| 62 | حضرت عثمانؓ کا کنواں، | 131 |
| 63 | عروہ کا کنواں ، حاء کا کنواں | 132 |
| 64 | غرس کا کنواں، قلعہ کعب بن اشرف | 132 |
| 65 | زیارت مسجد نبوی ﷺ | 132 |
| 66 | وادی شہداء بدر | 135 |
| 67 | گنبد خضراء کی تعمیر | 136 |
| 68 | روضہ اقدس میں نقب زنی کی ناکام سازش | 137 |
| 69 | اہل مسجد اور اہل مدرسہ ہی وہ مقدس گروہ ہے | 142 |
| 70 | انسانی صحت اور دین اسلام | 144 |
| 71 | مسواک مختلف بیماریوں کا بہترین علاج | 147 |
| 72 | عجوہ کھجور (حضور اکرم ﷺ کا محبوب ترین پھل) | 149 |
| 73 | آزادی وطن کی کچھ یادیں...... کچھ باتیں | 152 |
| 74 | پاکستان میں مساجد کا قیام | 156 |
| 75 | آزادی کی قیمت | 162 |
| 76 | ننھی بہن کی پکار | 163 |
| 77 | خواتین کی بے حرمتی | 164 |
| 78 | لاشوں کے ڈھیر | 164 |
| 79 | جب آٹے میں پسا ہوا شیشہ ملایا گیا | 165 |
| 80 | باپ کے گلے میں بیٹے کی آنتیں | 166 |
| 81 | 14 اگست - یوم آزادی | 166 |
| 82 | پاکستان..................تحفہ خداوندی | 167 |
| 83 | مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ | 169 |
| 84 | ہمارے قائد ہمارے رہنما محمد علی جناح | 170 |
| 85 | مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح | 170 |
| 86 | پاکستان کی شہ رگ..........کشمیر | 172 |
| 87 | تہذیبوں کی سرزمین...... پاکستان | 173 |
| 88 | قدرتی وسائل سے مالا مال پاکستان | 176 |
| 89 | بادشاہی مسجد | 179 |
| 90 | ویرانے میں چمکتا موتی...... مسجد بھونگ | 183 |
| 91 | مسجد قرطبہ (اسپین) | 186 |
| 92 | شالامار باغ | 189 |
| 93 | شاہی قلعہ لاہور | 192 |
| 94 | بارہ دری وزیر خان | 195 |
| 95 | پاکستان کا معاشی بحران | 197 |
| 96 | عذاب الٰہی کو ٹالنے کی صورت | 198 |
| 97 | آخری گزارشات | 200 |


Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیش لفظ

دین اسلام میں مسجد کو خاص اور بنیادی مقام حاصل ہے جیسا کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے سب سے پہلا گھر بیت اللہ شریف تعمیر کیا گیا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

ترجمہ: بے شک سب سے پہلا عبادت گھر جو انسانوں کے لئے تعمیر کیا گیا وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ اسے برکت دی گئی اور سارے جہان والوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنایا گیا۔

(سورۃ العمران آیت نمبر 96)

لیکن جب کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو اس گھر کی عبادت کرنا اور مکہ مکرمہ (اُم القریٰ) میں رہنا مشکل تر کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم مدینہ منورہ کی طرف ہوا۔ آپ ﷺ ہجرت کے لئے ہمراہ ابوبکرؓ روانہ ہو گئے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا پہلا پڑاؤ مدینہ منورہ سے پانچ کلومیٹر باہر ایک مضافاتی بستی میں ہوا۔ جس کا نام قباء تھا۔ آپ ﷺ کی آمد سے قبل اس بستی کے کئی گھرانے مکہ مکرمہ جا کر اسلام قبول کر چکے تھے بستی کے سردار کے ہاں آپ ﷺ نے چودہ دن قیام فرمایا۔ دوران قیام آپ ﷺ نے جس بات کی طرف سب سے زیادہ توجہ فرمائی وہ اللہ کے گھر کی تعمیر ہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے نہ صرف مسجد کی بنیاد رکھی، بلکہ اپنے صحابہ سے مل کر ایک مزدور کی طرح مسجد کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا۔ مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے ہوئے صحابہ کرامؓ کے دل خدمت اسلام کے اعلیٰ وارفع جذبات سے مامور تھے۔ جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں اس مسجد کی اہمیت تقویٰ وطہارت پر بنیاد قرار دی۔ مسجد کی تعمیر مکمل ہو گئی تو آپ ﷺ نے شہر مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا۔ شہر پہنچنے کے بعد جیسے ہی حضور اکرم ﷺ کی نشست برخاست کے معاملات طے ہوئے۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے

Marfat.com

مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ مسجد کی تعمیر کے لئے رسول اللہ ﷺ نے وہی جگہ منتخب فرمائی جہاں پر آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔ یہ خالی زمین دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی جن کا تعلق آپ ﷺ کے ننھیالی گھرانے بنو نجار سے تھا۔ دونوں بچوں نے یہ زمین بلا قیمت مسجد کے لئے دینی چاہی لیکن آپ ﷺ نے بلا قیمت زمین لینا پسند نہ فرمایا۔ چنانچہ صحابہ و رسول ﷺ نے اس کی قیمت ادا فرمائی۔ کچھ جگہ پر درخت اور گھاس پھوس تھا آپ ﷺ کے حکم پر کھجور کے درخت وغیرہ کاٹ کر ساری جگہ صاف اور ہموار کر دی گئی اور مسجد کی تعمیر شروع ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور مسجد قباء کی طرح یہاں پر بھی سید کائنات اور جہانوں کے معمار اعظم مسجد کی تعمیر میں ایک عام مزدور کی طرح حصہ لیتے رہے۔ کیسا مبارک عمل تھا کیسے مبارک لمحات تھے اور کیسے مبارک وہ لوگ تھے جن کے ساتھ دنیا کے سب سے بڑے معلم ﷺ اور مبلغ مزدوری بھی کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ انہیں فکرِ آخرت کی تعلیم بھی دے رہے تھے۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں آپ کی بہ نفس نفیس شرکت میں امت کے لئے بہت سے سبق ہیں جن کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ جیسا کہ تعمیر مسجد میں آپ ﷺ کی خود شرکت سے نہ صرف مسجد کی بہت زیادہ عظمت اور فضیلت ظاہر ہوتی ہے بلکہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی تعمیر میں عملاً حصہ لینے کا ثواب اس قدر زیادہ ہے کہ خود رسول اکرم ﷺ نے اس سے محروم رہنا پسند نہ کیا۔ دین اسلام میں مسجد صرف عبادت گھر ہی نہیں بلکہ قرآن وحدیث پڑھنے پڑھانے وعظ و نصیحت کرنے نیز اسلام کی نشر و اشاعت کا مرکز بھی ہے۔ اس لئے اس کی فضیلت کے بارے میں آپ سے بہ کثرت حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

1- اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد تعمیر کرنے والے کے لئے جنت میں گھر بنائے جانے کا وعدہ ہے۔

2- مرنے کے بعد مومن کے نیک کاموں میں سے جن کاموں کا اجر و ثواب قیامت تک ملتا رہے گا ان میں نمایاں طور پر مسجد کی تعمیر ہے۔

Marfat.com

3-روئے زمین پر مساجد آسمان والوں کو اس طرح روشن اور چمکدار نظر آتی ہیں جس طرح زمین والوں کو آسمان کے ستارے روشن اور چمکدار نظر آتے ہیں۔

قارئین کرام غور فرمائیں مسجد کے حوالے سے حضور اکرم ﷺ نے چھوٹی چھوٹی جزئیات کے اجر و ثواب کا ذکر اس انداز سے فرمایا ہے۔ مسجد کی تعمیر کرنے یا اس میں حصہ لینے کا ثواب، مسجد میں باوضو بیٹھنے کا ثواب، مسجد میں بیٹھ کر اگلی نماز کے انتظار کا ثواب، مسجد میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے، پڑھنے اور پڑھانے کا ثواب۔

آپ ﷺ کے ان ارشادات سے مسجد کی اتنی فضیلت، عظمت اور شان ثابت ہوتی ہے۔ جن کا الفاظ میں احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے بہر حال مساجد کی بابت دین اسلام میں بڑی عظمت و فضیلت قرآن و سنت میں بڑی وضاحت و صراحت سے بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کے بعد مسلم حکومتوں اور عام مسلمانوں نے مساجد کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا۔ سرکاری و غیر سرکاری سطح پر ان کی تعمیرات و آبادکاری کے لئے بنیادی کردار ادا کر کے دین اسلام کی نشر و اشاعت اور اسلام کا بول بالا کیا۔ ہم انشاء اللہ آگے چل کر آج کل عالم جہاں میں ٹاپ پریٹی سے لیکر نچلی سطح تک مسجد کے متعلق وضاحت و صراحت بیان کریں گے۔ جن میں نمایاں طور پر اسلامی ممالک اور مسلمان حکمرانوں کے امر بالمعروف کے تحت ذکر واذکار ہوگا۔ آج کل اسلامی ممالک و مسلمان حکمرانوں میں مساجد کی تعمیر کا عمل سعودی عرب میں نمبر ایک ہے۔ اس کے بعد پورا مڈل ایسٹ، ایشیاء یورپ، افریقی ممالک، امریکہ اور آسٹریلیا آتے ہیں۔ سعودی حکومت نے مساجد کی تعمیر کے لئے اسلامی ممالک سے ممتاز علماء پر مشتمل ایک انٹرنیشنل مسجد کمیٹی تشکیل دے رکھی ہے جس کا ہیڈ کوارٹر جدہ میں ہے۔ اس کمیٹی نے اسلامی و غیر اسلامی ممالک کے دارالخلافوں اور دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں اربوں روپے خرچ کر کے عظیم الشان بڑی بڑی مساجد تعمیر کر کے دین اسلام کی حقانیت و عظمت کو چار چاند لگائے۔ جن میں عظیم الشان مسجد اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر نیویارک امریکہ، ہانگ کانگ، پاکستان کے شہر اسلام آباد میں فیصل مسجد، بنگلہ دیش، انڈونیشیا جکارتہ، یورپ کے کئی ممالک و براعظم افریقہ میں دیگر کئی ایک شہروں میں عظیم

Marfat.com

الشان مساجد کی تعمیرات مکمل کر کے دین اسلام کی حقانیت، سچائی اور عظمت کے جھنڈے گاڑ کر اللہ تعالیٰ کا نام بلند و روشن کیا۔ اور اسی طرح جنرل ضیاء الحق شہید کے دور میں بھی مساجد کی تعمیر اور نماز کے اہتمام کے لئے خصوصی توجہ دی گئی جن میں پورے پاکستان میں ہر پولیس اسٹیشن، ریلوے اسٹیشن، ہسپتال، سرکاری و غیر سرکاری دفاتر میں اور دیگر اہم مقامات پر مساجد بنوائی گئیں۔ جنرل ضیاء حکومت کا یہ کارنامہ نظریہ پاکستان اور قرارداد مقاصد کی روشنی میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اور مزید برآں یہ بھی مشاہدہ میں آیا ہے کہ وطن عزیز کی تمام چھوٹی بڑی آبادیوں اور بازاروں میں نماز باجماعت کا ایمان افروز نظارہ بھی دیکھنے میں آیا۔ لیکن حکومت پاکستان کی افسر شاہی کے افکار و نظریات کے پختہ اسلامی ذہن نہ ہونے کی وجہ سے یہ کام آگے نہ بڑھ سکا۔

الراقم

**الحاج میاں عبدالکریم**

صدر ادارہ صوت الاسلام ٹرسٹ فیصل آباد، پاکستان۔

مرکزی دفتر: P-490 مدینہ چوک افغان آباد فیصل آباد

فون 2648999-2620797 فیکس 2620799

موبائل 0300-9668076

*Hppt://www.sautulislam.org*

*E-mail:abdulkareem@gmail.com*

*abdulkareem@live.com.pk*

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم !امابعد

# مسجدیں ہماری دعوت کا بنیادی مرکز ہیں

مسلم دعوتی تحریکوں کے لئے مسجدیں بنیادی اور اہم مراکز کا کردار ادا کرتی ہیں۔ بے شمار لوگ یہاں اپنی پنج وقتہ باجماعت نمازوں کیلئے ہر روز جمع ہوتے ہیں جبکہ جمعتہ المبارک میں ہر گلی و محلے کی مسجد میں مسلمانوں کا ایک غیر معمولی اجتماع ہوتا ہے جس میں نصیحتوں، ہدایتوں اور عقلی گفتگوؤں کے لئے ان کے دل مقررین کی جانب ہمہ تن متوجہ ہوتے ہیں گلی محلے میں مساجد موجود ہونے کے باعث مسلم آبادی کا ایک بڑا حصہ جمعہ کے ان خطبوں سے ازخود مستفید ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ ایک ایسا قدرتی انتظام ہے جس میں داعیان دین کو اجتماع کی خاطر گھر گھر دعوت دینے اور محنت و مشقت میں پڑنے کی کچھ ضرورت نہیں پڑتی۔ بس ایک اذان ہی سب کو بلانے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ یہ سہولت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ازخود مہیا کی گئی ہے۔ تاہم اب یہ واعظ خطیب حضرات پر منحصر ہے کہ وہ اس سہولت (محراب ومنبر) کو کس طرح استعمال کرتے ہیں۔ اپنے خطبات کے باعث وہ چاہے تو علاقے کے ناخواندہ اور الحاد کے شکار مسلمانوں کو قرآن وسنت کی ہدایات سے مالا مال کر دیں اور انہیں اجتماعیت میں ڈھال کر ایک امت مسلمہ بنا دیں اور انکے اندر نفاذ دین کی تڑپ اور ولولہ پیدا کر دیں، یا پھر انہیں فرقہ واریت میں ڈھال کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ جھوٹی وجعلی روایات سنا سنا کر اسلام کے اصل احکام کو نظروں سے اوجھل کر دیں اور ان کے دلوں پر محض اپنی عظمت وخطابت کا سکہ بٹھا دیں مساجد کی یہی وہ خصوصیت ہے جسے دیکھتے ہوئے ترکی کے موجودہ وزیر اعظم طیب اردگان نے یہ تاریخی جملہ کہا" مسجد کے مینار ہماری تلواریں اور اسکے گنبد ہماری ڈھالیں ہیں۔" انکے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم چاہیں تو مساجد کے محراب ومنبر سے غلبہ اسلام کی ایک عالمی تحریک بھی اٹھا سکتے ہیں۔

ان کی اس بات سے کس مسلمان کو اختلاف ہو سکتا ہے؟ یہیں سے مسلمانوں کا لہو گرمایا بھی جا سکتا ہے اور یہیں سے ان کے جوش وجذبات کو ٹھنڈا بھی کیا جا سکتا ہے۔ مسلم

Marfat.com

ممالک میں عموماً اور پاکستان میں خصوصاً لاتعداد مذہبی و سیاسی تحریکیں بھی انہی مساجد سے چلائی جاتی رہی ہیں۔

مساجد کی یہ اہمیت اپنی جگہ پر، لیکن افسوسناک طور پر عموماً ان سے اس طرز کا کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا ہے۔ راقم یہ بات خصوصاً ہمارے ہاں یہ کہا جا رہا ہے۔ بے جان، پھیکے خطبات جمعہ اور بے روح پنج وقتہ اذانیں جن کے باعث دل و دماغ میں نہ کوئی ولولہ پیدا ہوتا ہے اور نہ جذبات و احساسات میں کوئی وجد جنم لیتا ہے۔ ہمارے امام حضرات بھی محض رسمی سی نمازیں پڑھاتے اور اعزازیہ و ماہانہ تنخواہیں وصول کرتے ہیں اُدھر موذن حضرات بھی بس اذان کا روایتی فریضہ ادا کرتے ہیں اور ہمہ تن مطمئن رہتے ہیں۔ نہ اماموں میں کوئی کشمکش انقلاب نظر آتی ہے اور نہ موذنوں کی صداؤں میں روح بلالی نظر آتی ہے۔ چنانچہ ایسے ہی مشینی امام و موذن حضرات کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے بھی بڑے دکھ سے کہا تھا کہ۔

تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر
ہے مری بانگ اذاں میں نہ بلندی نہ شکوہ
رہ گئی رسم اذاں، روح بلالی نہ رہی
سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشہ سیماب!

اور

الفاظ و معنی میں تفاوت نہیں لیکن
ملا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

معذرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تحریکی مساجد میں عموماً ایسی شخصیات کو امامت و اذان کے لئے مقرر کیا جاتا ہے جو ان فرائض کو بحالت مجبوری محض "بھگتان" سمجھتے ہیں ان کے اندر امت مسلمہ کی ہدایت و سربلندی اور اسلام کا وہ درد نہیں ہوتا جس کے باعث نمازیوں کو وہ جیسے دوزخ کی آگ کمر سے پکڑ پکڑ کر کھینچ رہے ہوں، سوز و ترنم میں بھی ان کی

Marfat.com

ادائیگی سرسری ہوتی ہے جس سے قلب و وجدان پر ہلکا سا بھی احساس نہیں ابھرتا الحرمین الشریفین کی اذان وقرات کی آوازیں نہ جانے کس کس کے دل کو پگھلا کر رکھ دیتی ہیں لیکن ہمارے ہاں کی مسجدوں میں ان کا فقدان پایا جاتا ہے۔ چنانچہ جس طرح ہمارے روایتی موذن اور امام صاحبان اپنے فرائض محض "بھگتانے" آتے ہیں اور ہمارے نمازی حضرات بھی اسی طرح اپنی نمازیں محض بھگتانے کے لئے داخل ہوتے ہیں۔

ہمارے ہاں جمعے کی تقریریں اصولاً ایسی ہونی چاہئیں جو ایک طرف جدید دور کے مسائل کو نوجوانوں کے ذہنوں میں عقلی وفطری طور پر کھول کر رکھ دیں اور جس کے بعد وہ جان لیں کہ دین اسلام کے پاس ان مسائل کے واقعی موثر حل موجود ہیں اور دوسری جانب تقریروں کے الفاظ کے ماہرانہ اتار چڑھاؤ کے باعث نوجوان اپنے دین کی خاطر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر باہر میدانوں میں نکل آنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

بہت سی خصوصیات مسجدوں میں ایسی ہونی چاہئیں جو لوگوں کو اپنی جانب ازخود کھینچنے کا باعث بنیں۔ اسی میں خوب صورت اذانیں اور خوب صورت قرائتیں بھی شامل ہیں۔ نماز کی طرف رغبت نہ رکھنے والا فرد اگر کبھی کبھی یہ سوچ کر مسجد چلا آئے کہ یہاں نماز بہت اچھی ہوتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ محض اذان وقرات سننے ہی ہم چلے جایا کریں۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ ہماری مساجد کے امام حضرات نمازیوں سے بالکل الگ تھلگ رہتے اور بڑے مقصد کو سامنے رکھ کر گھلنے ملنے سے گریز کرتے ہیں۔ ادھر نماز ختم ہوئی اور اُدھر وہ حجرے یا گھر کی جانب روانہ ہوئے ازخود لوگوں نے ان سے عقیدت مندانہ مصافحہ کر لیا تو ٹھیک ورنہ اس سے آگے کچھ بھی نہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہمارے موذن وامام حضرات کی "پی آر" کچھ اچھی نہیں ہوتی ہے۔

اس کے پیش نظر محترم مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے آج سے سات عشرے قبل "خطبات" میں یہ بات کی تھی کہ معاشرے میں جو سب سے کم درجے کا آدمی ہوتا ہے ہمارے ہاں عموماً انہی کو مساجد کی خطابت وامامت دی جاتی ہے چند مدرسہ جاتی کتب پڑھے ہوئے اور عصر حاضر کے مسائل سے لاعلم! مولانا محترم کا کہنا تھا کہ ہماری نمازوں کے بے اثر ہو جانے میں اس معاملے کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔

Marfat.com

مساجد کو اگر مرکز دعوت و پیغام بنانا ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ مسجدیں خوبصورت او دور جدید کے ڈیزائن کے مطابق تیار کی جائیں۔ نیز استطاعت کے مطابق ان میں قالین بھی بچھائے جائیں۔ ان خصوصیات سے بھی نوجوانوں کو مسجد کی طرف آنے میں رغبت ملے گی۔ مسجدیں کشادہ ہوں، حسین طرز تعمیر کی مالک ہوں، ان میں فضول بحث و مباحثے نہ ہوتے ہوں، ان کے میناروں سے نکلنے والی اذانیں دلکش ہوں، محرابوں سے ادا کی جانے والی نمازوں کی قرائتیں لوگوں کی آنکھوں سے آنسو نکال دیں اور ان کے خطیبوں کی گفتگو دور حاضر کے مسائل کا ادراک کرتے ہوئے سامعین سے از خود یہ کہلوا دیں کہ "ہم نے جانا کہ گویا یہ بھی ہمارے دل میں ہے۔ تو دعوت کے پر اثر ہونے میں کوئی بڑی رکاوٹ پھر کیا باقی رہ جائے گی؟

تحریکی مساجد کی ایک اور کمزوری یہ بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ ان کے مقرر کردہ مہمان مقرر جمعے کے خطبوں میں امریکہ اور پاکستان کا تکرار و ذکر کرتے ہیں۔ تحریکی افراد تو شاید اس بات سے مطمئن ہوں، لیکن عام افراد اس طرز کی سیاسی تقریروں کو جمعے کی شان کے منافی سمجھتے ہیں ہمارے دانشوروں کے نزدیک ممکن ہے اس سے کوئی فرق نہ پڑتا ہو، لیکن حکمت و دانائی کے بھی اپنے کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ ہماری دانست میں مسجد و جمعے کے آداب کے لحاظ سے وہاں مذہبی و علمی گفتگو زیادہ مناسب ہے۔ بجائے اس کے فہم خطبہ جمعہ کا سارا وقت امریکی و ملکی سیاسیات کی نذر کر دیں، البتہ کبھی کبھی یا دوران تقریر ہلکا سا اشارہ اس جانب زیادہ مناسب رہتا ہے اگر لوگ محض سیاسی تقریروں کے باعث ہماری مسجدوں کا رُخ کرنا چھوڑ دیں تو پھر ہماری تقریروں کا فائدہ کیا ہوا؟

عام نمازیوں سے براہ راست دوستی بھی تحریکی افراد کے لئے ناگزیر ہے ان سے ہمارا گرم و موثر رابطہ ان کی تیز زبانیں بند رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ تحریکی افراد مساجد میں محض اپنے ہی دوستوں اور کارکنوں سے مصروف دوستی رہتے ہیں جبکہ عام نمازیوں سے ان کا رابطہ محض سرسری ہوتا ہے۔ دعوتی لحاظ سے یہ رویہ سراسر غیر حکیمانہ ہے۔ جمعے کے خطبوں کے لئے زبان دان اور رواں خطیب بھی سامعین پر اچھا تاثر چھوڑتے ہیں۔ پنجابی آبادی میں کسی پختون غیر رواں خطیب یا اُردو آبادی میں کسی سندھی

Marfat.com

غیر رواں خطیب کے خطبے سامعین کے سر پر سے گزر جاتے ہیں۔ بے شک اس طرز عمل سے تقریر جمعہ کی کاروائی ضرور انجام پا جاتی ہے۔ زبان کی روانی اور لسانی ہم آہنگی تحریکی مساجد کے لئے بڑی حکمتوں کی حامل ہے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ ہماری مساجد میں اس پہلو کی جانب کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ کوئٹہ اور کراچی تو خصوصاً لسانیت کے مارے ہوئے علاقے ہیں۔ اس لئے ہماری مساجد کے منتظمین کو اس حقیقت کی جانب بھی سنجیدگی دکھانی چاہیے۔

گفتگو کا ماحصل یہی ہے کہ ہماری مساجد اللہ کی جانب سے ہمارے لئے عطیہ ہیں۔ اگر ہم صحیح حکمت عملی اپنائیں تو انہی سے دعوت کا ہمہ گیر کام لے سکتے ہیں۔ اور ملک کے لوگوں میں اسلامی نظام کے مطالبے کی پیاس بڑھا سکتے ہیں۔ ہمیں دوبارہ اس بات کا اقرار کرنا چاہیے۔ مسجدوں کے مینار ہماری تلواریں اور ان کے گنبد ہماری ڈھالیں ہیں اور یہ کہ مسجدیں ہماری دعوت کا بنیادی مرکز ہیں۔ اسلامی انقلاب کو تو دراصل ہماری مسجدوں ہی سے پھوٹنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆

# مینار کی اہمیت اور مسجد کی پہچان

مینار اسلامی طرز تعمیر میں مسجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ مینار عام طور پر اونچے تقسیم شدہ لمبوترے تاج کی طرح تعمیر کیا جاتا ہے۔ جو بغیر کسی سہارے کے ملحقہ مسجد عمارت سے اونچا ہوتا ہے۔

1- مقصد　　2- تاریخ　　3- مینار کے حصے (طرز تعمیر)

## مقصد:

مینار عام طور پر اسلامی معاشرے میں مسجد کے ساتھ تعمیر کیا جاتا ہے جو اسلامی معاشرے یا آبادی کو ظاہر کرتا ہے۔ مسجد کے ساتھ مینار کی تعمیر دراصل اس سوچ کے تحت شروع کی گئی تھی کہ بلند مقام سے لوگوں کو نماز کے لئے اذان کے ذریعے بلایا جا سکے۔ نماز

Marfat.com

کے اوقات کے مطابق دن میں پانچ بار منادی کو اذان کہا جاتا ہے۔ یہ اوقات فجر (سورج طلوع ہونے سے پہلے) ظہر (دوپہر کے وقت) عصر (سہ پہر) مغرب (سورج غروب ہونے کے فوراً بعد) اور عشاء (رات کے پہلے پہر) کے ہیں۔ جدید دور میں مینار پر سے منادی کرنے کا رواج ختم ہو چکا ہے۔ اب یہی کام مسجد جائے نماز سے سپیکر یا صوتی الات کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ مینار اب بھی تعمیر ہوتے ہیں مگر وہ مسجد اور اسلامی طرز تعمیر کو ظاہر کرتے ہیں۔

کئی جگہوں پر مینار مسجد کے مرکزی حصے میں ہوا کی آمد و رفت کی سہولت کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ عموماً مسجدوں میں بلند مینار کے ساتھ ساتھ گول مینار بھی تعمیر کئے جاتے ہیں جو گرم ہوا کو سمونے اور پھر باہر نکالنے کے لئے کام آتے ہیں مسجد کی خوبصورتی اور اسلامی طرز تعمیر کو اجاگر کرتے ہیں۔

## تاریخ:

اسلامی تاریخ میں جو مساجد اوائل میں تعمیر کی گئی تھیں ان میں مینار کا تذکرہ نہیں ملتا۔ اذان یا نماز کے لئے منادی کے لئے بلند مقام کا استعمال ہوتا تھا اوائل میں نبی کریم ؑ کے گھر کی چھت اور پھر مسجد نبوی کی دیوار، نبی کریم ﷺ کی وفات کے 80 سال بعد پہلا مینار تعمیر کیا گیا جس کا مقصد بلند مقام سے اذان یا نماز کے لئے منادی کرنا تھا۔

دنیا کا سب سے بلند مینار کا سابلا نکا مراکش میں حسن 2 مسجد میں واقع ہے۔ جس کی بلندی 210 میٹر ہے اس کے علاوہ اینٹ سے تعمیر شدہ دنیا کا سب سے بلند مینار بھارت میں واقع قطب مینار ہے۔ ایران کے شہر تہران میں ابھی دو مینار جن کی بلندی 230 میٹر ہے زیر تعمیر ہیں۔

تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ چند قدیم مساجد جیسے دمشق کی عظیم مسجد میں تعمیر شدہ مینار جہازوں، قافلوں، اور بیڑوں کے لئے راستہ دکھانے کے کام کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا۔

Marfat.com

## مینار کے حصے (طرز تعمیر)

مینار کے تین حصے ہوتے ہیں، بنیاد، مرکزی مہرہ اور گیلری، بنیاد کے لئے زمین میں کھدائی کر کے سخت پتھر کی بھرائی کی جاتی ہے تا کہ مینار کا وزن اٹھانے اور بغیر کسی سہارے کے مینار کو کھڑے رہنے میں کوئی مشکل حائل نہ ہو۔ اس کے علاوہ زمین میں مینار کے دھنسنے کے عمل کو بھی مضبوط بنیاد سے روکا جا سکتا ہے۔ مینار کی عام زمین پر تعمیر عموماً کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتی۔ مگر پھر بھی کئی مقامات پر چھوٹے مینار بغیر کسی بنیاد کے تعمیر کئے گئے ہیں۔ مینار بلندی میں تعمیر کئے جاتے ہیں اور ان کی اشکال مختلف ہو سکتی ہیں یہ گولائی میں مربع، لمبائی میں مستطیل، کثیر الرخی اور سیدھے لمبوتری شکل میں تعمیر ہو سکتے ہیں بلندی کی جانب مرکز میں یا اردگرد سیڑھیوں کی تعمیر کی جاتی ہے جو کہ انتہائی مضبوط بنائی جاتی ہیں تا کہ مینار کے وزن کو سنبھالنے میں مدد مل سکے۔ ایک طرح سے یہ سیڑھیاں دراصل مرکز ہوتی ہیں جس کے اردگرد مینار اپنا وزن تھامے کھڑا رہتا ہے۔ گیلری مینار کے اوپری حصوں میں بنائی جانے والی وہ جگہ ہوتی ہے جو موذن کے لئے تعمیر کی جاتی ہے جس پر کھڑے ہو کر وہ اذان یا نماز کی منادی کر سکے۔ اس گیلری یا بالکونی کو چھت نما گول چھت سے ڈھانپ دیا جاتا ہے اسی چھت کی تزئین و آرائش بھی کی جاتی ہے جس سے مینار کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

# رسالت کے فرائض

اللہ تعالیٰ کا پیام بندوں تک پہنچانے والے کو رسول کہتے ہیں۔ یہ رسالت کسبی نہیں بلکہ وہبی چیز ہے۔ اللہ ہی جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں میں اس خدمت کے لئے جن کو چنتا ہے وہ برگزیدہ ہوتے ہیں۔ (الانعام: 134)

اس لئے کہ رسالت کوئی معمولی مرتبہ نہیں بلکہ نہایت مہتم بالشان مقام ہے اور یہ قانون فطرت ہے کہ جس کا مقام و مرتبہ جتنا بلند ہوگا اس کی ذمہ داریاں بھی اتنی ہی وسیع ہوں گی۔ دنیا جانتی ہے کہ سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتحیات کو تمام انبیائے کرام پر فضیلت

Marfat.com

ہے آپ ﷺ کی رسالت ابدی اور عالمگیر ہے۔ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب وہ آخری کتاب ہے جس کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی۔ آپ ﷺ کا لایا ہوا دین ایسا جامع، ایسا مکمل اور اس قدر ہمہ گیر ہے کہ اس کے بعد کسی دین وشریعت کی کوئی ضرورت نہیں نبوت ورسالت دین وشریعت، کتاب ووحی سب کی تکمیل فرما کر ہمیشہ کے لئے ان کا دروازہ بند کر دیا گیا، آپ ﷺ سارے عالم کے لئے نبی ہیں۔ افضل المرسلین اور خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کا یہ عظیم الشان منصب خود اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ آپ ﷺ کے فرائض کا دائرہ بھی اتنا ہی وسیع ہوگا اور یقیناً یہ آپ ہی کا مرتبہ کمال ہے کہ آپ ﷺ نے اتنے اہم اور ایسے عالمگیر فرائض کی تکمیل اور اس حسن اسلوب کے ساتھ انجام دیئے کہ تاریخ عالم میں اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ زمین وآسمان محوتحیر ہیں سچ ہے۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے۔

اس خاصہ وخاصان رسل کے فرائض پر خود قرآن کریم نے روشنی ڈالی ہے۔ یہاں مثلاً چند بنیادی فرائض کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں آپ کو ان کی عظمت واہمیت کا اندازہ ہوگا کتاب اللہ میں چار مقامات پر صراحت کے ساتھ ان کا تذکرہ ہے پہلے مقام کی مظہر تو خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھانے کے وقت کی وہ دعا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی،

پروردگار! ان لوگوں میں خود انہی کے اندر سے ایک رسول مبعوث فرما۔
جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم
دے اور ان کا تزکیہ کرے۔ (البقرہ:129)

جس طرح ہم نے تمہارے اندر خود تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تم کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور تمہیں وہ باتیں سکھائیں جو تم نہیں جانتے تھے۔

اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا! جب کہ ان کے اندر خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں ایسی باتیں سکھائیں جو تم نہیں جانتے تھے۔

چوتھی آیت ہے۔

Marfat.com

اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا، جب کہ ان کے اندر خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

(آل عمران 164)

چوتھی آیت سورۃ جمعہ کی ہے اور اس میں بھی انہی اوصاف کا ذکر فرمایا گیا ہے ان آیات پر غور وفکر سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو صرف آیات قرآنی سنا دینے کے لئے نہیں بھیجا تھا بلکہ آپ ﷺ کی بعثت کے تین مقاصد اور بھی تھے ایک یہ کہ آپ ﷺ لوگوں کو تعلیم دیں دوسرے یہ کہ اس کتاب کے منشاء کے مطابق کام کرنے کی حکمت سکھائیں۔ اور تیسرے یہ کہ آپ ﷺ افراد اور ان کی ہیئت اجتماعی کا تزکیہ کریں اجتماعی مفاد کو اصلاح وفلاح کی فضاء پیدا کریں اگر کتاب وحکمت کی تعلیم صرف آیات کے سنا دینے تک محدود ہوتی تو تزکیہ کا علیحدہ ذکر بے معنی ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ افراد اور معاشرے کی تربیت کے لئے آپ ﷺ جو تدابیر فرماتے وہ الفاظ قرآنی کو پڑھ کر سنا دینے سے زائد ایک تھی تعلیم کے ساتھ تربیت کے جو فرائض آپ ﷺ ادا فرماتے تھے ان پر آپ ﷺ مامور تھے۔ یہ فرائض آپ ﷺ نے اپنے ذمے خود واجب نہیں کر لئے تھے قرآن اور رسالت پر ایمان رکھنے والا اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ دونوں فرائض رسالت اور نبوت کے اجزاء تھے اسی لئے ان کی بار بار صراحت کی گئی ہے ان کا پیہم ذکر آیا ہے اور حضور خلوت میں ہوں یا جلوت میں عام لوگوں کے درمیان ہوں یا اپنے کاشانہ مبارک میں ہر جگہ یہ فرائض انجام دیتے یہیں سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ سنانے سے زائد جو باتیں آپ ﷺ نے فرمائیں ان کو سند تسلیم نہ کرنا درحقیقت رسالت اور وصف رسالت سے انکار ہے۔ آپ ﷺ کے فرائض میں اس خاص پہلو کی وضاحت اس آیت میں کی گئی ہے کہ آپ کتاب اللہ کے شارح بھی ہیں۔

اے نبی ﷺ! یہ ذکر ہم نے تمہاری طرف اس لئے نازل کیا کہ تم لوگوں کے لئے واضح کر دو اس تعلیم کو کہ جو ان کی طرف اتاری گئی ہے۔ (النحل: 44)

Marfat.com

اس آیت سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے فرائض میں یہ بھی تھا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ جو احکام و ہدایات دے ان کی آپ پوری پوری تشریح کر دیں۔ تشریح کا عمل صرف متن اور اس کے الفاظ تک محدود نہیں رہتا۔ الفاظ کی دلالت اور ان کی معنویت کی وضاحت اور ان کے اطلاقات کے موقع و محل کی صراحت بھی اس ذیل و ضمن میں آتی ہے ورنہ پھر تشریح کہاں ہوئی؟

اس آیت پر مزید غور و فکر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نزول کتاب کا مقصد ہی یہ ہے کہ رسول کریمؐ اپنے قول و عمل سے اس کی شرح و توضیح فرما دیں، کیوں کہ کتاب کا مطلب اور مدعا پوچھنے والوں کے لئے یہ انداز کبھی مفید نہیں ثابت ہو سکتا کہ صرف اس کے الفاظ دہرا دیئے جائیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تشریح کتاب کا منصب بھی عطا فرمایا، یہ آپ ﷺ کا فرض بھی تھا اور آپ ﷺ کا منصب بھی۔

ایک نہیں متعدد قرآنی آیات سے اس بات کی شہادت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قاضی بھی مقرر فرمایا ہے اور مقدمات میں فیصلے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

(اے نبیؐ) ہم نے آپ ﷺ کی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے تا کہ آپ ﷺ لوگوں کے درمیان اللہ کی دکھائی ہوئی روشنی میں فیصلہ کریں۔ (النساء: 105)

گویا نزول کتاب کا مقصد احکام الٰہی کے مطابق قضا اور فیصلہ بھی ہے۔

رسالت کے فرائض کا ایک اہم جز و تبلیغ بھی ہے جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں کیا گیا ہے اے رسول! جو کچھ آپ ﷺ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے آپؐ اسے لوگوں تک پہنچا دیں اور اگر آپؐ نے نہیں پہنچایا تو آپؐ نے اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا۔ (المائدہ 67)

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی بھیجی ہوئی ہدایتوں کو بے کم و کاست بندوں تک پہنچا دینا رسول کے فرائض میں شامل تھا اسی رسالت اور پیغمبری کا حق ادا کرنے کے لئے آپ ﷺ کو گھر بار بھی چھوڑنا پڑا۔ لیکن یہ سب کچھ پیغمبرانہ شان تسلیم و رضا کے ساتھ آپ نے گوارا کیا یہاں تک کہ نزول کتاب کا سلسلہ مکمل

Marfat.com

ہو گیا، اور اقصائے عالم میں خدا کا آخری پیغام پہنچ گیا آپؐ مظلومی سے نصرت و فتح کی منزل تک پہنچے اور آپؐ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے تین بار دریافت فرمایا، لوگو! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا، بے شک آپؐ نے پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے پھر دوسری اور تیسری مرتبہ دہرایا۔

پھر آپؐ نے فرمایا: خداوند تو گواہ رہ! یہ تھے رسالت کے فرائض جو بے مثال حسن و کمال اور عظمت کے ساتھ آپؐ نے انجام دیئے آپؐ کی روح پاک پر صلوۃ فراواں نازل ہو۔

☆☆☆☆☆☆

## مساجد کی تعمیر کا مقصد

تعمیر مساجد کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور دینی مسائل واحکام بیان کرنا ہے۔

وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا○ (72:18)

بلاشبہ مساجد صرف اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے ہیں، لہٰذا ان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو۔

(سورۃ الجن، آیت 18)

عن ابی هريرةؓ انه مر بسوق المدينة فوقف عليها فقال: يا اهل السوق ما اعجزكم! قالوا وما ذاك يا ابا هريرةؓ قال ذاك ميراث رسول الله ﷺ يقسم وانتم هاهنا الا تذهبو فتاخذون نصيبكم منه قالوا واين هو قال: في المسجد فخرجوا سراعا ووقف ابوهريرةؓ لهم حتى رجعوا فقال لهم: مالكم؟ فقالو: يا اباهريرةؓ قداتينا المسجد فدخلنا فيه فلم نرفيه شيئايقسم! فقال لهم ابوهريرةؓ: وما رايتم في المسجد احد؟ قالوا: بلى

Marfat.com

رأينا قوما يصلون وقوما يقرؤون القرآن وقوما يتذكرون الحلال والحرام فقال لهم ابوهريرة ؓ ويحكم فذاك ميراث محمد ﷺ (رواه الطبراني)

حضرت ابو ہریرہؓ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے بازار سے گزرے تو ٹھہر گئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا، اے بازار والو! تمہیں کس چیز نے روک رکھا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کیا بات ہے اے ابو ہریرہ؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، وہاں نبی اکرم ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم یہاں بیٹھے ہو وہاں کیوں نہیں جاتے اور اپنا حصہ وصول کیوں نہیں کرتے؟ لوگوں نے پوچھا میراث کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا مسجد میں۔ لوگ جلدی سے دوڑ کر مسجد کی طرف گئے حضرت ابو ہریرہؓ نے ان سے پوچھا کیا ہوا تم لوگ واپس کیوں آ گئے؟ لوگوں نے جواب دیا، ہم مسجد میں گئے اور وہاں کوئی چیز تقسیم ہوتی نہیں دیکھی۔ (لہٰذا ہم واپس آ گئے) حضرت ابو ہریرہؓ نے لوگوں سے پوچھا مسجد میں تم نے کسی کو نہیں دیکھا؟ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں! ہم نے بعض لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا ہے کچھ لوگ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور بعض لوگ حلال و حرام کے مسئلے بیان کر رہے تھے، حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا افسوس! تمہارے حال پر، یہی تو نبی اکرم ﷺ کی میراث ہے۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ لا تتخذو المساجد طرقا الا لذكر اوصلاة ) رواه الطبرانی.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مساجد کو گزرگاہ نہ بناؤ ان میں صرف اللہ کا ذکر کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے آنا چاہیے اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

# مسجد کی اہمیت

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے راستے میں صرف چند یوم کے لئے قبا میں قیام فرمایا اور یہ سارے ایام مسجد کی تعمیر میں صرف فرمائے۔

عن عائشه رضی الله عنها لبث رسول الله ﷺ فی بنی عمرو بن عوف بضع عشرة لیلة واسس المسجد الذی اسس علی التقویٰ وصلی فیه رسول الله ﷺ رواه البخاری

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ (ہجرت کے دوران) رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کے محلّہ (قبا) میں چند راتیں تشریف فرما رہے اور یہیں مسجد کی تعمیر فرمائی جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ (پھر آپ جتنے دن وہاں تشریف فرما رہے) نماز اسی مسجد میں ادا فرماتے رہے، اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مدینہ منورہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے پہلی فرصت میں مسجد تعمیر فرمائی۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ نے دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ساتھ ایک مزدور کی طرح خود بھی شرکت فرمائی۔

عن عائشه رضی الله عنها ......ثم رکب راحلته فسار یمشی معه الناس حتی برکت عند مسجد الرسول ﷺ بالمدینة وهو یصلی فیه یومئذرجال من المسلمین، و کان مریداً للتمر لسهیل وسهل غلامین یتیمین فی حجر اسعدبن زرارة فقال رسول الله ﷺ حین برکت به راحلته(هذا ان شاء الله المنزل)ثم دعا رسول الله ﷺ الغلامین فساومهما بالمرید لیتخذه مسجداً فقالا (لا) بل نهبه لک یا رسو ل الله ﷺ

Marfat.com

فابی رسول الله ﷺ ان یقبله منهما هبة حتی ابتاعه منهما ثم بناء مسجدا وطفق رسول الله ﷺ ینقل معهم اللبن فی بنیانه ویقول وهو ینقل اللبن : (هذا الاحمال لا حمال خیبر اهذا ابر ربنا واطهر ، ویقول : اللهم ان الاجر اجر الاخرة فارحم الانصار والمهاجرة (رواہ البخاری)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ (قبا سے رخصت ہوتے وقت) آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر بیٹھ گئے اور دوسرے لوگ آپ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے، اونٹنی مدینہ میں مسجد الرسول ﷺ کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ یہ زمین دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی تھی جو وہاں کھجوریں خشک کرتے تھے۔ یہ دونوں بچے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے زیر تربیت تھے، رسول اللہ ﷺ نے جہاں اونٹنی بیٹھ گئی اس جگہ کے متعلق فرمایا ان شاء اللہ ہمارا یہی مقام ہوگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں بچوں کو بلوایا اور کھجوریں خشک کرنے کی جگہ کا ان سے بھاؤ کیا تاکہ اسے مسجد بنا سکیں۔ ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے۔ ہم یہ زمین آپ کو ہبہ کر دیتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہبہ لینا قبول نہ فرمایا بلکہ قیمت دے کر ان سے خرید لی اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی اور اس مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ سب لوگوں کے ساتھ اینٹیں اٹھاتے اور ساتھ ساتھ یہ فرماتے، یہ بوجھ اٹھانا کوئی خیبر کا بوجھ اٹھانا نہیں ہے بلکہ یہ تو باعث ثواب اور پاکیزہ کام ہے۔ (اے رب ہمارے لئے قبول فرما) اور یہ بھی فرماتے تھے، اے اللہ! اجر تو آخرت ہی کا اجر ہے تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما، اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

سفر سے واپسی پر گھر جانے سے پہلے آپ ﷺ مسجد میں تشریف لاتے، دو رکعت نماز ادا فرماتے اور پھر گھر تشریف لے جاتے۔

عن کعب بن مالک رضی الله عنه کان النبی ﷺ اذا قدم من سفر بدء بالمسجد فصلی فیه (رواہ البخاری۔)

حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ سفر

۱۲۵۶۰۱

Marfat.com

سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں آ کر نماز ادا فرماتے (پھر گھر تشریف لے جاتے) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

پریشانی اور گھبراہٹ کے وقت بھی آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے جاتے۔

عن ابی موسیٰ رضی الله عنه قال خسفت الشمس فی زمن النبی ﷺ فقدم فزعاً یخشی ان تکون الساعة حتی اتی المسجد فقام یصلی باطول قیام و رکوع وسجود ما رائیته یفعله فی صلاة قط (رواہ مسلم)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ گھبرا کر اٹھے کہ شاید قیامت آئی اور مسجد تشریف لے آئے، اللہ کے حضور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور اتنا طویل قیام اور رکوع وسجود کیا کہ میں نے آپ ﷺ کو کسی نماز میں کبھی اتنا طویل قیام اور رکوع وسجود کرتے نہیں دیکھا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

# مسجد کی فضیلت

مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ (ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت الله یتلون کتاب الله ویتدارسونه بینهم الا نزلت علیهم السکینة وغشیتهم الرحمة وحفتهم الملائکة وذکرهم الله فیمن عنده و من بطأبه عمله لم یسرع به نسبه : رواه مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" جب کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی ایک گھر (یعنی مسجد) میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے

Marfat.com

ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان کے پاس کرتے ہیں جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) اور (یاد رکھو!) جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے رکھا اس کا نسب اس کو آگے نہیں کر سکے گا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مساجد جنت کے باغ ہیں۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ (اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا) قلت: يا رسول الله ﷺ! وما رياض الجنة ؟ قال (المساجد) قلت : وما الرتع ؟ قال (سبحان الله والحمدلله ولا اله الا الله والله اكبر) رواه الترمذی (حسن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" جب تمہارا گزر جنت کے باغوں میں سے ہو تو اس کے میوے کھایا کرو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! جنت کے باغ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، مساجد، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میوے کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، سبحان اللہ، والحمد للہ ولا الہ اللہ واللہ اکبر۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال (احب البلاد الى الله عزوجل مساجد ها وابغض البلاد الى الله تعالىٰ اسواقها ) :رواه مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو شہروں میں سے سب سے زیادہ محبوب جگہیں مساجد ہیں اور شہروں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

# مساجد امن واماں اور سلامتی کی جگہیں ہیں

عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال مر رجل فی المسجد ومعه سهام فقال له رسول الله ﷺ (امسک بنصالها) رواه البخاری

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں آیا اور اس کے پاس تیر تھے۔رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا اس کی نوکیں تھام کے رکھو۔(تاکہ کسی کو زخمی نہ کریں) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

دنیا کی مساجد آسمان والوں کو اسی طرح چمکتی نظر آتی ہیں جس طرح زمین والوں کو آسمان کے ستارے چمکتے نظر آتے ہیں

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : المساجد بیوت الله فی الارض تضیء لاهل السماء کما تضیء نجوم السماء لاهل الارض : رواه الطبرانی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مساجد روئے زمین پر اللہ کے گھر ہیں جو آسمان والوں (یعنی فرشتوں) کو اس طرح چمکتی نظر آتی ہیں جس طرح زمین والوں کو آسمان کے ستارے چمکتے نظر آتے ہیں۔اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مومن آدمی کو مسجد میں ویسا ہی اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے جیسا اپنے گھر میں۔ مسجد ہر مومن آدمی کا گھر ہے۔

عن ابی درداء رضی الله عنه قال : سمعت رسول الله ﷺ یقول (المسجد بیت کل تقی) رواه ابن عساکر

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسجد ہر متقی شخص کا گھر ہے اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔



Marfat.com

مسجد میں با جماعت نماز، تنہا نماز پڑھنے سے 25 تا 27 درجہ زیادہ اجر وثواب رکھتی ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه يقول : قال رسول الله ﷺ (صلاة مع الامام افضل من خمس و عشرين صلاة يصليها وحده) رواه مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، امام کے ساتھ (مسجد میں) ادا کی گئی نماز 25 درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عن ابن عمر رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال (صلاة الجماعة افضل من صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، جماعت کی نماز تنہا نماز سے 27 درجہ زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسجد میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ مسلسل چالیس نمازیں پڑھنے والے کے لئے نفاق اور جہنم سے برأت لکھ دی جاتی ہے۔

عن انس بن مالک رضی الله عنه قال : قال رسو ل الله ﷺ (من صلی لله اربعين يوما فی جماعة يدرک التكبيرة الاولی كتب له براء تان براءة من النار وبراءة من النفاق

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے چالیس دن تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ اللہ کو راضی کرنے کے لئے باجماعت نماز ادا کی اس کے لئے آگ اور نفاق سے برات لکھ دی جاتی ہے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے)

## نماز فجر مسجد میں ادا کرنے والا اللہ کی پناہ میں آجاتا ہے

عن جندب بن عبدالله رضی الله عنه يقول : قال رسو ل الله ﷺ (من صلی الصبح فهو فی ذمة الله فلا

Marfat.com

یطلبنکم فی نار جھنم ) رواہ مسلم

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے صبح کی نماز (مسجد میں) باجماعت ادا کی وہ اللہ کی پناہ میں آ گیا اور اللہ جس شخص سے پناہ (خراب کرنے) کا حق طلب کرے گا اسے جہنم کی آگ میں ڈالے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

نماز فجر اور نماز عشاء مسجد میں باجماعت ادا کرنے والے کو رات بھر قیام کا ثواب ملتا ہے۔

عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنه قال : قال رسو ل الله ﷺ (من صلی العشاء فی جماعة فکانما قام نصف اللیل ومن صلی الصبح فی جماعة فکانما صلی اللیل کله . رواہ مسلم

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز عشاء (مسجد میں) باجماعت ادا کی اس نے گویا آدھی رات تک قیام کیا۔ اور جس نے نماز عشاء باجماعت پڑھنے کے بعد) صبح کی نماز (مسجد میں) باجماعت ادا کی اس نے گویا رات بھر قیام کیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

# مسجد حرام (بیت اللہ شریف) کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے روئے زمین پر سب سے پہلے مسجد حرام تعمیر کی گئی

مساجد خیر و برکت کا منبع اور ہدایت کا سرچشمہ ہیں نیز مساجد امن اور امان کی جگہیں ہیں۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبرکا وھدی للعلمین O فیه ایت بینت مقام ابراھیم ومن دخله کان امنا

بے شک سب سے پہلا (اللہ کا) گھر جو تعمیر کیا گیا وہ وہی ہے جو مکہ

Marfat.com

میں ہے اس گھر کو برکت دی گئی ہے اور سارے جہان والوں کے لئے مرکز ہدایت بنایا گیا ہے۔ اس کی کھلی نشانیاں ہیں اس میں ابراہیم کا مقام عبادت ہے اور جو بھی اس گھر میں داخل ہوتا ہے امن پاتا ہے۔ (سورۃ آل عمران، آیت 96-97)

عن ابی ذر رضی الله عنه قال : قلت یا رسو ل الله ﷺ ای مسجد وضع فی الارض اول ؟ قال (المسجد الحرام) قلت ثم ای ؟ قال (المسجد الاقصیٰ ) قلت : کم بینهما ؟ قال (اربعون سنة و اینما ادرکتک الصلاة فصل فهو مسجد ) رواه مسلم

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد تعمیر کی گئی؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مسجد حرام" میں نے عرض کیا "اس کے بعد کون سی" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مسجد اقصیٰ" میں نے عرض کیا ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا عرصہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چالیس سال! اور تجھے جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لے۔ وہ جگہ مسجد (ہی) ہے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

## مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے

عن جابر رضی الله عنه قال : قال رسو ل الله ﷺ (صلاة فی مسجدی افضل من الف صلاة فیما سواه الا المسجد الحرام و صلاة فی المسجد الحرام افضل من مائة الف صلاة فیه سواه . رواه احمد

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری

Marfat.com

مسجد میں نماز ادا کرنے کا اجر (دوسری مساجد کے مقابلے میں) ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب (دوسری مساجد کے مقابلے میں) ایک لاکھ گنا زیادہ ہے۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

## حرم شریف کی توسیع کا تاریخی منصوبہ

خادم الحرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیزؒ نے کہا ہے کہ حرم شریف کی توسیع کا تاریخی منصوبہ رب العالمین کا فضل ہے ہمارا کارنامہ نہیں۔ یہ منصوبہ تمام مسلمانان عالم کی سہولت و آسانی کے لئے روبہ عمل لایا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد اس کا سہرا محبان حرم سعودی عوام کے سر جاتا ہے۔ شاہ عبداللہ حرم شریف کی تاریخ کے سب سے بڑے توسیعی منصوبے کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے گفتگو کررہے تھے کہ اس پر مجموعی لاگت 80 ارب ریال آئے گی اسلام کی پوری تاریخ میں اب تک جتنے توسیعی منصوبے نافذ کئے گئے ہیں ان سب کی مجموعی لاگت سے اس کی لاگت ڈیڑھ گنا زیادہ ہے۔ اسے 6 برس میں مکمل کرلیا جائے گا۔ جبکہ پاکستان سمیت بنگلہ دیش، مصر، سری لنکا، ہندوستان، وغیرہ ممالک کے 10 ہزار سے زیادہ کارکنان اس کی تعمیر میں حصہ لیں گے۔ مسجد الحرام کے شمالی جانب 4 لاکھ مربع میٹر رقبے پر نئی تعمیر کے مکمل ہونے کے بعد حرم شریف میں 20 لاکھ نمازیوں کی گنجائش ہوجائے گی۔ اس توسیعی منصوبے پر جدید ترین برقی و مشینی نظام کے ذریعے کام مکمل ہوجائے گا۔ شمالی صحنوں میں سائبان نصب کئے جائیں گے۔ نئے توسیعی منصوبے کو پہلی توسیع اور مسعیٰ سے ملا دیا جائے گا۔ دونوں حصوں کو ملانے کے لئے کئی پل تعمیر کئے جائیں گے جسے لاکھوں معتمرین وزائرین براہ راست دیکھیں گے۔ نئے توسیعی منصوبہ میں طواف کرنے کی جگہ کی بھی توسیع کا جائزہ لیا جائے گا۔ مسعیٰ کی توسیع کے باعث ایک گھنٹے میں 44 ہزار کی بجائے ایک لاکھ 18 ہزار افراد سعی کرسکیں گے۔ پورے حرم شریف کو ایئر کنڈیشنڈ بنانے کا بھی منصوبہ ہے۔ اس توسیعی منصوبے کے ساتھ شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے مکہ کلاک ٹاور کا بھی افتتاح کیا جو حرم شریف کے باب عبدالعزیز کے سامنے سب سے اونچے ٹاور پر نصب کیا گیا ہے۔ جرمن ساختہ یہ کلاک ٹاور دنیا کے سب سے

Marfat.com

بڑے بگ بین سے 6 گنا زیادہ بڑا ہے جس کی اونچائی 662 میٹر ہے، مکہ ٹائم گرین وچ وقت کے متبادل استعمال ہوگا۔ گھڑیال کے ہلال میں اور اس کے چاروں جانب رنگ برنگے لیزر اور بلنک لائٹیں لگائی گئی ہیں اور طاقتور لاؤڈ اسپیکر بھی نصب کیے گئے ہیں جو حرم شریف کی اذان کے وقت آن ہوا کرینگے۔ اور حرم سے دور 30 کلومیٹر کے فاصلے سے یہ منظر دیکھا جاسکے گا۔ جس سے حرم شریف سے اوقات اذان و نماز کا پتہ لگ سکے گا۔

مسجد الحرام کے امام وخطیب شیخ صالح بن حمید نے واضح کیا ہے کہ حرم شریف کے لئے نت نئے منصوبے پوری امت مسلمہ کے لئے باعث فخر وناز ہیں۔ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی زیادہ بندگی تابعداری اور اطاعت شعاری پیدا ہوگی۔ وہ روح پرور ماحول میں رمضان المبارک کے تیسرے جمعے کا خطبہ دے رہے تھے۔ امام حرم نے توجہ دلائی کہ ان دنوں مسلمانان عالم ماہ مبارک کے سعید ترین ایام وشب گزار رہے ہیں۔ آخری عشرہ شروع ہونے جارہا ہے حرمین شریفین کے باشندوں، مقیم غیر ملکیوں اور زائرین کو اللہ تعالیٰ نے زمان ومکان کے تقدس سے فیض یاب ہونے کا انمول موقع عطا کررکھا ہے۔ بہتر ہوگا کہ ہر فرد آخری عشرے کے ایک ایک لمحے کا بھرپور فائدہ اٹھائے۔ عبادت، تراویح، تہجد، تلاوت اور ذکر وفکر کے جو ارادے باندھے تھے ان سب کو عملی جامہ پہنایا جائے، امام حرم نے کہا کہ سعودی حکومت نے امت مسلمہ کے پراگندہ شیرازے کو جمع کرنا اپنا نصب العین بنا رکھا ہے۔ یہ ریاست قرآن وسنت کی اساس پر قائم ہے۔ بانی مملکت نے سعودی عرب کو جو طوائف الملوکی کا شکار تھا متحدہ ریاست میں تبدیل کیا، یہاں ہر علاقے میں ایک حکمراں بنا ہوا تھا اور دوسرے علاقے کے حاکم سے برسرپیکار تھا۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے مملکت میں امن وامان اور علاقائی اتحاد وسلامتی کا اہتمام کیا، پورے ملک میں تعمیراتی منصوبے نافذ کیے سب سے زیادہ حرمین شریفین اور شعائر مقدسہ کے لئے منصوبے روبہ عمل لائے گئے۔ انہوں نے کہا کہ سعودی ریاست کو حرمین شریفین کی خدمت پر جتنا فخر ہے اتنا اپنے کسی کام پر نہیں۔ مملکت کے قائدین مقدس شہروں اور عبادت گزاروں کے لئے جملہ وسائل وقف کیے ہوئے ہیں۔ تمام تکنیکی امور جدید ترین اعلیٰ درجہ کی ٹیکنالوجی اور انتہائی معیاری خام مواد مسجد الحرام کے منصوبوں کے لئے وقف کیا جارہا ہے۔ امام حرم نے

Marfat.com

کہا کہ آج جو لاکھوں مسلمان دنیا کے ہر گوشے سے ارض مقدس پہنچ رہے ہیں۔ یہ اس لئے ممکن ہو پا رہا ہے کیونکہ یہاں انہیں ہر طرح کی سہولتیں میسر ہیں۔ امام حرم نے کہا کہ سعودی عرب سیاسی، اقتصادی، اور انسانی بحرانوں میں برادر مسلم ملکوں کا مسلسل ساتھ دے رہا ہے۔ سعودی عرب صحیح معنوں میں اسلامی اتحاد کا امین ہے مکالمہ بین المذاہب تحریک کا علمبردار ہے۔ مسلم ملکوں کے درمیان رنجشوں کے ازالے اور امت کے درمیان اتحاد و اتفاق کے فارمولے پیش کرنے میں پیش پیش ہے۔ خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیزؒ ایسے تمام برادر ملکوں کے مسائل حل کرنے کیلئے بے چین اور بے قرار ہیں جہاں ہنگامے برپا ہیں امام حرم نے کہا کہ تمام مسلمان اپنی غلطیوں، کوتاہیوں، اور لغزشوں پر رب العالمین سے توبہ کریں توبہ دینی اخلاص کی علامت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو انتہائی محبوب اور عزیز ہے توبہ سے کمال بندگی کا اظہار ہوتا ہے توبہ رجوع الی الحق کی نشانی ہے۔ توبہ کرنے والا اپنے اندرون کو صاف وشفاف بنانے کے لئے اپنی غلطیوں پر پشیمانی کا اظہار کرتا ہے۔ اور آئندہ برائی نہ کرنے کا عہد کرتا ہے۔ توبہ سے فساد فی الارض کا راستہ مسدود ہوتا ہے۔ کوئی بھی انسان وہ کتنا بھی بڑا عابد وزاہد کیوں نہ ہو توبہ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

توبہ نبیوں اور پیغمبروں کی خصوصیات میں شامل ہے۔ پکی سچی توبہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان برائی، ظلم وستم اور غلط راستے سے عدل وانصاف، رحم دلی اور صلاح وفلاح کی طرف آرہا ہے۔ دوسری طرف مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف کے امام وخطیب شیخ علی الحذیفی نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے۔ یہاں انسانوں کے زندگیاں محدود ہیں۔ ہم سب کو دار الآخرہ منتقل ہونا ہے۔ جہاں کی زندگی پائیدار ہے۔ وہاں یا تو انسان ہمیشہ نعمتوں سے فیضیاب ہوتا رہے گا یا دردناک عذاب کا درد جھیلتا رہے گا۔ امام الحذیفی نے کہا کہ تمام فرزندان اسلام رمضان المبارک کی انمول ساعتوں سے فائدہ اٹھائیں، زیادہ سے زیادہ اعمال صالح کریں، برائیوں سے اجتناب کریں۔ برائیاں نہ کرنے کا عہد کریں اور برائیوں سے پکی سچی توبہ کریں۔ آئندہ زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنے کا پختہ عزم کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

# مسجد نبوی ﷺ کی فضیلت

مسجد نبوی کی بنیاد خالص تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول پر ہے۔

لمسجد اسس علی التقوىٰ من اول یوم احق ان تقوم فیه فیه رجال یحبون ان یتطهروا O اللہ یحب المطهرین O (سورہ التوبہ، آیت نمبر 108)

جو مسجد پہلے روز سے ہی تقویٰ کی بنیاد پر بنائی گئی ہے وہ اس بات کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہو اس میں ایسے لوگ (عبادت کرنے) آتے ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ہزار نماز کے برابر ہے۔ زیادہ اجر وثواب حاصل کرنے کی نیت سے مسجد نبوی کا سفر اختیار کرنا جائز ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه بیلغ به النبی ﷺ (لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد مسجدی هذا والمسجد الحرام ومسجد الاقصیٰ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کا (زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے) سفر اختیار نہ کیا جائے۔

1- مسجد نبوی، 2- مسجد حرام 3- مسجد اقصیٰ

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسجد نبوی میں آپ ﷺ کے حجرہ مبارک اور آپ ﷺ کے منبر شریف کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال (ما بین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة و منبری علی حوضی)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے حجرے اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر واقع ہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

# مسجد اقصیٰ کی فضیلت

مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے والا اسی طرح گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے جس طرح آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: (لما فرغ سليمان بن دائود عليه السلام من بناء بيت المقدس سال الله ثلاثا حكما يصادف حكمه وملكا لا ينبغی لا حد من بعده والا ياتی هذا المسجد احدلا يريد الا الصلاة فيه الا خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه) فقال النبی ﷺ (اما اثنتان فقد اعطيهما وارجو ان يكون قد اعطی الثالثة)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام جب بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگیں۔

1- اللہ تعالیٰ انہیں ایسی حکومت دے جس میں وہ اللہ کے حکم کے مطابق فیصلے کریں۔

2- اللہ انہیں ایسی حکومت دے کہ ان کے بعد ایسی حکومت کسی دوسرے کو نہ ملے۔

3- جو شخص اس مسجد میں نماز کے ارادے سے آئے وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جائے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کی دو دعائیں تو قبول فرمالیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تیسری دعا بھی قبول فرمالیں گے۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے مسجد اقصیٰ کا سفر اختیار کرنا جائز ہے۔

## بیت المقدس پر 44 سالہ یہودیوں کا قبضہ

6 جون نے 44 سال پرانے زخم پھر تازہ کر دیئے جبکہ اس سے تین چار روز پہلے بدبخت اسرائیلی یہودیوں کے ایک گروہ نے ہمارے قبلہ اول مسجد اقصیٰ میں گھسنے کی پھر کوشش کی جسے جانباز فلسطینی نمازیوں نے ناکام بنادیا، اگست 1969ء میں یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کرنے کی ناکام کوشش کی تھی جس کے بعد تنظیم اسلامی کانفرنس(OIC) کا قیام عمل میں آیا تھا وہ مسجد اقصیٰ کے آس پاس اور اس کی دیواروں کے نیچے کھدائی کر کے اسے مسمار کر دینا چاہتے تھے، مگر مسلمانان عالم بے بسی سے دیکھ رہے ہیں ان کی اس بے بسی کا آغاز 6 جون 1967ء کو ہوا جب اسرائیلی درندے ٹینکوں اور طیاروں سے بیت المقدس اور غرب اردن پر حملہ آور ہوئے تھے، دوسرا محاذ ان کے سامنے مصری صحرائے سیناء کا تھا اور تیسری طرف انہوں نے شام کی سرحدی علاقہ جولان (Gloan Heights) پر ہلا بول دیا تھا اس سے پہلے مسجد میں اسرائیلی بمبار طیاروں نے مصری فضائی اڈوں کے رن وے اور ہینگروں میں کھڑے طیارے تباہ کر دیئے تھے یہودیوں نے جنگ میں پہل کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مصری فضائیہ کے 350 طیارے تباہ کر کے پورے خطے میں فضائی برتری حاصل کر لی تھی، یوں مصری فضائیہ کی کمر ٹوٹ گئی اور فضائی کور کے بغیر مصری فوج کیونکر جم کر لڑتی؟ اسرائیلی فوجی ٹینکوں پر صحرائے سیناء میں دندناتے نہر سویز تک چلے آئے۔

دوسری طرف اردن کا شاہ حسین بار بار فون پر صدر مصر جمال عبدالناصر سے فضائی مدد طلب کر رہا تھا، مگر وہ نعرہ باز عاقبت نااندیش آمر حقیقت حال بتانے کے بجائے اسے طفل تسلیاں دے رہا تھا، چنانچہ اردنی فوج نے اگرچہ بیت المقدس کی ایک ایک گلی کے لئے جان کی بازی لگائی مگر اسرائیلی طیاروں کی خوفناک بمباری کے باعث ان کی پیش نہ چلی۔ اردن کی فضائی طاقت نہ ہونے کے برابر تھی، لہٰذا چھ دن کی جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نہ صرف بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ چھن گئے بلکہ پورا غرب اردن

Marfat.com

(West Bank) اسرائیل کے قبضے میں چلا گیا جہاں حضرت ابراہیم، اسحاق، یعقوب اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا مسکن حبرون Hebron (الخلیل) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش بیت اللحم (Bethelem) واقع ہیں۔ بیت المقدس جسے 780 سال پہلے مجاہد اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ نے یورپی صلیبیوں کے 88 سالہ قبضے سے چھڑایا تھا وہ اب نام نہاد مسلم حکمرانوں کی بدکاریوں اور بے تدبیریوں کے باعث راندہ عالم یہودیوں کے ظالمانہ تسلط میں چلا گیا، یہی نہیں اسرائیل نے غزہ کی فلسطینی پٹی بھی چھین لی تھی وہ غزہ جہاں نبی کریم ﷺ کے پردادا ہاشم فوت ہوکر دفن ہوئے تھے اسی لئے اسے غزہ ہاشم بھی کہا جاتا تھا اور یہ 1948ء سے مصر کے کنٹرول میں تھا، نیز اسرائیل نے شام سے جولان کی پہاڑیاں بھی ہتھیالی تھیں یہ شکست ہلاکو خان کے ہاتھوں بغداد کی تباہی 1258ء سے کم نہ تھی۔ اس بدترین شکست کا سب سے بڑا ذمہ دار کرنل جمال عبدالناصر تھا جو 1952ء کے مصری فوجی انقلاب میں عوام کی گردنوں پر سوار ہوگیا تھا وہ امریکی سی آئی اے کی مدد سے برسراقتدار آیا مگر چند سال بعد روس کا ہمنوا بن کر اور اکتوبر، نومبر 1956ء کی جنگ بظاہر "جیت" کر (جس میں اسرائیل، برطانیہ، اور فرانس مصر پر حملہ آور ہوئے تھے) عرب عوام کا "ہیرو" بن گیا تھا وہ عرب قومیت کا علمبردار اور اسلام سے دور تھا، اس نے مصر کی وسیع الاثر اسلامی تحریک اخوان المسلمون کے چھ سرکردہ رہنماؤں کو 1954ء میں شہید کر دیا تھا اور اگست 1966ء میں اخوانی رہنما اور تفسیر "فی ظلال القرآن" کے مصنف سید قطب کو پھانسی دینے کا ابلیسی اقدام کیا تھا، اس کا نعرہ تھا نحن ابناء الفراعنہ (ہم فرعونوں کی اولاد ہیں) عرب اتحاد کا علمبردار ہوتے ہوئے اس نے عرب ممالک کو متحد نہ ہونے دیا۔ ادھر مصری گلوکارہ اُم کلثوم صوت العرب ریڈیو پر یا جمال یا مثال الوطنیہ کے گیت گاتی تھی عالم اسلام کے اتحاد سے اسے ویسے ہی چڑ تھی لیکن جمال عبدالناصر کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ اس نے غاصب اسرائیل کے خلاف نعرے تو بہت لگائے مگر مصریوں کے اسلامی جذبے کو کچلنے کی اپنی سی کوشش کر کے نہ صرف مصر کو دفاعی لحاظ سے کمزور کیا بلکہ اسرائیل کو مضبوط تر ہونے دیا اور جب آزمائش کا وقت آیا تو جمال عبدالناصر کا کھوکھلا بت زمین پر آ رہا، اسرائیل نے اس کی ظالمانہ آمریت کی کمزوریوں سے کس طرح فائدہ اٹھایا

Marfat.com

اس کی تفصیل ہوشربا ہے۔

قصہ کچھ یوں ہے کہ ایک اسرائیلی یہودی "آرام انور" کے نام سے 1956ء کے اواخر میں مصر میں داخل ہوا جب جمال عبدالناصر شہرت کے گھوڑے پر سوار تھا۔ آرام انور دراصل اسرائیلی جاسوس تھا جو بظاہر ارجنٹینا سے ریس کے گھوڑے مصر منگواتا تھا، اس نے مصری افواج بالخصوص فضائیہ کے اعلیٰ افسروں سے یارانہ گانٹھ رکھا تھا، مصری فضائیہ کا سربراہ ایئر مارشل صدقی محمود تو اس کا خاص دوست تھا اس نے ساڑھے دس سال مصر میں رہ کر جاسوسی کا جال پھیلایا مگر جمال عبدالناصر کی فوجی آمریت بے خبر رہی جیسے پاکستان میں جنرل یحییٰ خان قزل باش اور جنرل پرویز مشرف کی فوجی آمریتیں پاکستان کے لئے تباہی لائیں اسی طرح ناصری آمریت مصر اور فلسطین کے لئے تباہ کن ثابت ہوئی۔ یہودی جاسوس آرام انور نے مصری افواج کی اعلیٰ قیادت کو رقص وسرور اور شراب وکباب میں غلطان کر کے اسرائیلی حملے کے لئے اسٹیج تیار کر لیا تھا۔ 5 اور 6 جون کی درمیانی رات اس نے مصری فضائیہ کے ہیڈ کوارٹر میں رقص وسرور اور ناؤ نوش کا خصوصی اہتمام کر رکھا تھا۔ یہودی اور عیسائی فاحشہ عورتیں باری باری اسٹیج پر آتیں اور اپنے نیم برہنہ جسموں کے زاویے بنا بنا کر فضائیہ کے اعلیٰ افسروں اور ایئر مارشل صدقی محمود سے داد لے رہی تھیں آخری رقص مصر کی مشہور ترین رقاصہ سہیر زکی کا تھا، حاضرین سہیر زکی کے ہوشربا رقص میں کھوئے ہوئے تھے کہ آرام انور کے اشارے پر سٹیج سے اعلان ہوا۔ حضرات اب مگ طیاروں اور میراج طیاروں میں فائٹ ہوگی۔ اور اس کے ساتھ ہی ہال کی بتیاں بجھادی گئیں یاد رہے ان دنوں مصری فضائیہ میں روسی ساختہ مگ طیارے شامل تھے اور اسرائیلی فضائیہ فرانسیسی ساختہ میراج طیارے استعمال کرتی تھی۔ چنانچہ آرام انور کی چھیڑی ہوئی بدکاری کی اس جنگ میں مگ طیارے تو مصری فضائیہ کے اعلیٰ افسر تھے اور میراج کا استعارہ فاحشہ عورتوں کے لئے تھا، حالانکہ اصل جنگ تو اختتام شب کے بعد شروع ہونے والی تھی جس کا اذن آرام انور پہلے ہی تل ابیب کو دے چکا تھا۔ قارئین کرام! یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ مصری فضائی ہیڈ کوارٹر کے ہال میں بتیاں بجھنے کے بعد کیا ہوا۔ بس یہ جان لیں کہ جب سینکڑوں اسرائیلی میراج طیاروں کی ٹکڑیاں صبحدم مصری فضائی اڈوں پر حملہ آور ہوئیں

Marfat.com

تو رتجگے سے مدہوش مصری فضائیہ کے بیشتر جوان اس قابل نہیں تھے کہ وہ اپنے طیارے اڑا کر یہودی حملہ آوروں کے مقابل آتے۔ اگر چند ایک پائلٹ طیاروں تک پہنچ بھی پائے تو وہ انہیں اڑا تے کیونکہ جب رن وے تباہ ہو چکے تھے نتیجہ اس تباہ کن شکست کی صورت میں نکلا جس نے بیت المقدس ہم سے چھین لیا جہاں مسجد اقصیٰ میں رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات انبیائے کرام کی امامت فرمائی تھی اور پھر صخرہ سے جبرئیل علیہ السلام کے ہمراہ آپ معراج آسمانی کو تشریف لے گئے یہی نہیں بعثت کے بعد 15 سال تک رسول اللہ ﷺ اور مسلمان مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانے سے وہی قبلہ چلا آ رہا تھا حتی کہ رجب 2 ہجری میں وحی کے مطابق کعبہ (مکہ) قبلہ قرار پایا، مکہ مکرمہ میں 13 برس تک نبی ﷺ نماز کے لئے اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ کعبہ اور بیت المقدس دونوں سامنے رہتے مگر مدینہ منورہ میں یہ ممکن نہ تھا لہٰذا 16 ماہ تک آپ شمال کو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے تھے آہ! آج وہ مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ یہود کی دست برد سے محفوظ نہیں، ان دنوں اسرائیلی پارلیمنٹ کے ذریعے بیت المقدس کی مساجد میں بہ آواز بلند اذان پر پابندی لگانے کی سعی کی جارہی ہے۔

ابھی آرام انور کی کہانی باقی ہے چھ جون کو جنگ چھڑوا کر وہ مصر سے فرار ہونے کی فکر میں تھا کہ اس کی مشکوک حرکات پر ایک مصری انٹیلی جنس افسر نے اسے گرفتار کر لیا مگر کچھ دیر بعد ایئر مارشل صدقی محمود کا فون آ گیا کہ یہ تو ہمارا دوست ہے اور یوں صدقی محمود کا دوست اسی شام پر اسرار طور پر مصر سے نکل گیا، اور تل ابیب جا کر اس نے اپنی گیارہ سالہ کارکردگی کی جو رپورٹ اسرائیلی حکومت کو دی اس کی ایک کاپی ایک فلسطینی کے ہاتھ لگی جو اگلے سال ترجمہ ہو کر عربی میں تحطمت الطائرات عند الفجر (طیارے صبحدم تباہ ہوگئے) کے نام سے شائع ہوا۔ 1968ء میں روزنامہ کوہستان نے اس کا اردو ترجمہ عالم اسلام ایڈیشن میں چھاپا تھا جس کے مندرجات لوح ذہن پر نقش ہیں اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو بدکردار صدقی محمودوں، یحییٰ خانوں اور پرویز مشرفوں کے شر سے بچائے۔ (آمین ثم آمین)

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

# مسجد قباء کی فضیلت

مسجد قبا کی بنیاد خالص تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول پر ہے۔ مسجد قباء میں دو رکعت نماز ادا کرنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔

عن سهل بن حنيف رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ (من خرج حتى ياتي هذا المسجد مسجد قباء فصلىٰ فيه كان له عدل عمرة)

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص (اپنے گھر سے) نکلے اور اس مسجد یعنی مسجد قباء میں آ کر دو رکعت نماز ادا کرے، تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔ مسجد قباء کی زیارت کرنا مسنون ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله ﷺ كان يزور قباء راكبا وما شيا .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر اور کبھی پیدل چل کر مسجد قباء کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ **الا فليبلغ الشاهد الغائب** کا اعجاز ہے کہ آج کا گیا گزرا مسلمان بھی جب کسی غیر مسلم ملک میں جا کر رہائش پذیر ہوتا ہے تو سب سے پہلے اپنے اردگرد مسجد یا مدرسہ کی جستجو کرتا ہے اگر مسجد یا مدرسہ نہ ہو تو خود اس سعادت کے حصول میں لگ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج صرف اسلامی دنیا میں ہی نہیں غیر مسلم ممالک میں بھی مساجد اور مدارس کی تعداد روز افزوں ہے جہاں صبح وشام قال اللہ و قال الرسول کا مقدس فریضہ سرانجام دیا جارہا ہے۔ بلاشبہ اسلام کی تعلیم وتدریس ہی مدارس کا اولین بنیادی مقصد ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

# وادی سینا کوہِ طور

یہ تقریباً آٹھ نو کلومیٹر کی پہاڑی ہے۔ درمیان میں ایک وادی ہے کوہ طور کے اوپر سبزہ نہیں ہے۔ جیسے کشمیر اور مری کے پہاڑ سرسبز ہوتے ہیں یہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ جبل احد جبل نور اور جبل ثور کی طرح کا ہی ایک پہاڑ ہے اور سرخ گرینائٹ کا بنا ہوا ہے۔ ہارڈ پتھر ہے جو لوگ بیت اللہ گئے ہیں وہاں جو بیت الخلاء کے اندر گرینائٹ استعمال ہوا ہے۔ سرخ یہ اس طرح کا گرینائٹ ہے اس اتنی بڑی وادی میں کہیں کہیں کوئی گھاس نظر آتی ہے۔ یہاں پر ہوٹل بنا ہوا ہے جو فائیو اسٹار ہوٹل کی طرز پر بنا ہوا ہے اور بہت خوبصورت بنایا گیا ہے یہ تو معلومات پر علم ہوا کہ ملکوں کے صدر جو یہاں پہنچتے ہیں تو وہ اس ہوٹل میں رہتے ہیں چنانچہ فرانس کا صدر یہاں رہا، اٹلی کا صدر یہاں رہا اور مصر کا صدر رمضان کے آخری دس دن اس میں گزارتا تھا تو جہاں ملکوں کے صدر ٹھہرتے ہوں تو وہ تو پھر بہت ہی اہم جگہ ہوتی ہے اس ہوٹل میں بہت سکیورٹی ہوتی ہے اور استقبالیہ میں جا کر بات کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ صورت حال کیا ہے؟

اس نے کہا: ہم رات رہنے آئے ہیں یہاں ہماری بکنگ ہے۔

آگے سے جواب ملا آپ کی تو یہاں بکنگ نہیں ہو سکتی۔

اب اللہ کی شان دیکھئے کہ ہوا یہ کہ جس شخص نے اس میں بکنگ کروائی تھی اس کی ساری تعلیم امریکہ کی تھی اور یہ اسی لب و لہجے میں بات کرتا تھا اس نے دبئی سے فون پر بکنگ کروائی تھی اسی ہوٹل میں، اس وقت جو عورت استقبالیہ پر بیٹھی ہوئی بکنگ لے رہی تھی وہ سمجھی کہ کوئی امریکن بول رہا ہے اس نے ان کے کریڈٹ کارڈ سے پےمنٹ (رقم) بھی لے لی بہرحال ہوٹل میں بکنگ لینے والے نے یہ تصور کیا تھا کہ کوئی امریکن آنے والا ہے۔ اور جب ہم وہاں حاضر ہوئے تو وہ ہمیں دیکھ کر حیران ہوئے اب شکلیں دیکھیں تو کہیں جی آپ یہاں نہیں رہ سکتے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

# کوہِ طور جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے ہم کلامی کی

وادی سینا میں وہ پہاڑ جو کوہِ طور یا جبل موسیٰ کہلاتا ہے، اسی پہاڑ کی چوٹی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا اور جب حضرت موسیٰ نے دیدارِ الٰہی کی درخواست کی تو اللہ نے فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ پہاڑ پر انوارِ الٰہی کی تجلی ہوئی تو وہ جل کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے، جب ہوش آیا تو توبہ کی۔ قرآن میں 10 مرتبہ اس مبارک پہاڑ کا تذکرہ آیا ہے اور یہی وہ مبارک پہاڑ ہے جسے قرآن نے البقعۃ المبارکۃ مبارک قطعہ زمین کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔ (پارہ 20، القصص، رکوع 4)؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ جب آپ علیہ السلام طور پر پہنچے تو آپ علیہ السلام کو ایک درخت سے آواز آئی جو اس مبارک قطعہ زمین کی داہنی جانب ہے۔ مراد اس جزیرہ نمائے سینا کوہ طور ہے جس کی ایک اونچی چوٹی پر پہنچ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تھی۔

اس پہاڑ کی اونچائی 7369 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس پہاڑ پر 40 دن تک عبادت کرنا ثابت ہے اور یہی وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کا تحفہ ملا۔ کوہِ طور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت سے سرفراز ہوئے۔ یہی وہ پہاڑ ہے جس کی وادی مقدس طویٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی، یہی وہ پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر انہیں توریت عطا کی گئی اور یہی وہ پہاڑ ہے جو اللہ کی تجلی سے ٹکڑے ٹکڑے ہوا پہاڑ کی حالت خود زبان حال سے اس کی شہادت دیتی ہے زیادہ تر بھورے اور کالے رنگ کا یہ پہاڑ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اس طرح چیتھڑے بکھیر دیئے گئے کہ بے شمار مقامات پر لبوریاں لٹکی رہی ہیں۔

قرآن کریم میں متعدد مواقع پر نبوت اور توریت ملنے اور اللہ کی تجلی سے پہاڑ کے

Marfat.com

ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا ذکر موجود ہے۔ جو لوگ جبل موسیٰ پر چڑھتے ہیں وہ عموماً رات کے دو بجے سے چڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور پانچ بجے تک چوٹی پر پہنچ پاتے ہیں کمزور آدمیوں کو چار گھنٹے بھی لگ سکتے ہیں پہاڑ پر جانے کے لئے رہبر ضرور ساتھ لینا چاہئے۔

کوہ طور پر جانے والوں نے ہمیں اپنی روئیداد سفر سے مکمل طور پر آگاہ فرمایا اور راہنمائی دی۔ کوہ طور کی زیارت کرنے کے بعد وہاں کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے میں نے بھی ایک رہبر سے وعدہ لے لیا تھا کہ دو بجے سے چڑھنا شروع کر دیں گے لیکن کپتان نے جو پہلے بھی اس پہاڑ پر چڑھ چکا تھا کہا کہ وہ بھی ساتھ چلے گا۔ راستہ میں دو غیر آباد چھوٹے چھوٹے کنیسہ بھی ملے اور نصف بلندی سے کچھ کم پر ایک چھوٹے سے میدان میں جہاں سرو کے نہایت خوبصورت درخت کھڑے تھے ایک بدو مع اہل و عیال کے آیا تھا رات کے تین بجے ہم جس بلندی پر پہنچے وہاں سے اس راستے پر چل پڑے جہاں سے اتار شروع ہو جاتا تھا میں نے کہا، اب تو ہم اتر رہے ہیں۔

ایک سپاہی بولا: بس یہی پہاڑ ہے جسے پہاڑ دیکھنا تھا۔

میں نے کہا کہ اگر چوٹی پر نہ پہنچے تو اتنی مشقت اٹھانے کا فائدہ ہی کیا ہے۔

بالآخر یہ طے پایا کہ وہیں آرام کر لیں اور روشنی ہونے پر منزل کا تعین کریں ایک سپاہی نے بستر ساتھ لے لیا تھا جس کے اندر گھس کر سو گیا اور چوں کہ گرمی کا زمانہ تھا اس لئے میں اس کے فعل کو حماقت سمجھ رہا تھا لیکن اس بلندی پر سپاہی کی عقل مندی کا علم ہوا، اتنی سخت سردی تھی جیسے دسمبر کی سردی سرد ہوا کے جھونکے کپکپی پیدا کر رہے تھے۔

ہم تینوں نے وہی بستر بچھایا اس کو اوڑھا اور ایک دوسرے سے لپٹ کر اس طرح سو گئے کہ صرف اوپر کے بدن ڈھکے ہوئے تھے اس سردی کے باوجود تھکان کی وجہ سے نیند میں بے خبری رہی، پانچ بجے جاگے میں نے تیمّم کر کے نماز پڑھی ایک سپاہی نے تو وہیں ہمت ہار دی اور واپس ہوا۔ دوسرا میرے ساتھ چڑھا لیکن تھوڑی دور ہی چڑھے کہ میں نے محسوس کیا کہ نیند کی وجہ سے اس کی ہمت بھی جواب دے رہی ہے میں نے اس سے کہا تم یہیں سو جاؤ میں تنہا چڑھتا ہوں اور واپسی پر تمہیں جگا لوں گا چنانچہ تنہا روانہ ہوا راستے میں کچھ لوگ اترتے ہوئے ملے چڑھنے والا میرے سوا اور کوئی نہ تھا۔

Marfat.com

منزل عشق پر تنہا پہنچے کوئی مسافر ساتھ نہ تھا
تھک تھک کر اس راہ میں آخر اک اک ساتھی چھوٹ گیا

## کوہِ طور پر بنی مسجد کا خوبصورت نظارہ

کوہ طور پر پہاڑ کی چوٹی پر تنہا پہنچا تو وہاں ایک جانب چھوٹی سی مسجد تھی اور دوسری جانب ایک چھوٹا کینسہ اور کینسہ کے بازو میں چٹان تھی جس کے بارے میں نیچے آنے کے بعد کپتان نے بتایا کہ وہی چٹان صخرہ موسیٰ علیہ السلام کہلاتی ہے جس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے میں نے تیمّم کر کے مسجد سے تحیۃ المسجد کے نفل پڑھے اور واپس چل پڑا۔ راستہ سے سپاہی کو جگایا اور نیچے اترنا شروع کر دیا۔

## آگ لینے گئے اور پیغمبری مل گئی

قرآن مجید کی سورۃ قصص میں ارشاد ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام درخت کے پاس پہنچے تو آواز آئی۔

یاموسی انی انا اللہ رب العالمین O (قصص)

اے موسیٰ (علیہ السلام) میں ہوں، میں اللہ پروردگار جہانوں کا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز کیسے سنی؟

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں یوں لکھا ہے کہ درخت سے پکارا گیا، یعنی اس خطے میں جو نور تجلی سے روشن ہو رہا تھا وہ معجزہ لاٹھی پھینک دے، جونہی پھینکی کہ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح بل کھاتی رہی جسے دیکھ کر موسیٰ خوف کھا کر بھاگے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا پلٹ اور خوف نہ کر تو محفوظ ہے۔ تو فرمایا کہ اپنے ہاتھ گریبان میں ڈال چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے اور خوف سے بچنے کے لئے اپنا بازو بھینچ لے۔ یعنی جب کبھی کوئی خطرناک موقع ایسا آئے جس سے تمہارے دل میں خوف پیدا ہو تم اپنا بازو بھینچ لیا کرو اس سے تمہارا دل قوی ہو جائے گا اور رعب و دہشت کی

Marfat.com

کوئی کیفیت تمہارے اندر باقی نہ رہے گی۔

بازو سے مراد غالباً سیدھا بازو ہے کیونکہ مطلقاً ہاتھ بول کر سیدھا ہاتھ ہی مراد لیا جاتا ہے بھینچنے کی دو شکلیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ بازو کو پہلو کے ساتھ لگا کر دبا لیا جائے دوسری یہ کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی بغل میں رکھ کر دبایا جائے اغلب یہ ہے کہ پہلی شکل ہی مراد ہوگی کیونکہ اس صورت میں دوسرا کوئی شخص یہ محسوس نہیں کر سکتا کہ آدمی اپنے دل کا خوف دور کرنے کے لئے کوئی خاص عمل کر رہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تدبیر اس لئے بتائی گئی کہ وہ ایک ظالم حکومت کا مقابلہ کرنے کے لئے کسی لاؤ لشکر اور دنیوی ساز و سامان کے بغیر بھیجے جا رہے تھے۔ بارہا ایسے خوفناک مواقع پیش آنے والے تھے جس میں ایک اولوالعزم نبی تک دہشت سے محفوظ نہ رہ سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کوئی ایسی صورت پیش آئے تم بس یہ عمل کر لیا کرو۔ فرعون اپنی پوری سلطنت کا زور لگا کر بھی تمہارے دل کی طاقت کو متزلزل نہ کر سکے گا۔

امام احمد نے وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یا موسیٰ سنا تو کئی بار لبیک کہا اور عرض کیا کہ میں تیری آواز سنتا ہوں اور آہٹ بھی پاتا ہوں مگر یہ نہیں دکھائی دیتا کہ تو کہاں ہے؟

آواز آئی: میں تیرے اوپر ہوں، تیرے ساتھ ہوں، تیرے سامنے ہوں، تیرے پیچھے ہوں، اور تیری جان سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہوں۔

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر جہت سے اور اپنے ایک ایک بال سے اللہ کا کلام سنتے تھے۔

تفسیر تفہیم القرآن میں ان آیات کی تفسیر کے لئے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے تمام وہ مقامات مقدسہ جہاں انبیاء علیہ السلام نے عملی طور پر جدوجہد کی اور اللہ کریم کے پیغامات بذریعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی پر برموقعہ پہنچا کر مشاہدات و مجاہدات فرمائے ملاحظہ کیلئے اور پھر وحی جو نازل ہوئی اس کی روشنی میں کمال کی تفسیر فرمائی جو نئی و پڑھی لکھی نسل کی راہنمائی فرمائی اس سے مولانا مرحوم کی تفسیر کو آج تک جملہ اور زبان اُردو میں منفرد و مثال و کمال کا مقام حاصل ہوگیا۔ مولانا مرحوم کے مخالفین بھی مجبوراً تفسیر تفہیم

Marfat.com

القرآن سے استفادہ کر رہے ہیں کیونکہ جملہ ہائی کورٹس و سپریم کورٹ میں اس کے حوالہ جات تسلیم کئے جاتے ہیں اس لئے ان آیات کا ترجمہ و تفسیر پیش خدمت ہے۔

یہ اُس وقت کا قصہ ہے جب حضرت موسیٰ چند سال مدین میں جلاوطنی کی زندگی گزارنے کے بعد اپنی بیوی کو (جن سے مدین ہی میں شادی ہوئی تھی) لے کر مصر کی طرف واپس جا رہے تھے، اس سے پہلے کی سرگزشت سورۂ قصص میں بیان ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ کے ہاتھوں ایک مصری ہلاک ہو گیا تھا اور اس پر انہیں اپنی گرفتاری کا اندیشہ لاحق ہو گیا تھا۔ تو وہ مصر سے بھاگ کر مدین میں پناہ گزیں ہوئے تھے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ رات کا وقت اور جاڑے کا زمانہ تھا۔ حضرت موسیٰ جزیرہ نمائے سینا کے جنوبی علاقے سے گزر رہے تھے۔ دور سے ایک آگ دیکھ کر انہوں نے خیال کیا یا تو وہاں سے تھوڑی سی آگ مل جائے گی تا کہ بال بچوں کو رات بھر گرم رکھنے کا بندوبست ہو جائے یا کم از کم وہاں سے یہ پتہ چل جائے گا کہ آگے راستہ کدھر ہے۔ خیال کیا تھا نیا راستہ ملنے کا، اور وہاں مل گیا عقبیٰ کا راستہ۔

غالباً اسی واقعہ کی وجہ سے یہودیوں میں یہ شرعی مسئلہ بن گیا کہ جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے اس غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے فرمایا:

**خالفوا الیہود فانھم لا یصلون فی نعالھم و لا خفافھم ،**

یہودیوں کے خلاف عمل کرو۔ کیونکہ وہ جوتے اور چمڑے کے موزے پہن کر نماز نہیں پڑھتے (ابوداؤد) اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ضرور جوتے ہی پہن کر نماز پڑھنی چاہیے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ اس لئے دونوں طرح عمل کرو۔ ابوداؤد میں عمروؓ بن عاص کی روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دونوں طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (مسند احمد اور ابوداؤد)

ابوسعید خذریؓ کی روایت ہے کہ حضور نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو جوتے کو پلٹ کر دیکھ لے۔ اگر کوئی گندگی لگی ہو تو زمین سے رگڑ کر صاف کر لے اور انہی جوتوں کو پہنے ہوئے نماز پڑھ لے۔

ابوہریرہؓ کی روایت میں حضور اکرم ﷺ کے یہ الفاظ ہیں اگر تم میں سے کسی نے

Marfat.com

اپنے جوتے سے گندگی کو پامال کیا۔ ہو تو مٹی کو اس کو پاک کر دینے کے لئے کافی ہے۔ اور حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں ہے۔ یطھرہ مابعد (یعنی) ایک جگہ گندگی لگی ہوگی تو دوسری جگہ جاتے جاتے خود زمین ہی اس کو پاک کر دے گی۔ ان کثیر التعداد روایات کی بناء پر امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام اوزاعیؒ اور اسحاق بن راھویہؒ وغیرہ فقہا اس بات کے قائل ہیں کہ جوتا ہر حال میں زمین کی مٹی سے پاک ہو جاتا ہے۔ ایک قول امام احمد اور امام شافعیؒ کا بھی اس کی تائید میں ہے۔ امام شافعیؒ کا مشہور قول اس کے خلاف ہے غالباً جو جوتا پہن کر نماز پڑھنے کو ادب کے خلاف سمجھ کر منع کرتے ہیں اگرچہ سمجھا یہی گیا ہے کہ ان کے نزدیک جوتا مٹی پر رگڑنے سے پاک نہیں ہوگا۔ (اس سلسلے میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسجد نبوی میں چٹائی تک کا فرش نہ تھا، بلکہ کنکریاں بچھی ہوئی تھیں لہٰذا ان احادیث سے استدلال کر کے اگر کوئی شخص آج کی مسجدوں کے فرش پر جوتے لے جانا چاہے تو یہ صحیح نہ ہوگا۔ البتہ گھاس پر یا کھلے میدان میں جوتے پہنے پہنے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ رہے وہ لوگ جو میدان میں نماز جنازہ پڑھتے وقت بھی جوتے اتارنے پر اصرار کرتے ہیں وہ دراصل احکام سے ناواقف ہیں۔

عام خیال یہ ہے کہ طویٰ اس وادی کا نام تھا مگر بعض مفسرین نے وادی مقدس طویٰ کا یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ وہ وادی جو ایک ساعت کے لئے مقدس کر دی ہے۔ یہاں نماز کی اصلی غرض پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہ آدمی خدا سے غافل نہ ہو جائے دنیا کے دھوکا دینے والے بظاہر اُس کو اس حقیقت سے بے فکر نہ کر دیں کہ میں کس کا بندہ ہوں، آزاد و خود مختار نہیں ہوں، اس فکر کو تازہ رکھنے اور خدا سے آدمی کا تعلق جوڑے رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے جو ہر روز کئی بار آدمی کو دنیا کے ہنگاموں سے ہٹا کر خدا کی طرف لے جاتی ہے۔

بعض لوگوں نے اس کا یہ مطلب بھی لیا ہے کہ نماز قائم کرتا کہ میں تجھے یاد کروں جیسا کہ دوسری جگہ پر فرمایا،

فاذکرونی اذکرکم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

ضمناً اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ جس شخص کو بھول لاحق ہو جائے اسے جب بھی یاد آئے نماز ادا کر لینی چاہیے حدیث میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

Marfat.com

من نسی صلاۃ فلیصلھا اذا ذکرھا لا کفارۃ لھا الا ذلک (بخاری و مسلم، احمد)

جو شخص کسی وقت کی نماز بھول گیا ہو اسے چاہیے کہ جب یاد آئے ادا کرلے۔ اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔

اسی معنیٰ میں ایک روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے جسے مسلم، ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے لیا ہے۔ اور ابوقتادہ کی روایت ہے کہ حضور سے پوچھا گیا اگر ہم نماز کے وقت سو گئے ہوں تو کیا کریں؟ آپ نے فرمایا نیند میں کچھ قصور نہیں، قصور تو جاگنے کی حالت میں ہے پس جب تم میں سے کوئی شخص بھول جائے یا سو جائے تو جب بیدار ہو یا جب یاد آئے نماز پڑھ لے۔ (ترمذی، نسائی، ابوداؤد)

توحید کے بعد دوسری حقیقت جو ہر زمانے میں تمام انبیاء علیہم السلام پر منکشف کی گئی اور جس کی تعلیم دینے پر وہ مامور کیے گئے، آخرت ہے۔ یہاں نہ صرف اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے بلکہ اس کے مقصد پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے یہ ساعت منتظرہ اس لئے آئے گی کہ ہر شخص نے دنیا میں جو سعی کی ہے۔ اس کا بدلہ آخرت میں پائے۔ اور اس کے وقت کو مخفی بھی اس لئے رکھا گیا ہے کہ آزمائش کا مدعا پورا ہو سکے۔ جسے عاقبت کی کچھ فکر نہ ہو۔ اس کو ہر وقت اس گھڑی کا کھٹکا لگا رہے اور یہ کھٹکا اسے بے راہ روی سے بچاتا رہے، اور جو دنیا میں گم رہنا چاہتا ہو وہ اس خیال میں مگن رہے کہ قیامت ابھی کہیں دور دور بھی آتی نظر نہیں آتی۔

یہ سوال طلب علم کے لئے نہ تھا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو بھی معلوم تھا کہ موسیٰ کے ہاتھ میں لاٹھی ہے۔ پوچھنے سے مقصود یہ تھا کہ لاٹھی کا لاٹھی ہونا حضرت موسیٰ کے ذہن میں اچھی طرح متحضر ہو جائے اور پھر وہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ دیکھیں۔

اگرچہ جواب میں صرف اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ حضور، یہ لاٹھی ہے، مگر حضرت موسیٰ نے اس سوال کا جو لمبا جواب دیا وہ ان کی اُس وقت کی قلبی کیفیت کا ایک دلچسپ نقشہ پیش کرتا ہے۔ قاعدے کی بات ہے کہ جب آدمی کو کسی بہت بڑی شخصیت سے بات کرنے کا موقع مل جاتا ہے تو وہ اپنی بات کو طول دینے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ اسے زیادہ سے

Marfat.com

زیادہ دیر تک اس کے ساتھ ہم کلامی کا شرف حاصل رہے۔

یعنی روشن ایسا ہوگا جیسے سورج ہوا، مگر تمہیں اس سے کوئی تکلیف نہ ہوگی بائیبل میں ید بیضاء کی ایک اور ہی تعبیر کی گئی ہے جو وہاں سے نکل کر ہمارے ہاں کی تفسیروں میں بھی رواج پا گئی، وہ یہ کہ حضرت موسیٰ نے جب بغل میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالا تو پورا ہاتھ برص کے مریض کی طرح سفید تھا پھر جب دوبارہ اُسے بغل میں رکھا تو اصلی حالت پر آ گیا، یہی تعبیر اس معجزے کی تلمود میں بھی بیان کی گئی ہے اور اس کی حکمت یہ بتائی گئی ہے کہ فرعون کو برص کی بیماری تھی جسے وہ چھپائے ہوئے تھا اس لئے اس کے سامنے یہ معجزہ پیش کیا گیا کہ دیکھ یوں آنا فانا برص کا مرض پیدا بھی ہوتا ہے اور کافور بھی ہو جاتا ہے۔لیکن اول تو ذوق سلیم اس سے ابا کرتا ہے کہ کسی نبی کو برص کا معجزہ دے کر ایک بادشاہ کے دربار میں بھیجا جائے دوسرے اگر فرعون کو مخفی طور پر برص کی بیماری تھی تو ید بیضاء صرف اُس کی ذات کے لئے معجزہ ہوسکتا تھا اس کے درباریوں پر اس معجزے کا کیا رُعب طاری ہوتا۔

لہٰذا صحیح بات وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کی کہ اس ہاتھ میں سورج کی سی چمک پیدا ہو جاتی تھی جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جاتیں۔قدیم مفسرین میں سے بھی بہتوں نے اس کے یہی معنی لئے ہیں۔

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو باتیں کی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ میں نے تم کو اپنے پیغامات اور بات چیت اور اپنا مقرب بنانے کے ذریعے سے لوگوں پر بزرگی عنایت فرمائی ہے۔

ایک دن وہ تھا کہ تم بکریاں چرا رہے تھے پس ان میں سے ایک بکری بھاگ نکلی اور تم اس کے پیچھے دوڑ پڑے یہاں تک کہ تم نے اس کو پکڑ لیا حالانکہ تم بھی تھک گئے تھے اور بکری بھی تھک گئی تھی پس تم نے اپنی گود میں لیا اور کہا پیاری تو نے اپنے آپ کو بھی تھکایا اور مجھے بھی اس حلم و شفقت کا یہ صلہ ملا کہ سرکش بندوں کو خداوندے کے آستانے پر لانے کے لئے شاہی سفیر قرار پائے۔

مسند احمد وغیرہ میں وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس آگ کی طرف چلے اور اس کے قریب پہنچے تو ایک عجیب حیرت انگیز منظر دیکھا کہ ایک بڑی

Marfat.com

آ گ ہے جو ایک ہرے بھرے درخت کے اوپر شعلے مار رہی ہے مگر حیرت یہ ہے کہ اس درخت کی کوئی شاخ یا پتا جلتا نہیں بلکہ آ گ نے درخت کے حسن اور تر و تازگی اور رونق میں اور زیادتی کر دی ہے یہ حیرت انگیز منظر کچھ دیر تک اس انتظار میں دیکھتے رہے کہ شاید کوئی چنگاری آ گ کی زمین پر گرے تو یہ اٹھالیں جب دیر تک ایسا نہ ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھاس وغیرہ کے کچھ تنکے جمع کر کے اس آ گ کے قریب کیا کہ ان میں آ گ لگ جائے گی تو ان کا کام ہو جائے گا مگر جب یہ گھانس پھونس آ گ کے قریب کیے تو آ گ پیچھے ہٹ گئی اور بعض روایات میں ہے کہ آ گ ان کی طرف بڑھی یہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے بہر حال آ گ حاصل کرنے کا مطلب پورا نہ ہوا یہ عجیب وغریب آ گ سے حیرت کے عالم میں تھے کہ ایک غیبی آواز آئی یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہاڑ کے دامن میں پیش آیا جو ان کی داہنی جانب تھا اور جس کا نام طویٰ تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ درخت کی کوئی شاخ جل کر نیچے گرے تو اٹھا کر لے جاؤں۔آپ علیہ السلام اس نیت سے اس درخت کے قریب جاتے تو وہ دور ہوتا جاتا اور جب گھبرا کر پیچھے ہٹنا چاہتے تو آ گ پیچھا کرتی اسی حیرت و دہشت کے عالم میں آواز آئی:

کسی نے سچ کہا ہے۔

خدا کے دین کا موسیٰ (علیہ السلام) سے احوال پوچھیے۔

آ گ لینے کو جائیں پیغمبری مل جائے۔

گویا آپ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نبی بنا دیے گئے۔

# کوہِ طور پر بنی مسجد کی زیارت

ایک صحابی عمرو بن العاصؓ یہاں آئے تھے (جنہوں نے مصر فتح کیا تھا) انہوں نے اس چرچ کے ساتھ ہی اندر ایک مسجد بنائی تھی وہ مسجد ابھی تک ہے لیکن اُن پادریوں نے حکومت سے اس کا چارج خود لے رکھا ہے اس کو انہوں نے بند کر دیا ہے اور کوئی بندہ وہاں

Marfat.com

نہیں جا سکتا، مسجد تو اپنی جگہ ہے لیکن مقفل ہے اس کے اندر جانا اور نماز پڑھنا منع ہے اس کا دروازہ بند رکھتے ہیں جب مشاہدہ کرنے والے نے ہمیں یہ بتایا ہمارا دل کرنے لگا کہ ہم اس مسجد کے اندر جائیں جس کو ایک صحابی نے بنایا ہے۔

نہ جانے ہمارے کتنے اکابر یہاں آئے ہوں گے تو کہنے لگا کہ آپ خوش قسمت ہیں کہ اس مسجد کے قریب کچھ مرمت اور تعمیر کا کام ہو رہا ہے اور مزدور آ جا رہے ہیں سیمنٹ اور اینٹ لینے کے لئے اور وہ جو سامنے آپ کو لوہے کا دروازہ نظر آ رہا ہے اس کا تالا آج کھلا ہوا ہے تو مزدور جاتے ہیں اور دروازہ ملا دیتے ہیں آتے ہیں کھول کر پھر ملا دیتے ہیں لہٰذا آپ لوگ جایئے اور اگر کوئی پوچھے کہ آپ لوگ یہاں کیوں آئے تو کہنا دروازہ کھلا دیکھ کر ہم گھومتے ہوئے اندر آ گئے ہیں۔

سبحان اللہ! جو وہاں کا محافظ ہے وہی ہمیں راہ بھی بتا رہا ہے اور وہیں کھڑا رہا ہم نے آرام سے دروازہ کھولا ہم تینوں اندر گئے۔

تین ہم تھے چوتھا گائیڈ بھی بڑا خوش تھا کہ آج مجھے بھی اندر جانے کا موقع مل گیا خیر مسجد ہم نے دیکھی مسجد اتنی بڑی نہیں تھی دروازہ اس کا مقفل تھا لیکن شیشوں سے سب اندر کا حصہ نظر آتا تھا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بھئی چاشت کا وقت ہو گیا ہے وضو بھی ہے جی چاہ رہا ہے کہ دو رکعت نماز پڑھی جائے۔

وہ گائیڈ کہنے لگا کہ ان کے منک (پادری) پھر رہے ہوتے ہیں اگر کسی نے دیکھ لیا کہ ہم اندر بھی گئے ہیں نماز بھی پڑھ رہے ہیں تو یہ خطرناک چیز ہے میں نے کہا کہ ہم تو پڑھیں گے۔

اس نے کہا: لیکن کیسے؟ میں نے کہا کہ اس کا طریقہ میں بتاتا ہوں آپ تینوں منہ دوسری طرف کر لو اور آپس میں باتیں شروع کر دو اور آپ کی پشت کی آڑ میں میں کھڑا ہو کر دو رکعت پڑھ لیتا ہوں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اللہ کی شان کہ نے ایک رکعت ہی پڑھی تھی کہ اوپر سے ایک منک آ گیا لگتا یہ ہے کہ وہ ویڈیو کے ذریعے نگرانی کر رہے تھے انہوں نے ہمیں مسجد کے دروازے پر دیکھ لیا وہ آیا اور مجھے دیکھتا رہا جیسے کوئی سیریس موڈ میں ہوتا ہے ہمارے ساتھی تو گھبرا گئے کہ یہ اب یہ ہمیں پکڑے گا اور کہے گا، گیٹ آؤٹ اور ابھی تو ہم

Marfat.com

نے اور بھی زیارتیں کرنی تھیں۔

خیر! ہم نے دعائیں مانگیں اور باہر نکل آئے باہر ہم نے دیکھا کہ وہ جو مشاہدہ کرنے والا تھا وہ ابھی اسی جگہ پر کھڑا تھا، ہم نے اسے بتایا کہ ہم دیکھ بھی آئے اور نماز بھی پڑھ آئے وہ مسکرا پڑا، اللہ کی شان دیکھئے کہ اللہ دلوں میں محبت ڈالنے والا ہے وہ مجھے کہنے لگا کہ کیا آپ برننگ بش کی پتیاں لینا پسند کریں گے

میں نے کہا کہ کیوں نہیں......؟

کہنے لگا کہ آپ کو معلوم نہیں اس پر پابندی ہے پھر کہنے لگا میں آپ کو دوں گا لیکن پہلے اسی جگہ جہاں پہلے بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے واپس اسی طرح سے جا کر بیٹھ جائیں پھر میں آپ کو دوں گا۔ ایک بات ہمیں پہلے معلوم نہ ہو سکی بعد میں پتا چلا اصل میں ہوا یہ کہ ہم تو چلے گئے برننگ بش کے پاس جا کر بیٹھ گئے، اور مراقبہ شروع کر دیا، جب ہم مراقبہ کر رہے تھے تو جو زائرین کی قوم پھر رہی تھی وہ برننگ بش کی دو تین تصویریں لے کر باقی ہماری تصویریں اتار رہی تھی چنانچہ ہمارے گرد بھیڑ کو کیمرے کے ذریعے اس مشاہدہ کرنے والے نے دیکھا کہ یہ ساری قوم کس چیز کے پیچھے کھڑی ہوئی ہے کہ برننگ بش ادھر ہے ان کے کیمرے ادھر چل رہے ہیں تو وہ یہ منظر کیمرے کے ذریعے دیکھ رہا تھا ہمیں پتا نہیں تھا ہم تو مراقبہ میں بیٹھے تھے، مراقبہ ختم کرنے پر محسوس ہوا کہ ادھر ہمارے پاس کوئی بندی کھڑی تھی اور اس کا خاوند اس کے فوٹو لے رہا تھا دوسری طرف دیکھا کہ ادھر دوسرا بندہ کھڑا ہے اور اس کی بیوی اس کا فوٹو لے رہی تھی اس کی تو ایسی ہی زندگی ہوتی ہے۔

ہم نے اس مشاہدہ کرنے والے سے پوچھا کہ بھئی: آپ نے کیوں بیٹھنے کے لئے کہا، تو اس نے بتایا کہ اس درخت کے پاس تقریباً پانچ سو بندے ہر وقت ہوتے ہیں اور اگر کوئی بندہ اس کے پتے توڑتا ہے تو اس کو سزا ہوتی ہے لہذا میں کسی کے سامنے کیسے توڑ سکتا تھا جب لوگ آپ لوگوں کے فوٹو بنانے میں مصروف ہو گئے تو درخت کی سائیڈ خالی تھی اس دوران میں نے چند پتے توڑ لئے خیر اس نے اس کے پانچ چھ پتے ہمیں پکڑا دیئے۔

اسی برننگ بش کے پاس بیٹھ کر پھر ہم نے دعا مانگی میں نے اپنے ساتھیوں سے یہی کہا کہ اس جگہ ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ سے یہی کہنا چاہیے کہ اے اللہ اس جگہ ایک جھاڑی

Marfat.com

تھی اس پر آپ کی تجلیات پڑ گئی تھیں ہم میلے دلوں کو لے کر آئے ہیں اس پر اپنی تجلیات ڈال دیجیے، بہر حال! وہ بہت پر نور جگہ تھی اور پر سکون بھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

# حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں مسجد اقصیٰ کی تعمیر

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ انسانوں وجنوں کی مدد سے تعمیر فرمائی، اسرائیلی روایات کے مطابق شہر بیت المقدس کی تعمیر میں 7 سال لگے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ دسویں صدی قبل مسیح ہے۔ گویا کہ آج کے حساب سے مسجد اقصیٰ کی دوسری تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں 3000 سال پہلے ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) میں عبادت کے لئے لکڑی کا قبہ تعمیر ہوا۔ اس میں تابوت سکینہ جس میں صحائف وعصا وغیرہ رکھے رہتے تھے اس کی طرف رخ کر کے یہودی نماز پڑھا کرتے تھے جب یہودی بیت المقدس پر قابض ہوئے تو قبہ صابیوں کے مندر پر جہاں پوجا اور تیل چڑھایا جاتا تھا نصب کر دیا گیا ،حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے 988 ق م میں مسجد اقصیٰ تعمیر کی اور مسجد کو سونے اور چاندی کے ستونوں سے آراستہ کیا۔

بنی اسرائیل یعنی آل یعقوب جو کہ اللہ کریم کی لاڈلی قوم کیونکہ تقریباً پچاس ہزار نبی اللہ کریم نے آل یعقوب سے ہی مبعوث فرمادیئے انعامات من وسلویٰ کی بارش فرما کر کمال نوازا لیکن آل اسحاق نے آخری نبی صلعم جو کہ آل اسماعیل ہونے کی وجہ سے تعصب کی انتہا کر دی اور اس وجہ سے آپ کی مخالفت کی جبکہ اللہ کریم نے قرآن مجید میں کہا تجھ کو (آپ) کو ایسے پہنچاتے ہیں جیسا کہ ہر والد اپنی اولاد کو پہچان لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

# مسجد بیت المقدس کی تعمیر
# اور حضرت داؤد علیہ السلام کی وصیت

تفسیر "کشاف" میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تھی ابھی وہ مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ آپ علیہ السلام کا وصال ہوگیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ مسجد کی تکمیل اور اس کی تزئین و آرائش میں کمال اہتمام کرنا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے وصیت کے مطابق سات ہزار جن وانسان کاریگر لگا کر سات سال کے عرصہ میں مسجد کی عمارت کی تکمیل کی اور چھت کے اوپر ایک نہایت ہی بلند گنبد تعمیر کرا کر سرخ گندھک کا ایسا پلستر چڑھوا دیا جس کی شعاعیں 12,12 کوس تک نظر کو خیرہ کرتی تھیں اور زائرین کیلئے راہنمائی و عظمت کا نشان تھا۔

# مسجد اقصیٰ کے احاطہ حرم میں مقامات مقدسہ

مسجد اقصیٰ کے احاطہ حرم کے جنوب مشرق میں قدیم آثار پر ایک چھوٹی سی زمین دوز مسجد ہے جو "مہد مسیح" کے نام سے مشہور ہے بعض نے اس کا نام "محراب مریم وزکریا" ذکر کیا ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں فرشتے حضرت مریم علیہ السلام کے واسطے گرمیوں میں سردی اور سردی میں گرمیوں کے پھل لاتے تھے۔ باب حطہ میں داخل ہوکر دائیں طرف شمالی دروازہ "شرف الانبیاء" پر نگاہ پڑتی ہے باب حطہ اور اس دروازے کے درمیان ایک قبلہ رو محراب بنی ہوئی ہے۔ اسے سیدنا سلیمان علیہ السلام کا "مصلی" کہا جاتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام یہیں بیٹھ کر فیصلے فرمایا کرتے تھے، حرم شریف میں مسجد صخرہ (الاقصیٰ) کی جانب تین سو قدم کے فاصلے پر حضرت سلیمان کی قبر مبارک ہے۔ اس کے متصل ہی "حبس سلیمان (جیل خانہ) ہے جہاں شریر جنات کو قید رکھا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دیوار براق ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں شب معراج براق باندھا گیا۔ مسجد صخرہ کے بالمقابل جانب مغرب

Marfat.com

میں ضیغم اسلام مولانا محمد علی جوہر کا مزار ہے کتبہ پر عربی عبارت لکھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کے جان و مال کے صدقے جنت دے گا یہ مجاہد اعظم مولانا محمد علی جوہر کی قبر ہے۔ مولانا محمد علی جوہر جو بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن تشریف لے گئے تھے وہاں اپنے خطاب میں کہا تھا کہ بھارت جو برطانیہ کا غلام ہے اس میں مجھے موت مطلوب نہیں اللہ کریم مجھے غلام ملک کی بجائے کسی آزاد ملک میں موت دے۔ روایات ہیں کہ ان کی موت ہوئی اور ان کو بیت المقدس میں دفنایا گیا جس کا ثبوت ہمیں وہاں ان کی قبر سے ملا جوہر گو زبان انگریزی میں کمال کا عبور حاصل تھا۔ صرف چند ایک انگریزان کے مقابلے میں انگریزی بول سکتے تھے۔ انہوں نے پندرہ شعبان کو لندن میں وفات پائی اور پانچ رمضان المبارک 1349ھ کو قدس میں دفن کیے گئے۔ اسکے علاوہ دیگر اہم آثار میں غار قارون، تخت سلیمان، کینسہ وصعود (جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام رات کو عبادت کرتے تھے) دیوار گریہ وغیرہ شامل ہیں۔

# مقامات زیارت

جناب شیخ الاسلام اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ بہت وسیع اور عالی شان عمارت ہے جس کی چھت بے مثال ہے جنوب کی جانب قبلہ ہے محراب کے متصل بارہ سیڑھیوں کا منبر ہے۔ یہ عمارت عبدالمالک ؒ ابن مروان اور اس کے بیٹے ولید ؒ بن عبدالملک نے بنوائی ہے۔ اصلی مسجد اقصیٰ اس کے نیچے ہے جو اب زیر زمین معلوم ہوتی ہے۔ ہم نے یہاں محراب وغیرہ میں نوافل پڑھے۔ منبر پر چڑھ کر دیکھا جائے تو وسیع مسجد ہے۔

## کچھ قبۃ الصخریٰ کے بارے میں

حدود حرم قدس کے اندر مسجد اقصیٰ کی جانب ایک قدرتی چٹان قبۃ الصخریٰ (چٹان والا گنبد ہے) صخریٰ عربی زبان کا لفظ ہے بمعنی چٹان یہ چٹان زمین سے دو گز (یا ڈیڑھ میٹر) اونچی ہے تاریخ کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں اس چٹان کے گرد دیواریں کھڑی کر کے ایک عمارت بنا دی گئی تھی جسے تاریخ میں ہیکل سلیمانی کے نام

Marfat.com

سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ چٹان طول میں اٹھارہ میٹر اور عرض میں تیرہ میٹر ہے (یعنی 56 فٹ لمبی اور 42 فٹ چوڑی ہے)۔

## قبة الصخرة

جہاں ایک قول کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا گیا

اموی خلیفہ عبدالملک 685 تا 691ھ نے قبۃ الصخرہ کی تعمیر مکمل کی اور مامون الرشید اور معتصم کے زمانے میں اس کی تجدید ہوئی، مشہور مسلمان جغرافیہ نگار مقدسی یروشلم میں 735ء میں پیدا ہوا تھا وہ قبۃ الصخرہ کے بارے میں لکھتا ہے۔

یہ ایک ہشت پہلو عمارت ہے اس کے چار دروازے ہیں جن تک سیڑھیوں کے ذریعے پہنچا جاتا ہے اندرونی حصہ تین ہم مرکز دالانوں میں منقسم ہے جن کے ستون سنگ مر مر کے ہیں اس کے وسط میں صخرہ ہے اور اس کے نیچے غار ہے جس میں 70 آدمی سما سکتے ہیں صخرہ کے گرد ستونوں کا حلقہ اسے باقی حصوں سے جدا کرتا ہے گنبد کی چھت تک بلندی 100 باغ (سوا سو گز) ہے گنبد لکڑی کے تین چوکھٹوں کا بنا ہوا ہے نیچے والے حصہ پر سنہری تانبا چڑھا ہوا ہے اور دوسرا لوہے کی سلاخوں کا ہے اور تیسرا لکڑی کا جس پر دھات کے پترے چڑھے ہوئے ہیں صلیبیوں نے اپنے دور میں گنبد کی چوٹی پر سونے کی صلیب لگا دی اور صخرہ کو سنگ مرمر کی سلوں سے ڈھانپ دیا اور اس کے اوپر ایک قربان گاہ تعمیر کی گئی بعد میں صلاح الدین ایوبیؒ نے صلیب اتار کر وہاں ہلال نصب کیا اور صخرہ کے گرد کی دیوار مع قربان گاہ ہٹادی نیز گنبد پر دوبارہ سنہری رنگ پھروا دیا۔

## جامع مسجد اموی کا تعارف (دمشق شام)

دنیا بھر میں اس وقت مثالی اور عظیم الشان جامع مسجد اور پوری دنیا میں نمبرون تھی جس کی شان وشوکت اور آب وتاب و چمک دمک آج بھی قائم ہے بنو امیہ نے دین اسلام کے ساتھ اپنے لگاؤ اور عظمت اسلام کا ڈنکہ بجایا اور کمال کی حکومت کی جو اپنی مثال آپ ہے مشاہدہ کرنے والے نے جامع مسجد دمشق میں (کھڑکی کے) شیشے پر سونے سے پوری سورۃ التکاثر لکھی ہوئی دیکھی اور اس کی دوسری آیات کے الفاظ حتی زرتم المقابر کے حرف ق کے

Marfat.com

اندر ایک یاقوت جڑا ہوا تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جواہر ولید بن عبدالملک کی ایک بیٹی کی ملکیت تھا جو انتقال کر گئیں اور اس کی ماں نے حکم دیا کہ یہ جواہر بھی اسی کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے، مگر خلیفہ کے فرمان سے یہ سورۂ مذکورہ کے حرف ق میں یہاں جڑ دیا گیا۔

قدیم زمانے کا ایک مصنف لکھتا ہے کہ ابتداء میں مسجد میں سنگ مرمر کے ستونوں کی دو قطاریں تھیں ایک نیچے کے رخ، جس کے ستون بڑے تھے اور ایک اوپر کو جس کے ستون چھوٹے تھے۔ اور ان کے درمیان کی جگہ میں سنہری، سبز اور زرد مینار کاری تھی جس میں ہر شہر اور ہر درخت کی تصویر بنا دی گئی تھی، مسجد کے قبلے کی سمت کے پہلو پر دو گنبد ہیں جسے قبۃ الصخرہ کہتے ہیں اور دمشق بھر میں اس سے زیادہ خوبصورت اور بلند عمارت دوسری نہیں ہے۔ ہم نے اس مسجد کی جو کیفیت اور شان و خوبی بیان کی، یہ 461ھ (1069ء) تک کی کیفیت ہے کہ اسی سال وہاں آتش زدگی ہوئی جس سے اس کی خوبصورتی کے بہت سے اسباب و لوازمات غارت ہو گئے۔

شروع زمانے ہی میں جب عمر بن عبدالعزیزؒ 717ء میں خلیفہ ہوئے، تو انہوں نے کہا کہ مسجد دمشق میں اس قدر مال اور قیمتی ساز و سامان کا ہونا میرے نزدیک غیر ضروری ہے اور مناسب ہوگا کہ اس کو دوسرے کاموں میں خرچ کیا جائے فی الواقع جو کچھ بچ سکے یا واپس ہاتھ آ جائے وہ بیت المال کا حق ہے اب میں یہ سنگ مرمر اور مینا کاری اتروائے دیتا ہوں، اور طلائی زنجیروں کے بجائے رسیاں لٹکوا دی جائیں گی۔

یہ سن کر اہل دمشق بہت پریشان ہوئے اور اتفاق سے اسی زمانے میں شاہ یونان کے دس سفیر دمشق آئے جنہوں نے مسجد میں آنے اور اس کے دیکھنے کی اجازت مانگی، انہیں اجازت دی گئی کہ باب البرید سے داخل ہوں اور ایک ملازم جوان کی زبان جانتا تھا، ساتھ کر دیا گیا کہ جو کچھ ان کی باتیں سنے، اس کی اطلاع عمر بن عبدالعزیزؒ کو دے اور خود ان سفیروں کو یہ خبر ہونے نہ پائے، غرض سفراء صحن سے گزر کر قبلے کے پہلو کے سامنے تک پہنچے اور انہوں نے مسجد کو دیکھنے کیلئے نظر اٹھائی تب ان کے سردار نے گردن جھکالی اور اس کا رنگ زرد ہو گیا، پھر جب ساتھیوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ

Marfat.com

دراصل میں رومیہ (بانی زنطہ) والوں کے جلسوں میں یہ کہتا رہا ہوں کہ عرب اور ان کا تسلط چندروزہ ہے اور زیادہ رہنے والا نہیں ہے لیکن جو کچھ انہوں نے بنایا ہے اب اسے میں دیکھتا ہوں تو یقین ہوتا ہے کہ ان کی سلطنت عرصہ دراز تک رہے گی۔

یہ خبر جب عمر بن عبدالعزیزؒ کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا:

میں دیکھتا ہوں کہ یہ تمہاری مسجد تو کفار کے غیظ وحسد کا موجب ہے۔ اور جو کچھ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ارادہ کیا تھا اس سے باز رہے اس واقعہ سے قبل بھی عمر بن عبدالعزیزؒ نے محراب قبلہ میں نہایت بیش قیمت نگ جڑوائے تھے اور بعد میں انہوں نے یہاں سونے اور چاندی کے فانوس آویزاں کروادیئے۔

مسجد اموی جو کہ خلیفہ ولید بن عبدالملکؒ نے بنائی، اس میں ایک مینار ہے جس پر حضرت عیسیٰؑ اترنے والے ہیں کب اترنے والے ہیں یہ اللہ بہتر جانتا ہے اس مسجد کی بنیادیں بھرنے کے لئے جب کھدائی کی گئی تو اس میں سے ایک صندوق نکلا صندوق کو جب کھولا گیا تو اس میں ایک سر رکھا ہوا تھا نوجوان، کالی، داڑھی، چمکتا چہرہ اور گردن سے خون ٹپک رہا تھا اور اوپر لکھا ہوا تھا یحییٰؑ بن زکریاؑ دمشق کی مشہور زمانہ جامع مسجد جو اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے کثیر رقم خرچ کر کے تعمیر کروائی، روایت ہے کہ اس نے اس مسجد کی تعمیر پر لاکھوں دینار خرچ کئے یہ تاریخی مسجد عجائبات زمانہ میں شمار ہوتی ہے اور اسے دنیا بھر میں پھیلی ہوئی اسلامی یادگاروں میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ ولید بن عبدالملک کو تعمیرات کا بہت شوق تھا اس نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے علاوہ مسجد اقصیٰ کے صحن میں موجود قدرتی چٹان پر سنہری گنبد والی عمارت بھی تعمیر کروائی۔

## مسجد اموی کا آنکھوں دیکھا حال

مشاہدہ کرنے والے کہا کہ جب ہم صلاح الدین ایوبیؒ کے مزار سے نکلے تو سامنے ایک عظیم اور عالی شان مسجد میں داخل ہوئے جو اموی حکمرانوں کی جیتی جاگتی نشانی ہے مدینہ منورہ و کوفہ کے بعد دمشق اسلامی ریاست کا دارالخلافہ بنا۔ اسلامی دارالخلافہ کے شایان شان ایک کشادہ اور خوبصورت مسجد کی ضرورت تھی یہ مسجد اسی ضرورت کے پیش نظر

Marfat.com

تعمیر کی گئی تھی جو آج بھی دنیا کی بڑی اور خوبصورت و عظیم الشان مسجدوں میں شمار ہوتی ہے۔

مسجد میں داخل ہونے کے لئے تین بڑے دروازے ہیں جو باب برید، باب امراء اور باب جبرون ہیں ہم باب برید سے مسجد میں داخل ہوئے تو سامنے وسیع و عریض کورٹ یارڈ دیکھا۔ میں نے در و دیوار کا جائزہ لیا تو یوں محسوس ہوا جیسے میں کسی قلعہ میں داخل ہو گیا ہوں۔ یہ سچ ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں مسجدیں حکومتی مراکز ہوا کرتی تھیں صحن میں ایک گنبد نما چیز ہے جس پر بیت المال لکھا ہوا ہے اس کو سلطان افضل بن صلاح نے اس لئے بنوایا تھا تاکہ شہری اپنی قیمتی اشیاء اس میں رکھ سکیں۔ گویا یہ بیت المال والا گنبد موجودہ دور کے لاکر کی سروس فراہم کرتا تھا۔ مسجد کے کورٹ یارڈ یعنی صحن کا رقبہ 612 مربع میٹر ہے۔

مسجد کے صحن کے درمیان بڑے بڑے فوارے ہیں اور ان کے گرد ایک تالاب ہے جو اس وقت خشک تھا پرانے وقتوں میں لوگ یہاں وضو کیا کرتے تھے میں نے مسجد کے اوپر سامنے دیوار پر دیکھا تو عقاب پر پھیلائے نظر آیا اسے لوگ ایگل ڈوم کہتے ہیں جس پر خوبصورت بیل بوٹوں، محلات اور مختلف مناظر کی رنگین تصاویر ہیں۔

# مسجد اموی کے اطراف موجود چند متبرک مقامات

## مقام سر انور شہید کربلا

مسجد اموی کی جانب میں وہ مقام ہے جہاں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عہد یزید میں کربلا سے یہاں لایا گیا تھا، نہایت خوبصورت مقام بہ شکل تاج بنا ہوا ہے اس کے قریب ہی سیدنا امام زین العابدین کا مصلیٰ ہے جہاں آپؓ نے نماز پڑھی ہے آپؓ کے سر مبارک کے دفن کے سلسلے میں بہت اختلاف ہے بعض جنت البقیع میں کہتے ہیں بعض کربلا میں مگر تحقیق یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک مصر میں ہے۔ جامعہ ازہر کے سامنے بہت بڑی عمارت

Marfat.com

ہے جوامام حسینؓ کے نام سے مشہور ہے مسجد اموی کے قریب زندان ہے جہاں کربلا کا قافلہ اہلبیت اترا تھا۔

## مزار صلاح الدین ایوبیؒ

اسی مسجد اموی کے باہر غربی جانب وہ مرد مجاہد آرام فرما ہیں جن پر تاریخ اسلام کو ناز ہے یعنی فاتح بیت المقدس حضرت سلطان صلاح الدین ایوبیؒ آپ کا مزار مبارک نہایت خوبصورت ہے اکابر علماء نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر پر جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

## مزار نورالدین محمود زنگیؒ

سلطان محمود صلاح الدین ایوبیؒ کے مزار کے قریب ہی آپ کا مزار ہے۔ مسجد نہایت شاندار ہے اس میں حوض ہے استنجا خانہ اور وضو کا بھی انتظام ہے لیکن الصحابۃ الاعلام ممن دفن فی الشام میں سیدنا ابو ہریرہؓ کا اسم گرامی نہیں لایا گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا مزار کسی اور جگہ پر ہے اس کے باوجود ایک مسجد شریف پر جامع ابی ہریرہؓ لکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی مزار تھا۔ پر رونق بازار میں مزار بھی پر رونق ہے جامع ابی ہریرہؓ کی زیارت سے مشرف ہوئے ایک بار یہاں نماز مغرب بھی ادا کی اور بار بار حاضری بھی نصیب ہوئی۔

## مصلیٰ سیدنا خضر علیہ السلام

مسجد اموی کے اندر حضرت خضر علیہ السلام کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے جو مصلیٰ سیدنا خضر علیہ السلام کے نام سے موسوم ہے لوگ وہاں اکثر تبرکاً نماز پڑھتے ہیں اس دور کے خلیفہ نے وہاں کے نگران سے کہا کہ میں رات بھر اکیلا مسجد میں عبادت کروں گا نگران نے کہا کہ بہت اچھا۔ چنانچہ نگران نے عشاء کی نماز کے بعد سب کو نکال دیا اور دروازے کو تالے لگا دیئے کچھ دیر بعد خلیفہ صاحب آئے اور اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ اچانک اس نے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اس نے نگران کے پاس آکر کہا کہ میں نے تم سے کہا کہ مسجد کے اندر کوئی نہ ہو تم نے اس شخص کو کیوں اندر رہنے دیا؟ نگران نے کہا کہ امیر

Marfat.com

المومنین! یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں ہر رات اسی مسجد میں نماز کے لئے تشریف لاتے ہیں ۔ واللہ اعلم بالصواب واقعہ کی صحت راوی پر ہے۔ ہماری طرف سے کوئی تبصرہ نہیں۔

## امام غزالی رحمۃ اللہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جب دینوی امور و ظاہری علوم سے دلبرداشتہ ہوکر بغداد سے نکل کر شام کا رخ کیا تو دمشق کی اسی جامع مسجد میں یہ شغل رہتا کہ اسی مینار غربی پر چلے جاتے اور دروازہ بند کر کے تمام دن مراقبہ وذکر میں مشغول رہتے ہیں دو سال یہاں اسی شغل کے ساتھ گزارے۔ ایک وقت یہاں مینار کے قریب درس بھی دیتے تھے۔

دمشق کی مشہور زمانہ مسجد جو اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے کثیر رقم خرچ کر کے تعمیر کروائی روایت ہے کہ اس نے اس مسجد کی تعمیر پر لاکھوں دینار خرچ کئے یہ تاریخی مسجد عجائبات زمانہ میں شمار ہوتی ہے اور اسے دنیا بھر میں پھیلی ہوئی اسلامی یادگاروں میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ ولید بن عبدالملک کو تعمیرات کا بہت شوق تھا اس نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے علاوہ مسجد اقصیٰ کے صحن میں موجود قدرتی چٹان پر سنہری گنبد والی عمارت بھی تعمیر کروائی۔

☆☆☆☆☆☆☆

## بیت اللحم میں موجود مسجد

## عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت

بیت اللحم میں مشاہدہ کرنے والے نے کہا جب ہم پیدل چلتے ہوئے ایک پہاڑی پر چڑھتے ہوئے اوپر گئے تو سامنے ایک عالی شان مسجد نظر آئی ، یہ مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھی یہ وہی مقام ہے جہاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا کی تھی۔

روایت ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شہر میں داخل ہوئے تو عیسائی عالموں نے انہیں شہر کی سیر کروائی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس

Marfat.com

مقام پر پہنچے تو نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا تو عیسائی عالموں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ ہمارے چرچ میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ اگر میں نے یہاں نماز پڑھ لی تو ممکن ہے کل مسلمان اس چرچ کو مسجد بنا دیں۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چرچ کے باہر کی جانب جنوب سے ذرا ہٹ کر ایک کھلی جگہ میں نماز ادا کی جہاں 1193ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے بیٹے افضل نے مسجد بنائی اور اس کا نام مسجد عمر رکھا۔

## سفید مینارہ

جس کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

دمشق میں جبل قاسیون کے راستے میں جاتے ہوئے ایک بلند سفید مینارہ ملا مقامی ساتھیوں نے بتایا کہ یہی وہ مینارہ ہے جس کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پاس نازل ہوں گے۔ مجھے یہ مینارہ دیکھنے کی پہلے ہی سے تمنا تھی کیونکہ قرآن حکیم نے خبر دی ہے اور پوری امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ظلم و تشدد کیا اور قتل کا منصوبہ بنایا تو اللہ رب العالمین نے ان کو اپنے پاس زندہ اٹھا لیا تھا اور قیامت سے پہلے ان کو دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا۔

آنحضرت ﷺ نے قیامت سے پہلے ان کے دنیا میں نازل ہونے کی تفصیلات اور کیفیات بہت سی احادیث میں ارشاد فرمائی ہیں جن کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے۔ ان میں سے تین حدیثوں میں حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی بتلا دیا کہ جب دجال کا فتنہ پھیلا ہوا ہوگا تو اللہ مسیح ابن مریم کو بھیج دے گا، پس وہ دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے۔

ساتویں صدی کے مشہور محدث وفقیہہ اور صحیح مسلم کے عظیم شارح علامہ نووی (ولادت محرم 631ھ وفات رجب 676ھ) جو شام ہی کے باشندے ہیں اور دمشق میں رہے ہیں وہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ مینارہ آج بھی دمشق کے مشرق میں

Marfat.com

موجود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے جس مینار پر نازل ہونگے اس کے بارے میں مورخین و مفسرین کے 2 اقوال ملتے ہیں۔

1- وہ مینار غوطہ میں ہے۔

2- وہ مینار جامع اموی کی مسجد کا مینار ہے

آٹھویں صدی کے مشہور مفسر و محدث اور فقیہہ و مورخ حافظ ابن کثیرؒ جو خاص دمشق ہی کے رہنے والے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام نزول کے بارے میں زیادہ مشہور یہی حدیث ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ مینارہ 741ھ میں ہمارے زمانے میں ازسرنو سفید پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے کیونکہ عیسائیوں نے اسے جلا دیا تھا اب انہی کے مصارف پر اسے تعمیر کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ شاید یہ حدیث آنحضرت ﷺ کی نبوت کے کھلے دلائل میں سے ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے مال سے اس سفید مینارے کی تعمیر مقدر فرما دی تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں نازل ہوں۔

اس وقت یہ سفید مینارہ ہمارے سامنے تھا اور یہ دمشق کے ٹھیک مشرق میں غوطہ کے پاس یا غوطہ کے اندر ہی ہے موجود لوگوں کا غالب گمان بھی یہی ہے کہ یہی وہ مینار ہے جس کی خبر مذکورہ بالا حدیثوں میں دی گئی ہے۔

جامع اموی (دمشق) کے مغربی مینار میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتکاف کیا تھا حافظ حدیث علامہ ابن عساکرؒ کا عام دنوں میں تلاوت قرآن کا معمول ہر ہفتے میں ایک ختم کرنے کا تھا مگر رمضان میں ہر روز ایک مرتبہ قرآن ختم فرماتے تھے اور اعتکاف اسی مسجد کے مشرقی مینار میں کیا کرتے تھے یہ سلسلہ چالیس سال تک مسلسل جاری رہا۔

جس سفید مینارے کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونے والا ہے۔ اس کے بارے میں احادیث میں صرف اتنی بات ثابت ہے کہ وہ مینار دمشق کے مشرق میں ہوگا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ کسی مسجد کا مینار بھی ہوسکتا ہے اور بغیر مسجد کے بھی ہوسکتا ہے۔ اگر جامع اموی دمشق کے مشرق میں ہے تو امکان یہ بھی ہے کہ نزول اسی مینار کے پاس ہو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً ھدی للعلمین فیہ آیت بینت مقام ابراھیم ومن دخلہ کان امنا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی العلمین (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: بے شک پہلا عبادت خانہ جو بنایا گیا ہے لوگوں کے لئے وہی ہے جو مکہ میں ہے بڑا بابرکت وہدایت والا سرچشمہ ہے سب جہانوں کے لئے اس میں روشن نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے اور جو بھی داخل ہوا اس میں ہوجاتا ہے محفوظ اور اللہ تعالیٰ کے لئے فرض ہے لوگوں پر حج اس کے گھر کا جو طاقت رکھتا ہو وہاں تک پہنچنے کی اور جو شخص اس کے باوجود) انکار کرے تو بے شک اللہ بے نیاز ہے سارے جہاں سے) مکہ مکرمہ اسلامی شان وشوکت اور سطوت کا مظہر ہے اور اللہ کا پہلا گھر کعبہ اس کے جاہ وجلال اور فضل وکرم کا مرکز ہے نماز کے وقت تمام دنیا کے مسلمان کعبے کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں، مکہ شہر کو قرآن کریم میں ام القریٰ کہا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: یہ قرآن عربی میں آپ کی طرف وحی کیا ہے تاکہ آپ بستیوں کے مرکز (شہر مکہ) اور اس کے گرد وپیش رہنے والوں کو خبردار کردیں (سورۃ الشوریٰ: 7)

## تاریخ کعبۃ اللہ:

کعبہ کی تعمیر کے سلسلے میں مختلف روایات ہیں۔کعبہ سب سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کیا اس کے بعد حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے تعمیر کیا اس کے بعد ان کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام نے اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ از سرنو اس کو تعمیر کیا جس کا ذکر خود قرآن مجید نے کیا ہے۔

Marfat.com

و ان یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسماعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ترجمہ: اور یاد کرو جب اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام بنیادیں خانہ کعبہ اور اسماعیل علیہ السلام بھی اے پروردگار قبول فرما ہم سے (یہ عمل) بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں کعبے کے ابتدائی آثار مٹ چکے تھے مگر فرشتوں نے حضرت جبرائیل کی قیادت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ مقام بتا دیا تھا جہاں تعمیر ہوئی تھی۔ ہزاروں سال کے حوادث نے عرصہ ہوا اس کو بے نشان کر دیا تھا البتہ اب بھی وہ ایک ٹیلہ یا ابھری ہوئی زمین کی شکل میں موجود تھا۔ انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مدد سے اس کو کھودنا شروع کیا تو سابقہ تعمیر کی بنیادیں نظر آنے لگیں انہی بنیادوں پر از سر نو بیت اللہ کی تعمیر کی گئی مگر قرآن حکیم نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کا معاملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع کیا اور اس سے پہلے کی حالت کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: یاد کرو وہ وقت جب ہم نے ابراہیم علیہ السلام کیلئے اس کے گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی (اس ہدایت کے ساتھ) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھو اور لوگوں کو حج کے لئے اذان عام دے دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور دبلے پتلے اونٹوں پر سوار آئیں۔ (سورۃ الحج: 27-28)

570 یا 571ء میں جب یمن کا حاکم ابرہہ کعبے کے ڈھانے کے لئے مکہ پر حملہ آور ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت خود فرمائی اور اس کی فوج کو نیست و نابود کر دیا اس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الفیل میں ملتا ہے۔

جس سال یہ واقعہ پیش آیا اہل عرب اسے عام الفیل کہتے ہیں۔ اسی سال رسول اکرم ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی، اس وقت مکہ بت پرستی کا مرکز تھا۔ خود کعبہ میں 360 بت رکھے تھے، دیگر رسوم جاہلیت بھی عام تھیں لوگ عریاں ہو کر کعبہ کا طواف کرتے تھے۔

Marfat.com

2ھ میں بیت المقدس کی بجائے کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم آیا اس وقت سے لے کر قیامت تک مسلمان اسی رخ منہ کر کے نماز پڑھتے رہیں گے۔ انشاء اللہ

8ھ میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنگ و جدال کے بغیر مکہ فتح کیا اس سے اسلام میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ کفر و شرک کے تمام بت جو کعبہ میں تھے اب صاف کر دیئے گئے خود رسول اکرم ﷺ اپنی چھڑی سے انہیں گراتے جاتے اور پڑھتے جاتے تھے۔

ترجمہ: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔
(سورۃ بنی اسرائیل: 81)

9ھ کی صبح مکہ مکرمہ پر رسول ﷺ کا عملی تسلط پہلی دفعہ ہوا جب کہ اس موقع پر خود شریک نہیں تھے۔ بلکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے امیر الحج کے فرائض انجام دیئے اور نئے انتظامات کا اعلان کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سورۃ توبہ کی آیات پڑھ کر اعلان کیا اس سال کے بعد مشرکین کو بیت اللہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں کیونکہ وہ ناپاک (نجس) ہیں۔

10ھ میں آنحضرت ﷺ نے خود حج کی قیادت فرمائی یہی حجۃ الوداع تھا اس موقع پر ایک بھی مشرک موجود نہ تھا کعبہ بلاشرکت غیرے مسلمانوں کا مقدس حرم بن گیا حج کے اکثر مناسک میں بنیادی حیثیت کعبہ ہی کو حاصل ہے۔

## حدود حرم شریف:

26ھ میں خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت عثمانؓ مدینہ منورہ سے عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے تو یہاں رہنے والوں نے آپ سے درخواست کی کہ جاہلیت (اسلام سے قبل) کے زمانہ سے مکہ کی قدیم بندرگاہ (شعیبہ) بہت دور ہے اور جدہ قریب ہے اس کے لئے آپ جدہ تشریف لے گئے بذات خود معائنہ کے بعد حکم صادر فرمایا کہ آج سے جدہ مکہ معظمہ کی بندرگاہ ہوگی آپ نے یہاں سمندر کے نمکین پانی سے غسل کیا اور فرمایا کہ یہ مبارک پانی ہے اپنے رفقاء کو حکم دیا کہ سمندر میں داخل ہو کر غسل کریں۔

Marfat.com

حضرت عثمانؓ کا یہ جدہ آج دنیا کے صف اول کے شہروں میں سے ایک ہے۔
سعودی فرمانراؤں نے یوں تو اپنے وطن سے محبت کا چپے چپے پر ثبوت دیا ہے جدہ دنیا بھر میں "عروس البلاد" کہلانے کا مستحق ہے۔ جدہ کا وہ سمندر جہاں حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے غسل فرما کر اسے شعیبہ کی جگہ بندرگاہ بنانے کا حکم دیا تھا آج وہاں 65 کلومیٹر لمبا پارک ہے اس میں پانی فلٹر کرنے کا اتنا بڑا کارخانہ ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اس جدہ شہر میں پوری دنیا کی مارکیٹوں میں اول اور دوم آنے والی مارکیٹیں ہیں۔ اس شہر کے سامنے جدید یورپ کے بلاد بھی گہناتے ہیں یہ ترقی زیادہ تر شاہ فہد کے دور میں ہوئی یہاں دنیا بھر سے حجاج اور زائرین اترتے ہیں جہاں بہت بڑا حاجی کیمپ ہے تمام سفارتخانے یہاں موجود ہیں۔ جدہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا دروازہ ہے جدہ سے روانگی کے بعد سب سے پہلے "ام السلمؓ" پھر "بحرہ" اس کے بعد "حدہ" ان تینوں مقامات سے گزرنے کے بعد مکہ معظّمہ ہے پندرہ میل یعنی 22 کلومیٹر پہلے حدحرم شروع ہو جاتی ہے اس حد کے شروع ہونے سے کئی فرلانگ پہلے ہی غیر مسلموں کے لئے وارننگ بورڈ نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں کہ غیر مسلموں کا آگے داخلہ ممنوع ہے۔ اس سے پہلے چیک پوسٹ بھی آتی ہے جہاں پاسپورٹ چیک کئے جاتے ہیں تاکہ کوئی غیر مسلم حدود حرم میں داخل نہ ہو جائے، حدیبیہ سے حدود حرم شروع ہو جاتی ہے اس کے سفید نشان نظر آتے ہیں نئے تعمیر شدہ بھی اور پرانے نشانات بھی ساتھ ساتھ کھڑے ہیں مکہ معظّمہ کے چاروں طرف حدود حرم کے یہ نشان اور علامتیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی نشاندہی پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے قائم کیں یہ حرم الحرام کے اندرونی دروازے ہیں۔

**کعبۃ اللہ**: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے بنایا اس گھر (خانہ کعبہ) کو مرکز لوگوں کے لئے اور امن کی جگہ اور (انہیں حکم دیا کہ) بنالو ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز اور ہم نے تاکید کر دی ابراہیم اور اسماعیل کو کہ خوب صاف ستھرا رکھنا میرا گھر طواف کرنے والوں، اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے۔ (البقرہ: 125)

کعبۃ اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ ہے جدھر رخ کر کے وہ نماز ادا کرتے ہیں

Marfat.com

یہ امت مسلمہ کی وحدت کی علامت ہے ہر مسلمان خواہ دنیا میں کہیں بھی ہو نماز کے لئے کعبۃ اللہ کی طرف ہی رخ کرتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: اور جہاں سے بھی آپ (باہر) نکلیں تو موڑ لیا کریں (نماز کے وقت) اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف اور بے شک یہی حق ہے آپ کے رب کی طرف سے اور نہیں اللہ تعالیٰ بے خبر جو کچھ تم کرتے ہو اور (اے مسلمانو) ہاں کہیں بھی تم ہو تو پھیر لیا کرو اپنے منہ اس کی طرف تا کہ نہ رہے لوگوں کو تم پر اعتراض (کی گنجائش) بے خبران لوگوں کو جو نا انصافی کریں ان سے سو نہ ڈرو تم ان سے (بلکہ صرف) مجھ سے ڈرا کرو تا کہ میں پورا کردوں اپنا انعام تا کہ تم راہ راست پر ثابت قدم رہو۔ (البقرہ: 149-150)

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے رسول اکرم ﷺ نے باوجود استطاعت کے حج نہ کرنے والوں کے حق میں ارشاد فرمایا۔

"جو شخص زادراہ اور سواری رکھتا ہو اور حکومت وقت نہ روکے اور پھر بھی حج نہ کرے تو اس کا اس حالت میں مرنا یہودی اور عیسائی ہو کر مرنے کے برابر ہے۔ (بخاری)

چودہ سو برس سے ساری دُنیا کے مسلمان ہر سال کعبۃ اللہ کی زیارت وحج کرنے آتے رہتے ہیں دنیا کی تمام تر قوموں کے لوگوں کا ایک مرکز پر عظیم الشان اجتماع اور وہ بھی ایسا کہ ان کے لباس بھی ایک، ان کے جذبات اور تمنائیں بھی ایک، احساس بھی ایک، مقاصد بھی ایک، سب کی زبانوں سے یہی کلمات ادا ہوتے ہیں۔ میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور تیرا کوئی شریک نہیں۔

کعبۃ اللہ دُنیا کا واحد مقام ہے جہاں کبھی عبادت نہیں رکتی، چوبیس (24) گھنٹے مسلسل جاری رہتی ہے طواف کی شکل میں زائر کو کعبۃ اللہ کے گرد سات چکر مکمل کرنے ہوتے ہیں جنہیں "طواف" کہا جاتا ہے۔ طواف مکمل ہونا چاہیے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں مجھ سے سیکھو کہ کس طرح صحیح طور پر ادا کئے جاتے ہیں اور آپ ﷺ طواف میں رکتے نہیں تھے یہی طواف کا صحیح طریقہ ہے تاہم اگر نماز کا وقت آجائے مسجد حرام میں تو ان نمازوں میں

Marfat.com

شرکت کے بعد طواف جہاں سے چھوڑا تھا وہیں حجر اسود سے دوبارہ شروع کرنا چاہیے۔

## حرم بیت اللہ کی توسیع:

1- 17 ہجری میں حضرت عمر بن خطابؓ امیر المومنین نے 510 میٹر توسیع کروائی۔

2- 26 ہجری میں امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ نے 1710 میٹر توسیع کروائی۔

3- 65 ہجری میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ گورنر مکہ نے 334 میٹر توسیع کروائی۔

4- 137/140 ہجری میں خلیفہ المسلمین ابوجعفر المنصورؒ نے 5320 میٹر توسیع کروائی۔

5- 160/164 ہجری میں خلیفہ محمد المہدیؒ نے 15020 میٹر توسیع کروائی۔

6- 284 ہجری میں خلیفہ العباسی نے 1320 میٹر توسیع کروائی۔

7- 306 ہجری میں خلیفہ علی المطد ید العباسیؒ نے 950 میٹر توسیع کروائی۔

8- 1375 تا 1396 ہجری میں جلالتہ الملک سعود بن عبدالعزیزؒ نے 125900 میٹر توسیع کروائی پھر دوبارہ انہوں نے 152200 میٹر مزید توسیع کروائی۔

9- 1409 ہجری میں خادم الحرمین الشریفین جلالتہ الملک فہد بن عبدالعزیزؒ نے 42000 میٹر توسیع کروائی۔

10- 1409/1412 ہجری میں خادم الحرمین الشریفین جلالتہ الملک فہد بن عبدالعزیزؒ نے 76000 میٹر مزید توسیع کروائی۔

11- 1410/1412 ہجری میں اوپن میدان بیرون صفا مروہ 45800 میٹر اور پھر مزید 4000 میٹر اور تکمیل میدان اوپن 3560000 میٹر توسیع ملحقہ محلات شاہی ومولود نبی ﷺ تک توسیع مکمل ہوئی اور یہ سارا توسیع کا انتظام وانصرام سعودی گورنمنٹ نے کمال حد تک اخراجات برداشت کرتے ہوئے پوری دنیا میں اسلام کا نام روشن کیا وامت مسلمہ کا سربلند کروایا۔ اب جبکہ مزید کمال کی توسیع مروہ سے لیکر محلہ شامیہ باب فتح سے ہوتے ہوئے باب عمرہ اور جبل عمر وشامیہ وشارع ابراہیم تک اور ملحقہ علاقہ حرم بیت اللہ میں شامل کر کے حجاج کرام کے لئے مثالی اور کمال حد تک تعمیرات کا سلسلہ جاری ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

# خادم الحرمین الشریفین حرم مکی شریف کے توسیعی منصوبے کا افتتاح

خادم حرمین شریفین الملک جلالۃ الملک شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعودؒ نے مکہ مکرمہ میں حرم مکی شریف کے توسیعی منصوبے کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا۔ حرم مکی شریف کی توسیع کا سب سے بڑا منصوبہ 3 حصوں میں تقسیم ہے جس میں حرم مکی شریف کی عمارت کے علاوہ فنی اور سکیورٹی کے امور کا خیال رکھا گیا ہے توسیعی منصوبے کا پہلا حصہ حرم شریف سے متعلق ہے جس کا مقصد حرم شریف کے احاطے کے اندر زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی گنجائش پیدا کرنی ہے۔ توسیعی منصوبے کے بعد حرم شریف کے احاطے کے اندر مزید 20 لاکھ نمازیوں کی گنجائش پیدا ہوگی، توسیع کا دوسرا حصہ حرم شریف کے بیرونی صحنوں سے متعلق ہے۔ جس میں بیرونی صحنوں میں اضافہ کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں وضو خانوں، گزرگاہوں اور انڈر پاس کی تعمیر کی جائے گی۔ اس حصے میں حرم مکی شریف میں زائرین کی آمد و رفت کے عمل کو بہتر بنایا جائے گا جبکہ توسیعی کا تیسرا حصہ حرم شریف کو پہنچانے والی مختلف خدمات کے متعلق ہے۔ جس میں کولنگ اسٹیشن، بجلی گھر اور غسل خانوں کی سپلائی لائن کی تعمیر کی جائے گی، خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کے عہد میں ہونے والا توسیعی منصوبہ حرم مکی شریف کی تاریخ میں سب سے بڑا توسیعی منصوبہ ہوگا جو حرم مکی شریف کے شمالی جانب کیا جا رہا ہے۔ توسیعی منصوبے میں مکہ مکرمہ کے پرانے محلوں کو منہدم کیا جائے گا۔ جس میں شامیہ، مدعی، قرارا سے لے کر حارۃ الباب تک کے علاقے توسیعی منصوبے میں شامل ہونگے۔ توسیعی منصوبے کا آغاز شارع الحرم سے شروع ہوگا جو مغرب میں شارع خالد بن ولید تک پہنچے گا۔ جبکہ دوسری جانب شارع مدعی، ابوسفیان، الرقوبہ، اور شامیہ میں شارع عبداللہ بن زبیرؓ تک ہوگا۔ اس میں توسیعی منصوبے کا ایک حصہ جبل ہندی اور شارع جبل الکعبہ تک ہوگا۔ توسیعی منصوبے کا سنگ بنیاد رکھنے کے علاوہ خادم حرمین شریفین نے کلاک ٹاور کا بھی باقاعدہ افتتاح کیا۔

Marfat.com

## حجرِ اسود:

کعبۃ اللہ کے گرد طواف حجر اسود سے شروع کیا جاتا ہے اور اسی پر ایک چکر مکمل ہوتا ہے کعبۃ اللہ کے جنوب مشرقی گوشہ کی دیوار میں تقریباً 4 فٹ کی بلندی پر ایک قدیم مقدس پتھر نصب ہے جس کے گرد چاندی کا چوکھٹا ہے۔ یہی حجر اسود کہلاتا ہے زائر کے لئے حجر اسود طواف کے ابتداء کی نشانی ہے۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے ایک مرتبہ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت فرمایا تھا۔

میں یقیناً یہ جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے جو نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع، اگر میں نے رسول اکرم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی نہ چومتا (بخاری)۔

حضرت عمر فاروق ؓ کے الفاظ سے یہ بات صاف اور مکمل طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمان صرف اللہ کی عبادت کرتا ہے اور کسی کی نہیں۔ مسلمان حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں تو اتباع سنت رسول ﷺ کرتے ہیں۔

## مقام ملتزم:

بیت اللہ شریف کا وہ حصہ جو حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان ہے۔ "ملتزم" کہلاتا ہے اس مقام پر دُعا خاص طور پر قبول ہوتی ہے رسول اکرم ﷺ نے اس جگہ دونوں ہاتھ سر کے اوپر سیدھے بچھا کر اپنا سینہ مبارک دیوار سے ملا کر اور رخسار مبارک بھی دیوار پر رکھ کر رو رو کر دعائیں مانگی تھیں۔

یہ انتہائی متبرک مقام ہے اور بہت ہی زیادہ فضیلت کا حامل ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں ہر وقت لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ دوسروں کو تکلیف پہنچائے بغیر جب بھی آپ کو موقع ملے مقام ملتزم سے چمٹ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر نہایت عاجزی سے دُعا مانگے۔

اگر عربی الفاظ یاد نہ ہوں تو جو بھی دل میں آئے مانگے۔ جس زبان میں جی چاہے مانگے اور یہ سمجھ کر مانگے کہ میں رب کریم کے آستانے پر پہنچ گیا ہوں رب کریم خود تو اس سے بالاتر ہے کہ ہم نے اس کا دامن تھام سکیں۔ لیکن ہماری نارسائی پر ترس کھا کر اس نے یہ گھر

Marfat.com

ہمارے لئے بنادیا تاکہ اس کے دامن سے لپٹ کر اپنی آرزوئیں پیش کرنے کی جو تمنا ہمارے دل میں ہے اسے ہم اس کے گھر کی چوکھٹ سے لپٹ کر پورا کرلیں۔

## مقام ابراہیم علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مقام ابراہیم کا دوجگہ ذکر فرمایا ہے۔

ترجمہ: 1-(انہیں حکم دیا کہ) بنالو! ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز۔(البقرۃ:125)

ترجمہ: 2- اس (خانہ کعبہ) میں روشن نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے۔(آل عمران:97)

کعبۃ اللہ کے دروازے سے کچھ ہی فاصلے پر ایک شیشے نما گنبد کا خانہ رکھا ہوا ہے۔جس میں چاندی کے طشت سے ڈھکا ہوا ایک پتھر ہے اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پائے مبارک کا نقش ثبت ہے۔آپ نے اس پتھر پر کھڑے ہوکر تعمیر کعبہ فرمائی تھی اس جگہ کو "مقام ابراہیم" کہا جاتا ہے یہ وہ متبرک مقام ہے جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں طواف مکمل کرنے کے بعد زائر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز واجب الطّواف ادا کرتا ہے۔اگر یہاں جگہ نہ ملے تو مسجد حرام میں کہیں بھی نماز ادا کرسکتا ہے۔

## میزاب رحمت:

خانہ کعبہ کا پرنالہ میزاب رحمت کہلاتا ہے۔اس کے نیچے دُعا قبول ہوتی ہے۔

## حطیم:

پرنالہ والی بیت اللہ کی دیوار کے سامنے جو گول دیوار ہے اس کی اندرونی جگہ "حطیم" کہلاتی ہے۔یہ حصہ خانہ کعبہ میں شامل ہے نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں تعمیر کعبہ کے وقت کسی وجہ سے یہ جگہ خالی چھوڑ دی گئی تھی اس لئے اس میں نماز ادا کرنا خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کی طرح ہے۔

Marfat.com

## آبِ زم زم:

آب زم زم کا کنواں حرم شریف کے صحن میں نیچے تہ خانہ میں ہے۔(جب آپ خانہ کعبہ کے دروازے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں گے تو زم زم کا کنواں آپ کی پشت کی جانب ہوگا خانہ کعبہ کے دروازے سے اس کا فاصلہ تقریباً 200 فٹ ہے یہاں عورتوں اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ آب زم زم پینے کی جگہ بنا دی گئی ہے اور حجاج کرام و زائرین کی سہولت کے لئے حرم شریف میں کافی تعداد میں کولرز بمعہ شفاف گلاس جگہ جگہ رکھ دیئے ہیں اور جدید ایئر کنڈیشنڈ پلانٹ ہے۔ بارد (ٹھنڈا پانی) کر دیا گیا ہے اور شدید گرمیوں میں خواتین و حضرات ہزاروں کی تعداد میں زائرین استراحت کرتے ہیں روایات میں ہے کہ آب زم زم کو جس مقصد کے لئے پیا جائے پورا ہوگا۔

## آب زم زم ایک زندہ معجزہ

سعودی عرب کی سرزمین ایسی مقدس سرزمین ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ کا اس روئے زمین پر پہلا گھر بیت اللہ (خانہ کعبہ) کی صورت میں موجود ہے۔ اور یہیں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے اپنی زندگی مبارک کے 63 برس گزارے۔ سرزمین عرب پر جہاں اور بہت سے مقدس مقامات ہیں وہیں پر آب زم زم کا چشمہ بھی ہے جو ہزاروں برس سے جاری و ساری ہے اور اس کا پانی کبھی کم بھی نہیں ہوا ہے۔ آب زم زم ایک لطیف و شیریں، خوش ذائقہ زود ہضم، بے حد برکت، فضیلت، والا پانی ہے۔ جسے دنیا جہاں کے پانیوں پر برتری اور فوقیت حاصل ہے۔ ابتداء میں جب اس مقدس پانی کا ظہور ہوا تو اس سے گنگناہٹ کی آواز آ رہی تھی، اس سبب سے اس کا نام زم زم، زم زم، اور زمازم اسی وقت کہا جاتا ہے جب پانی بہت زیادہ ہو۔

آب زم زم وہی چشمہ حیات ہے جس نے سیدہ ہاجرہؓ کے قلب مغموم کو راحت کی نوید سے نوازا بلکتے اور تڑپتے ہوئے ایک جاں بلب معصوم شیر خوار کو پیغام مسیحا بنایا۔ یہ روح

Marfat.com

الامین کی بندہ نوازی کا کرشمہ ہے جو ہزاروں برس سے آج تک فرزندان توحید کو سیراب کر رہا ہے۔

سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے کعبہ کا طواف سات چکر لگا کر پورا کیا پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو نفل پڑھے اور آب زم زم پیا تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ زم زم سے مومن کا پیٹ بھر جائے گا اور منافق کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ گویا یہ ایمان اور نفاق کی علامت ہے نبی کریم ﷺ کا ایک اور ارشاد مبارک ہے، آب زم زم ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا زم زم جس مقصد کے لئے پیا جائے گا وہ ضرور پورا ہوگا اگر شفا کی غرض سے پیا گیا تو اللہ تعالیٰ شفا عنایت فرمائیں گے۔ اور اگر پیاس بجھانے کی نیت سے نوش کیا گیا تو پیاس جاتی رہے گی کیونکہ یہ جبرائیل کا چشمہ ہے اور اس سے اللہ پاک نے اسماعیلؑ کو پانی پلایا تھا۔

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، بخار جہنم کی گرمی میں سے ہے لہٰذا اسے زم زم کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، پانچ چیزوں کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ قرآن پاک، کعبہ شریف، والدین، عالم کا چہرہ، اور زم زم، زم زم دیکھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو استقاء (پیٹ میں پانی بھرنا) کا عارضہ لاحق ہو گیا، مرض نے خوفناک صورتحال اختیار کر لی۔ ایک طبیب کے پاس گیا مگر اس نے مرض کی شدت کے باعث منہ پھیر لیا اور کہنے لگا یہ آدمی تین دن بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ مریض نے جب یہ بات سنی تو زمین اس کے پاؤں کے نیچے سے نکل گئی شکستہ دل ہو کر واپس لوٹ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں یہ خیال پیدا کیا کہ کیوں نہ آب زم زم پیا جائے کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اس پانی میں شفاء ہے۔ اسی قصد سے وہ یمن سے مکہ مکرمہ آ گیا اور زم زم خوب شکم سیر ہو کر پیا۔ اسی وقت اس نے محسوس کیا کہ پیٹ میں کوئی چیز ٹوٹ رہی ہے۔ وہ فوراً حرم شریف سے باہر نکل کر رفع حاجت کو گیا تو اسہال آیا۔ پھر اس نے دوبارہ آب زم زم پیا اور اسی طرح اسہال ہوا۔ چند یوم مکہ مکرمہ میں مقیم رہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

شفا کاملہ نصیب فرمادی تو وطن واپس لوٹ کر اسی طبیب کے پاس حاضر ہوا حکیم نے تعجب سے پوچھا کیا تو فلاں آدمی نہیں جسے فلاں مرض تھا۔اس نے اقرار کیا۔

عام طور پر سنت یہ ہے کہ پانی بیٹھ کر پیا جائے مگر آب زم زم کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔سیدنا علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حجتہ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ کو زم زم کے کنویں کا ڈول پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ آپ زم زم کھڑے ہو کر پی رہے ہیں۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہم حضور اقدس کے ساتھ چاہ زم زم پر آئے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانی کا ڈول نکالو۔میں نے کنویں سے پانی نکال کر ڈول منڈیر پر رکھ دیا۔حضور ﷺ نے ڈول اٹھایا اور بسم اللہ پڑھ کر منہ سے لگا کر خوب پانی پیا۔پھر سر مبارک اٹھایا اور الحمدللہ کہا۔پھر بسم اللہ پڑھ کر منہ سے لگا کر خوب پانی پیا۔دوبارہ سر مبارک اٹھا کر الحمدللہ پڑھا۔تیسری مرتبہ بھی بسم اللہ پڑھ کر پینا شروع کیا اور اب دونوں مرتبہ سے زیادہ پیا۔پھر ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور منافق کے درمیان یہی فرق ہے کہ اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔

آب زم زم کے طبعی اور کیمیائی خواص پر جامع تحقیق کے بعد اسکندریہ یونیورسٹی کے ڈاکٹرز نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ کرہ ارض پر پایا جانے والا بہترین پانی ہے جس میں انسانوں کی اچھی صحت کے لئے ضروری معدنیات متوازن مقدار میں موجود ہیں۔یہ ہر طرح کی کثافتوں اور آلائشوں سے پاک ہے اور گردے اور دل کے امراض کے علاج، آنکھ کی تکالیف، آدھے سر کے درد، اور دوسرے امراض کے علاج کے لئے خصوصی طور پر مفید ہے۔اس میں کیلشیم اور فلورائیڈ قابل ذکر مقدار میں موجود ہیں۔

# مقامات مقدسہ

## مولد الرسول فخر کائنات ﷺ کی جائے پیدائش:

ربیع الاول کا مہینہ تھا دوشنبہ کا دن تھا اور صبح صادق کی ضیاء بار سہانی گھڑی تھی

Marfat.com

رات کی بھیانک سیاہی چھٹ رہی تھی اور دن کا اُجالا پھیلنے لگا تھا جب مکہ کے سردار حضرت عبدالمطلب کی جواں سال بیوہ بہو کے حسرت و یاس کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے سادہ سے مکان میں ازلی سعادتوں اور ابدی مسرتوں کا نور چمکا۔

بنی نوع انسان کی اس عظیم ہستی کی جائے پیدائش شعب ابی طالب محلہ قشاشیہ سوق اللیل نامی گلی میں ہے آج کل اس عمارت میں ایک کتب خانہ قائم ہے۔ یہاں تک پہنچنے کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ صفا کی پہاڑی کے قریب کسی بھی دروازے سے باہر آئیں اور محلات کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے جائیں تھوڑی دور سیدھے ہاتھ کو میدان میں یہ مکان آپ کو نظر آئے گا نئی توسیع میں یہ مکان برلب سڑک آگیا ہے اور اس سڑک کا نام شارع ملک سعود ہے۔

## جنت المعلیٰ:

مکہ معظمہ کا مشہور اور تاریخی قبرستان ہے یہ قبرستان مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے بعد دنیا بھر کے قبرستانوں سے افضل و اعلیٰ ہے فرصت کے لمحات میں اس کی زیارت کرنی چاہیے۔

اس قبرستان میں سرکار دو جہاں ﷺ کی زوجہ محترمہ اُم المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ اور متعدد صحابہ کرام کی قبریں ہیں جن میں حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق ؓ، حضرت عبدالرحمٰن ؓ بن ابی بکر الصدیق، حضور صلعم کے دادا جناب سردار عبدالمطلب اور چچا محترم ابوطالب، حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ، حضرت فضیل بن عباس ؓ، حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اور رسول ﷺ کے صاحبزادگان حضرت قاسم ؓ، حضرت طاہر ؓ اور حضرت طیب ؓ دفن ہیں ان کے علاوہ اور بے شمار تابعین اور اولیائے کرام دفن ہیں۔

اب یہ قبرستان دو حصوں میں ہے اور ان دونوں کے درمیان سڑک نکالی گئی ہے یہ قبرستان شارع خزہ پر مسجد "جن" کے قریب ہے یہی سڑک آگے کی طرف منیٰ کو جاتی ہے جب قبرستان میں زیارت کے لئے حاضر ہوں تو ان الفاظ کے ساتھ سلام عرض کریں۔ جو احادیث میں درج ہے۔

Marfat.com

## الشبیکہ قبرستان:

مکہ میں اسلام کا ابتدائی قبرستان ہے اسلام کی پہلی شہید حضرت سمیعہؓ کو کفار مکہ نے جنت المعلیٰ میں دفنانے نہ دیا تو حضرت خدیجہؓ نے اپنی ذاتی ملکیت زمین الشبکیہ میں ان کو دفنا دیا اور اس طرح کئی ایک صحابہ کرامؓ کو اس جگہ دفنایا گیا اور یہ قبرستان آج بھی موجود ہے۔

## مقام حدیبیہ اور مقام بیعت رضوان:

جدہ کی طرف سے مکہ مکرمہ آئیں تو حدود حرم سے بالکل پہلے ایک جگہ آتی ہے جسے "شمیسی" کہا جاتا ہے۔ شمیسی مکہ مکرمہ سے پندرہ سے بیس کلومیٹر دور ایک تاریخی مقام ہے جہاں ایک ایسا واقعہ ہوا جو دین اسلام کے لئے فتح مبین کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ شمیسی کا تاریخی نام "حدیبیہ" ہے ماہ ذیقعدہ 7 ہجری میں نبی کریم ﷺ ایک ہزار چار سو صحابہ کے ساتھ جب مدینہ منورہ سے عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تو بیس روز آپ ﷺ نے یہاں قیام فرمایا۔ حدیبیہ میں جہاں مسلمان فروکش تھے وہاں صرف ایک ہی کنواں تھا جس میں پانی بہت کم تھا جو کہ ایک ہزار چار سو صحابہؓ، سواری وغیرہ کے تمام جانوروں اور دو سو گھوڑوں کے لئے کسی طرح کافی نہ تھا۔ صحابہؓ نے پانی کی قلت و کمیابی کے متعلق نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ﷺ نے اس کنوئیں کا پانی منگوا کر وضو کیا اور تھوڑا سا پانی پی کر اس برتن میں کلی کی اور حکم دیا کہ یہ پانی کنویں میں ڈال دو اور اپنا ایک نیزہ بھی دیا کہ کنوئیں کے اندر زمین میں گاڑ دو جس کے بعد ایک دم اللہ کی قدرت سے پانی ابلنا شروع ہوا اور پانی کی قلت و کمیابی ختم ہوگئی۔ الحمدللہ یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے۔

اسی مقام حدیبیہ (شمیسی) میں بیعت رضوان ہوئی اور ایک ہزار چار سو صحابہؓ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی راہ میں اپنی زندگی قربان کرنے کا عہد و پیمان کیا۔ میں جب اس مقام پر پہنچا تو میرے پاؤں ریت میں دھنس گئے جس کنوئیں میں آپ ﷺ کا نیزہ گاڑا گیا تھا اور پانی ابلنا شروع ہوگیا تھا آج بھی اسی طرح ہے میں نے کنوئیں میں

Marfat.com

جھانک کر دیکھا تو دور تہہ میں پانی چمکتا ہوا نظر آیا اگر چہ مدت مدید سے اس کنوئیں کی صفائی نہیں کرائی گئی اور نہ اس کی حفاظت کا کوئی انتظام ہے ریت کے بگولے اس کے اندر پھرتے رہتے ہیں مگر سرکار دو عالم ﷺ کے کلی کے پانی اور نیزے کی وجہ سے پانی کو اس کنوئیں سے جانے کی ہمت نہیں ہوئی۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی اس کا استفادہ کرے یا نہ کرے کنویں کے ساتھ ہی مقام صلح حدیبیہ اور مقام بیعت رضوان ہونے کی وجہ سے ترکوں نے یہاں ایک چھوٹی سی مسجد بنادی ہے جو آج کل شکستہ حالت میں ہے کنوئیں اور مسجد کے ساتھ ہی ببول کی جھاڑیاں مجھے اس درخت کی یاد تازہ کرارہی تھیں جس کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ ﷺ نے بیعت رضوان لی تھی میرا جی چاہا کہ اس مقام پر مرتب ہونے والی تاریخ کو اسی مقام پر اپنے دماغ میں دہراؤں اور قلب کو گرماؤں جسے قرآن پاک کی سورۃ الفتح میں بیان فرمایا ہے جب آپ صلح حدیبیہ کے بعد عمرہ ادا کئے بغیر واپس مدینہ جا رہے تھے تو راستے میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔ صلح حدیبیہ کے بعد اس سورۃ میں فتح کی خوشخبری سنائی گئی تو لوگ حیران تھے کہ آخر اس صلح کو فتح کیسے کیا جاسکتا ہے۔ آیئے اس کا تاریخی پس منظر دہراتے ہیں جو اپنے اندر بہت بڑی تاریخ سموئے ہوئے ہے۔ اس کو کسی اور مقام پر دہرائیں گے۔

## مکان حضرت علیؓ:

آپ ﷺ کی جائے پیدائش سے چوتھا مکان امیر المومنین حضرت علیؓ کا ہے غربت کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو ابو طالب سے خود کفالت کے لئے لے لیا تھا حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کی زیر نگرانی پرورش پائی اسی لئے ہجرت کی رات جبکہ نازک ترین لمحات تھے آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میری یہ سبز چادر اوڑھ لو۔ رسول اللہ ﷺ یہی چادر اوڑھ کر سوتے تھے تمہیں یہ مکان گھیرنے والوں سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ یہ وہ وقت تھا جب حضور ﷺ اور ان کے رفقاء پر مکہ معظمہ میں عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تھا اور آپ ﷺ کے رفقاء مدینہ منورہ ہجرت کر رہے تھے۔

## مکان اُم المومنین:

صفا سے مروہ کی طرف آئیں تو دائیں ہاتھ اونچائی پر ایک بازار ہے جس کا نام تو

Marfat.com

شارع الصاعہ ہے مگر اسے عام طور پر مولد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ جگہ جہاں حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں اس بازار کی ایک گلی میں دو طرفہ سناروں کی دوکانیں ہیں وہاں ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مکان ہے یہ وہ مکان ہے جہاں شادی کے بعد آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔

یہ وہ مکان ہے کہ غارِ حرا سے نبوت لے کر سیدھے یہیں پر لوٹے۔

یہ وہ مکان ہے جہاں خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

جی ہاں یہی وہ مکان ہے جہاں آپ ﷺ کی صاحبزادیاں، خاتون جنت جن کی بہنیں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا، پیدا ہوئیں اور اسی مکان میں آپ ﷺ کے صاحبزادے سید قاسمؓ اور سید عبداللہؓ پیدا ہوئے۔ یہ وہ مکان ہے جہاں آپ ﷺ کی عبادت کے لئے ایک کمرہ مخصوص تھا اور اس کمرے میں وحی نازل ہوتی تھی۔ یہ بڑے ادب کی جگہ ہے بڑے نصیب والے یہاں پہنچتے ہیں۔

## حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا:

حضرت خدیجہؓ کے والد کا نام خویلد تھا خاندان بنی مخزوم بہت معزز اور مالدار تھا آپ کی شادی عتیق بن عایذ سے ہوئی مگر ان کا جوانی ہی میں انتقال ہو گیا اور سیدہ خدیجہؓ بیوہ ہو گئیں چونکہ آپ کی شہرت دولت مند ہونے کے ساتھ ساتھ خوش خلق اور باسلیقہ بی بی کے طور پر بھی تھی اس لئے رشتوں کی پھر سے بھر مار ہو گئی چنانچہ آپ کی دوسری شادی بنو تمیم خاندان کے ایک شریف نوجوان ابو ہالہ سے ہو گئی اور آپ کے تین بیٹیاں ہالہ، حارث اور ہند پیدا ہوئیں لیکن تین بیٹیوں کی پیدائش کے بعد ابو ہالہ کا بھی انتقال ہو گیا آپ پھر سے بیوہ ہو گئیں بیوہ ہوئے زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ شفیق والد خویلد کا بھی انتقال ہو گیا اور دوہرے صدمے سے دوچار ہو گئیں۔

دولت، عزت، شہرت اور آرام کی کمی نہ تھی لیکن دو مرتبہ زندگی کے ساتھی بچھڑ جانے اور شفیق باپ کے انتقال کر جانے سے حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں یکسر تبدیلی آ گئی خیرات اور مدد کرنا آپ کی عادت ثانیہ اور خدا کی عبادت اوڑھنا بچھونا بن گیا ان معاملات

Marfat.com

میں اس قدر آگے بڑھ گئیں کہ لوگ خدیجہؓ کی بجائے "طاہرہ" کہنے لگے۔

دوسری بار بیوہ ہونے کے بعد بھی رشتے آنا شروع ہو گئے مگر آپ نے اب شادی کا خیال چھوڑ دیا تھا اپنا تجارتی کاروبار خود سنبھال لیا اور مصروف زندگی گزارنے لگیں اور پھر حضور صلعم سے شادی کی۔ اس پس منظر میں عظیم الشان روایات ہیں۔

مکان حضرت ابوبکر صدیقؓ:

محلّہ مسفلہ میں زقاق صواعین نامی ایک گلی میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مکان ہے اس مکان میں دو پتھر متکلم متکا تھے ایک نے آپ ﷺ کو سلام کیا تھا اور دوسرے کو آپ ﷺ نے بطور تکیہ استعمال فرمایا تھا اب اس مکان کی جگہ مسجد ابوبکر صدیقؓ ہے یہی وہ مکان ہے جس کے دروازے پر آپ ﷺ نے آدھی رات کے بعد دستک دی اور پھر ہمیشہ کے لئے مدینہ کے لئے روانہ ہو گئے، وہ رات تاریخی راتوں میں سے ایک تھی۔

## واقعہ ہجرت:

ستمبر کی 13 تاریخ ربیع الاول کی یکم پیر کا دن مکہ والے گرمیوں میں مکان سے باہر ڈیوڑھیوں کے سامنے یا راستہ کے کنارے دریاں بچھا لیتے تھے اور آدھی رات تک حلقہ احباب سے گفتگو کرنا ان کا معمول تھا اب بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کا معمول یہ تھا کہ تہائی رات تک نماز عشاء سے فارغ ہو جاتے تھے پھر کچھ قرآن کی تلاوت فرماتے ہوئے باوضو بستر پر آرام فرماتے تھے صحن میں آپ تنہا ہوتے تھے یا پھر حضرت سیدہ خدیجہؓ لیکن آج کی رات ان کی سرگرمیاں معمول سے ہٹ کر تھیں آج تنہا بھی نہیں تھے آپ کے چچازاد بھائی حضرت علیؓ آئے ہوئے تھے جن کی عمر اس وقت 22 برس تھی دونوں میں کچھ باتیں ہو رہی تھیں غالباً کچھ حساب کتاب سمجھا اور سمجھایا جا رہا تھا ایک عجیب بات آج کی رات یہ تھی کہ مکان سے باہر آدمیوں کی آمد و رفت نظر آتی تھی جن کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں تھیں یہ لوگ نہایت خاموشی سے آتے اور دروازے کے قریب بیٹھ جاتے آہستہ آہستہ ان کی تعداد بڑھنے لگی جو دس بارہ کے قریب تھی ان میں ابوجہل، ابولہب، عقبہ بن ابی سعید اور امیہ بن خلف نمایاں ہیں یہ لوگ وقفے

Marfat.com

وقفے سے کواڑوں کی درزوں سے اندر جھانکتے ہیں۔

جب آدھی رات گزر گئی اور رات کا آخری پہر شروع ہو گیا تو پورے مکہ پر سناٹا چھایا ہوا تھا باہر کھڑے سرداران مکہ کھڑے کھڑے تھک چکے تھے اور ایک قطار میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے دفعتہً حضور ﷺ اٹھے اور حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر اپنی چادر ان پر ڈال دی اور دروازہ کھول کر باہر تشریف لائے اس وقت سورہ یاسین کی تلاوت فرما رہے تھے مکان کا گھیرا ڈالنے والوں کے پاس پہنچے تو یہ آیت زبان مبارک پر تھی۔(آیت نمبر 9)

ترجمہ: حضور ﷺ نہایت اطمینان سے ان کے آگے سے گزر گئے اس قدر اطمینان سے کہ نیچے جھک کر مٹی اٹھاتے اور ہر ایک کے سر پر ڈالتے ہوئے گزر گئے۔

نا معلوم یہ لوگ کتنی دیر غفلت کی اس حالت میں رہے کہ ایک شخص شور ڈالتا ہوا آیا کہ تم جس کو قتل کرنے آئے تھے وہ کب کا نکل گیا اور تمہاری غفلت کی انتہا ہے کہ نہ صرف وہ تمہاری نظروں کے سامنے سے نکل گیا بلکہ تمہارے سروں میں مٹی بھی ڈال گیا ہے اب یہ سردار گھبرا کر اٹھے سروں پر ہاتھ پھیرے تو خاک آلودہ تھے مگر یہ لوگ ضابطہ اخلاق سے دامن جھاڑ کر غصہ اور جوش میں اندر گھس گئے دیکھا تو حضرت علیؓ بستر رسول ﷺ پر گہری نیند سو رہے ہیں جھنجھوڑ کر جگایا پوچھا محمد ﷺ کہاں ہیں؟ علی نے جواب دیا مجھے کیا خبر؟ پہرے پر تو تم تھے بہت ڈرایا دھمکایا لیکن علیؓ سے کچھ نہ پوچھ سکے اور پھر دوڑتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق کے گھر پہنچے دستک دی حضرت اسماء بنت ابوبکر (بڑی بیٹی) نے دروازہ کھولا پوچھا تمہارے باپ کہاں ہیں؟ اسماء نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ ابوجہل غصے میں بھنا گیا اور زور سے ایک تھپڑ حضرت اسماءؓ کے منہ پر مارا جس سے ان کے کان کی بالی گر گئی، حضرت اسماءؓ تو سب کچھ جانتی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چھوٹی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہؓ جن کی ابھی رخصتی نہ ہوئی تھی اس واقعہ کو بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ روزانہ صدیق اکبرؓ کے یہاں تشریف لایا کرتے تھے مگر صبح یا شام کو۔ ایک روز ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ ٹھیک دوپہر کے وقت تشریف لا رہے ہیں سر مبارک پر کپڑا ڈالے ہوئے ہیں۔ چہرہ مبارک کو بھی کچھ کپڑے سے چھپائے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خبر دی گئی فوراً حاضر ہوئے۔

Marfat.com

ابوبکرؓ یارسول ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان یہ بے وقت تشریف آوری کیسی؟
رسول اللہ ﷺ کچھ بات کرنی ہے تنہائی ہونی چاہیے، کوئی غیر آدمی ہوا تو اسے ہٹا دو۔
ابوبکرؓ آپ ﷺ کے حرم (عائشہ صدیقہؓ) اور اسماءؓ کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔
رسول اللہ ﷺ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔
صدیق اکبرؓ (اشتیاق سے) کیا یہ خادم بھی ساتھ رہے گا؟
رسول اللہ ﷺ ہاں۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آنکھوں سے خوشی کے مارے آنسو جاری ہو جاتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پہلی مرتبہ دیکھا کہ خوشی میں آنسو آجاتے ہیں پھر صدیق اکبرؓ نے عرض کیا دو اونٹنیاں تیار ہیں ان میں سے ایک قبول فرمائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ضرور! مگر قیمت لینی ہوگی، یہ اونٹنیاں حضرت ابوبکر صدیقؓ چار ماہ پہلے ہی خرید چکے تھے اور اس خیال سے کہ نہ معلوم کس وقت ہجرت کا حکم ہو جائے ان اونٹنیوں کو چرواہے کے سپرد نہیں کیا تھا بلکہ گھر پر کھڑا کر کے ببول کی پتیاں کھلاتے رہے ان دونوں کی قیمت آٹھ سو درہم تھی حضور ﷺ نے جو اونٹنی پسند فرمائی وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قبیلہ بنی قشیر سے خریدی تھی اس کا نام قصواء رکھا گیا، یہ حضور ﷺ کی سواری میں آخر تک رہی اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد بہت کم زندہ رہی، حضرت صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں اس کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اونٹنی کے قبول کرنے کے بعد ہم نے بڑی تیزی کے ساتھ سامان سفر کی تیاری شروع کی جلدی میں ناشتہ تیار کیا، جو جو کے ستو تھے یہ ناشتہ ہم نے چمڑے کے ایک تھیلے میں بھر دیا اور ایک مشکیزے میں پانی بھر دیا، مشکیزے میں تسمہ نہیں تھا اور اس کا منہ بند کرنے کے لئے کپڑے کی ضرورت تھی جس سے اس کو اٹھایا جا سکے چنانچہ حضرت اسماءؓ نے فوراً اپنے نطاق کے دو حصے کر لئے ایک سے کھانے کا تھیلا باندھ دیا اور دوسرے سے مشکیزہ باندھ دیا تا کہ اس کو اٹھایا جا سکے۔ اس موقع پر حضور ﷺ نے حضرت اسماءؓ کو ذات النطاقین کا خطاب عطا کیا۔ نطاق خاص قسم کے تہبند ہوتا تھا اس کا عرض تقریباً ڈھائی میٹر ہوتا تھا اس کو بیچ میں سے باندھ دیا جاتا پھر اوپر کا حصہ نیچے لٹکا دیا جاتا

Marfat.com

جس سے یہ دوہرا ہو جاتا رسول اللہ ﷺ اور صدیق اکبرؓ اس مکان سے باہر نکلے چلتے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی پوری پونجی ساتھ لے لی پانچ چھ ہزار درہم آپ کے پاس نقد تھے اہل و عیال کے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد ابوقحافہ جو نابینا تھے کو حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت کا معلوم ہوا تو بچوں کے پاس آئے اور پوچھا ابوبکرؓ تو چلے گئے کچھ تمہارے لئے بھی چھوڑ کر گئے ہیں یا سب کچھ لے گئے؟

تو بڑی بیٹی حضرت اسماءؓ ذات النطاقین نے فوراً جواب دیا نہیں دادا جی وہ ہمارے لئے کچھ چھوڑ گئے ہیں ابوقحافہ مطمئن نہ ہوئے تو حضرت اسماءؓ نے اس جگہ جہاں رقم رکھی تھی کنکریاں تھیلی میں بھر کر رکھ دی، دادا کا ہاتھ پکڑ کر اس تھیلی پر رکھ دیا اور کہاں یہ رقم چھوڑ گئے ہیں۔

## مکان حضرت حمزہؓ:

محلہ مسفلہ میں شیر اسلام حضرت امیر حمزہؓ کی جائے پیدائش ہے جسے اب مسجد بنا دیا گیا اور اسے مسجد حمزہؓ کہا جاتا ہے عمر میں حضور ﷺ سے چار سال بڑے حضرت حمزہؓ آپ ﷺ کے حقیقی چچا اور خالہ زاد بھائی تھے نبی کریم ﷺ کے والد ماجد عبداللہ کی شادی کے لئے آپ ﷺ کے دادا سردار عبدالمطلب آمنہ کے چچا وہیب کے گھر گئے اور حضرت عبداللہ کے لئے بی بی آمنہ کا رشتہ طلب کیا دونوں کی شادی کے بعد سردار عبدالمطلب نے حضور ﷺ کی والدہ کی چچا زاد بہن ہالہ سے شادی کر لی۔ حضرت حمزہؓ ہالہ ہی کے بیٹے ہیں اس طرح وہ آپ ﷺ کے خالہ زاد بھائی بھی تھے حضرت حمزہؓ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے دونوں کو دودھ پلایا تھا آپ بھی مکہ کے اول درجے کے سرداروں میں شمار ہوتے تھے قریش کے سب سے طاقتور اور مضبوط پہلوان مانے جاتے تھے شکار سے لگاؤ تھا۔ صبح سویرے شکار کے لئے نکل جانا اور شام کو ڈھیر سارے شکار کے ساتھ واپس آنا خود بھی کھانا اور دوسروں کو بھی کھلانا یہی آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ مکہ کی گھاٹیوں میں دعوت توحید کی صدا کو گونجتے چھ برس ہو چکے تھے۔ لیکن حضرت حمزہؓ جیسے من موجی سیر اور شکار کے دلدادہ کو مکہ میں آنے والے اس انقلاب اور دار الندوہ اور دار ارقم کی سرگرمیوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ نبوت کے چھٹے سال کے آخر میں اللہ رب العزت نے

Marfat.com

حضرت حمزہؓ کو ایمان کی روشنی عطا کر کے کمزور مسلمانوں کو طاقت بخشی ، ان دنوں مسلمان چھپ چھپ کر ملتے اور نمازیں پڑھتے ، ہوایوں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ کوہ صفا کے پاس تشریف فرما تھے کہ ابوجہل کا گزر وہاں سے ہوا اس نے آپ ﷺ کو سخت برا بھلا کہا آپ ﷺ کو تکلیف پہنچائی۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اور جواباً کچھ نہ کہا۔ پھر ابوجہل نے مشتعل ہو کر آپ ﷺ کے سر مبارک پر ایک پتھر مارا جس سے ایسی چوٹ آئی کہ خون نکل آیا اس کے بعد ابوجہل خانہ کعبہ میں پہلے سے موجود قریش کی مجلس میں آ گیا۔

عبداللہ بن جدعان کی ایک لونڈی کوہ صفا پر واقع اپنے مکان سے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی اسی دوران حضرت حمزہؓ تیر کمان سے لیس اپنی ہی دھن میں لدے پھندے شکار سے واپس تشریف لائے تو وہ لونڈی دوڑ کر حضرت حمزہؓ کے پاس گئی اور انہیں ابوجہل کی ساری حرکت سے آگاہ کیا۔ حضرت حمزہؓ نے یہ سنا تو غصے سے بھڑک اُٹھے خون نے جوش مارا اور فوراً ابوجہل کی تلاش میں دوڑتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور عین ابوجہل کے سر پر جا کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ سرین پر خوشبو لگانے والے بزدل تو میرے بھتیجے کو گالی دیتا ہے اور پھر کھینچ کر اپنی کمان ابوجہل کے سر پر ماری۔ جس سے ابوجہل کے سر پر گہری چوٹ آ گئی اس پر قبیلہ بنومخزوم کے لوگ ابوجہل کی حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا حمزہؓ شاید تم بھی بے دین ہو گئے ہو۔ حضرت حمزہؓ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے۔ لیکن نبی کریم ﷺ کی توہین پر سخت غصے کی وجہ سے کہہ دیا ہاں! میں بھی اس کے دین پر ہوں۔ اس صورتحال کو دیکھ کر ابوجہل نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو بھیج دیا اور کہا کہ ابوعمارہ کو جانے دو میں نے واقعی اس کے بھتیجے کو بہت بری گالی دی تھی۔

## مسجد جن:

حرم شریف سے نکل کر محلّہ شعب عامر کی طرف آئیں تو سرخی مائل ٹائلوں سے بنی دو سڑکوں کے بیچ میں ایک مسجد نظر آتی ہے۔ یہ مسجد جن ہے۔ جو محلّہ شعب عامر و محلّہ سلیمانیہ کے درمیان سڑک پر واقع ہے۔ یہاں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جن حاضر ہوئے آپ ﷺ سے قرآن سن کر اسلام قبول کیا اور بیعت سے مشرف ہوئے جسے قرآن

Marfat.com

نے سورۃ جن میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اے نبی ﷺ! کہو میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے غور سے سنا پھر (جا کر اپنی قوم کے لوگوں سے) کہا۔

ہم نے ایک بڑا ہی عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست کی طرف راہنمائی کرتا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ عکاظ بازار تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں نخلہ کے مقام پر آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اس وقت جنوں کا ایک گروہ ادھر سے گزر رہا تھا۔ تلاوت کی آواز سن کر وہ ٹھہر گیا اور غور سے قرآن سنتا رہا۔ یہ نبوت کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے جن عالم بالا کی خبر معلوم کرنے کے لئے آسمان میں سن گن لینے کا کوئی نہ کوئی موقع پا لیتے تھے۔ مگر اس کے بعد یکا یک انہوں نے دیکھا کہ ہر طرف فرشتوں کے سخت پہرے لگ گئے ہیں اور شہابیوں کی بارش ہو رہی ہے۔

## محلّہ شہداء:

مسجد تنعیم جاتے ہوئے راستے میں محلّہ شہداء آتا ہے۔ یہاں سڑک سے بائیں طرف ایک چھوٹی سی مسجد ہے چند قدم پر پہاڑ کے دامن میں تین قبریں ہیں ان میں سے ایک قبر حضرت عمرؓ بن خطاب کے صاحبزادے زبردست محدث، متقی پرہیزگار، فاتح و غازی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ہے۔ دوسری قبر ان کے وفادار غلام کی اور تیسری کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے۔ یہ وہی عبداللہ بن عمرؓ ہیں جن کے بارے میں حضرت عمرؓ کے آخری وقت میں انہیں خلیفہ بنانے کی تجویز دی گئی تھی لیکن حضرت عمرؓ رضامند نہ ہوئے ورنہ صحابہ کی رائے تھی کہ وہ خلیفہ بننے کی تمام اہلیت رکھتے ہیں۔

ایک دفعہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دے دیا کرو۔ ان کے ایک صاحبزادے نے کہا ہم تو اجازت نہیں

Marfat.com

دے سکتے۔ عبداللہ بن عمرؓ ناراض ہوئے بیٹے کو برا بھلا کہا اور فرمایا کہ میں تو حضور ﷺ کا ارشاد سناؤں اور تو کہے کہ اجازت نہیں دے سکتے۔ اس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بیٹے سے بول چال بند کر دی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ لا تعداد حدیثوں کے راوی ہیں۔

## وادی محسر:

میدان عرفات، مزدلفہ اور منیٰ وہ مقدس سرزمین ہے جہاں حج کی تکمیل ہوتی ہے عرفات میں ایک معین و محدود وقت میں حاضری کا نام حج ہے۔ عرفات سے روانگی کے بعد رات گزارنے کے لئے حجاج مزدلفہ آتے ہیں اس کے بعد تین دن کے لئے وہ منیٰ کا رُخ کرتے ہیں۔ یہ میدان ایک ہی علاقے میں واقع ہیں۔ جس کا ایک ایک چپہ مقدس اور جس کا ایک ایک ذرہ مسلمانوں کے لئے رحمت ہے۔ یہاں آنا صرف خدا کے مقبول بندوں ہی کو نصیب ہوتا ہے۔ لیکن ان مقدس میدانوں میں ایک ایسا ٹکڑا ہے جسے "محسر" کہتے ہیں اور یہاں سے تیزی کے ساتھ گزر جانا سنت ہے۔ آپ نے فرمایا یہ عذاب والی جگہ یہاں سے تیزی سے گزر جاؤ۔

وادی محسب میں اس جگہ کو محسر کہا جاتا ہے جہاں مزدلفہ کا خاتمہ ہوتا ہے وہاں سے لیکر منیٰ کے آغاز تک یہ ایک وسیع میدان ہے اس جگہ پر کعبہ شریف کو گرانے کا ارادہ لیکر آنے والے ابرہہ اور اس کے ساتھ ہزاروں کے لشکر کو ابابیل پرندوں نے کنکریاں مار کر تباہ کر دیا تھا۔ اس سال کو عرب عام الفیل کہتے ہیں۔ یہ واقعہ محرم کے مہینے میں پیش آیا اور اس واقعہ کے پچاس روز بعد ربیع الاول میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

حبش کی عیسائی سلطنت نے یمن پر حملہ کر کے اپنی حکومت قائم کر دی تھی شاہ حبش کے مرنے کے بعد اس کے جانشین نے ابرہہ کو یمن میں اپنا نائب تسلیم کر لیا۔ رفتہ رفتہ یہ یمن کا خود مختار بادشاہ بن گیا مگر شاہ حبش کی بالادستی تسلیم کرتا رہا۔ ابرہہ بہت اثر و رسوخ والا شخص تھا اس کا اندازہ جشن سد مارب سے کیا جا سکتا ہے۔ ابرہہ کا ایک ہی مشن تھا۔ کہ عربوں میں عیسائیت پھیلانا اور ان کی تجارت پر قبضہ کرنا یہ ضرورت اس لئے بھی زیادہ اہم ہو گئی تھی کہ ایران کی ساسانی سلطنت کے ساتھ روم کی کشمکش اقتدار نے بلاد مشرق سے رومی

Marfat.com

تجارت کے دوسرے تمام راستے بند کردیئے تھے۔ابرہہ نے اس مقصد کے لئے ایک جعلی کعبہ بنایا جو آج بھی یمن کے شہر صنعاء میں عبرت کا منظر پیش کرتا ہے۔اس کام سے فارغ ہوکر اس نے شاہ حبش کو خط لکھا کہ میں عربوں کا حج کعبۃ اللہ سے اس کلیسا یعنی جعلی کعبہ کی طرف موڑے بغیر چین نہیں لوں گا اور اپنے اس ارادے کی منادی پورے یمن میں کرادی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ عربوں کو غصہ دلائے۔وہ مشتعل ہوں اور وہ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے اسے مکہ پر حملہ کرنے اور کعبۃ اللہ گرانے کا بہانہ مل جائے۔اس کے اس اعلان پر عرب بہت غضب ناک ہوگئے اور کسی عرب نے اس کے جعلی کعبہ میں رفع حاجت کرڈالی۔بعض کہتے ہیں کہ یہ فعل کرنے والا قریشی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ابرہہ نے یہ فعل خود کرایا تھا۔ مقاتل بن سلیمان کی روایت یہ ہے کہ قریش کے بعض نوجوانوں نے اس جعلی کعبہ کو آگ لگا دی تھی ان واقعات کے بعد ابرہہ نے قسم کھائی کہ میں اس وقت تک چین نہ لوں گا جب تک کعبۃ اللہ کو گرا نہ دوں۔اس کے بعد وہ 570ء میں ساٹھ ہزار فوج اور 13 ہاتھی لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوا۔راستے میں یمن کے ایک سردار نے عربوں کے ایک لشکر کے ساتھ اس کا راستہ روکا مگر اس نے شکست کھائی۔

پھر خثعم کے علاقے میں راستہ روکا گیا، یہاں بھی وہ غالب رہا، طائف کے قریب پہنچا تو بنی ثقیف نے سوچا کہ اتنی بڑی فوج کا مقابلہ ان کے بس کی بات نہیں اور وہ کہیں ان کے معبولات تباہ نہ کردے۔ چنانچہ وہ ایک وفد لیکر ابرہہ کے پاس پہنچے اور اسے کہا کہ ہمارا بت خانہ وہ معبد نہیں ہے جسے تم ڈھانے آئے ہو وہ مکہ میں ہے۔اس لئے اگر ہمارا معبد چھوڑ دیا جائے تو ہم مکہ کا راستہ بتانے کے لئے بدرقہ دینے کو تیار ہیں بنی ثقیف نے ابورغال نامی بدرقہ دیا جو راستے میں ہی مرگیا، عرب مدتوں تک اس کی قبر کو سنگسار کرتے رہے اور بنی ثقیف کو طعنہ دیتے رہے۔کہ انہوں نے کعبہ ڈھانے والوں کے ساتھ تعاون کیا تھا۔

محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ آگے بڑھ کر ابرہہ نے اہل تہامہ اور قریش کے بہت سے مویشی لوٹ لئے جس میں حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے بھی دو سو اونٹ تھے۔اس کے بعد اس نے اپنا ایک ایلچی اہل مکہ کی طرف یہ پیغام دیکر بھیجا کہ تم سے لڑنے

Marfat.com

نہیں آیا اور نہ تم مجھ سے لڑو میں صرف کعبہ گرانے آیا ہوں اسے گرانے کے بعد واپس چلا جاؤں گا۔ اس وقت مکہ کے سردار جناب عبدالمطلب تھے ابرہہ یا ایلچی انہیں ملا اور کہا کہ آپ میرے ساتھ ابرہہ کے پاس بات کرنے کے لئے چلیں۔ آپ راضی ہو گئے، عبدالمطلب اس قدر روجیہہ اور شاندار شخصیت رکھتے تھے کہ ابرہہ انہیں دیکھ کر مبہوت رہ گیا۔ متاثر ہو کر اپنے تخت سے اتر کے جناب عبدالمطلب کے برابر بیٹھا اور پوچھا۔

ابرہہ! آپ کیا چاہتے ہیں؟

عبدالمطلب: میرے اونٹ آپ نے پکڑ لئے ہیں وہ واپس کر دیں۔

ابرہہ: آپ کو دیکھ کر تو میں بہت متاثر ہوا تھا مگر آپ کی اس بات نے آپ کو میری نظروں سے گرا دیا ہے کہ آپ اپنے اونٹوں کی بات کر رہے ہیں اور جس گھر کو میں ڈھانے آیا ہوں اس کی بات نہیں کر رہے۔

عبدالمطلب: میں تو صرف اپنے اونٹوں کا مالک ہوں، اور انہیں کے بارے میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں، رہا یہ گھر تو اس کا ایک رب ہے وہ اس کی حفاظت خود کرے گا۔

ابرہہ: (مشتعل ہو کر) وہ اس کو مجھ سے نہ بچا سکے گا۔

عبدالمطلب: آپ جانیں اور گھر والا جانے یہ کہہ کر عبدالمطلب وہاں سے اپنے اونٹوں سمیت اُٹھ آئے۔ جو ابرہہ نے واپس کر دیئے تھے۔ واپس آ کر عبدالمطلب نے قریش والوں سے کہا کہ اپنے بال بچوں کو لیکر پہاڑوں پر چلے جائیں تا کہ ان کا قتل عام نہ ہو جائے۔ پھر وہ اور قریش کے چند سردار حرم میں حاضر ہوئے اور کعبے کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگیں کہ وہ اپنے گھر اور اس کے خادموں کی حفاظت فرمائے۔

ابن ہشام نے سیرت میں عبدالمطلب کی جو دُعا نقل کی ہے وہ یہ ہے کہ خدایا بندہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے۔ تو بھی اپنے گھر اور اس کے خادموں کی حفاظت فرما۔ اس وقت خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے تھے مگر قریش اس موقع پر سب کو بھول کر صرف اللہ کے آگے دست سوال پھیلا رہے تھے ان کی دُعائیں تواریخ میں ملتی ہیں ان میں اللہ واحد کے سوا کسی دوسرے کا نام تک نہیں پایا جاتا۔

Marfat.com

ابن ہشام نے سیرت میں عبدالمطلب کی جو دُعا نقل کی ہے وہ یہ ہے کہ خدایا بندہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر۔کل ان کی تدبیر تیری تدبیر کے مقابلے میں غالب نہ آنے پائے۔

ابن جریر نے عبدالمطلب کی یہ دُعا نقل کی ہے اے میرے رب تیرے سوا میں ان کے مقابلے میں کسی سے امید نہیں رکھتا۔اے میرے رب اپنے حرم کی حفاظت فرما۔یہ دُعائیں مانگ کر عبدالمطلب اور ان کے ساتھی بھی پہاڑوں پر چلے گئے اور دوسرے روز ابرہہ مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے لئے آگے بڑھا مگر اس کا خاص ہاتھی محمود جو آگے آگے تھا یکا یک بیٹھ گیا اس کو بہت مارا پیٹا گیا آنکھوں سے کچوکے دیئے گئے یہاں تک اسے زخمی کردیا گیا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا اسے کعبہ اللہ کے سوا جس سمت میں چلایا جاتا وہ بھاگ کھڑا ہوتا مگر کعبہ کی طرف رخ کرنے پر وہ بیٹھ جاتا اتنے میں پرندوں کے جھنڈ کے اپنی چونچوں میں سنگریزے لئے ہوئے آئے اور انہوں نے اس لشکر پر ان سنگریزوں کی بارش کردی جس پر بھی یہ کنکر گراتے اس کا جسم گلنا شروع ہو جاتا،محمد بن اسحاقؒ اور عکرمہؒ کی راویت ہے کہ یہ چیچک کا مرض تھا اور عرب ممالک میں سب سے پہلے چیچک اسی مقام پر دیکھی گئی۔ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جس پر کنکری گرتی تھی اسے کھجلی لاحق ہو جاتی اور کھجاتے ہی جلد پھٹتی اور گوشت جھڑنا شروع ہو جاتا گوشت اور خون پانی کی طرح بہنا شروع ہو جاتا حتیٰ کہ ہڈیاں نکل آتی تھیں خود ابرہہ کے ساتھ بھی یہی ہوا اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر رہا تھا۔اور جہاں سے کوئی ٹکڑا گرتا وہاں سے پیپ اور لہو بہنے لگتا تھا افراتفری میں ان لوگوں نے واپس یمن کی طرف بھاگنا شروع کردیا بلاد خثعم سے پکڑ لائے جانے والے بدرقہ نفیل کو کہا کہ وہ واپسی کا راستہ بتائے مگر اس نے صاف انکار کردیا،اور کہا اب بھاگنے کی جگہ کہاں ہے جبکہ خدا تعاقب کر رہا ہے۔اور نکٹا (ابرہہ) مغلوب ہے غالب نہیں۔اس بھگدڑ میں جگہ جگہ یہ لوگ گر گر مرتے رہے بھاگنے والے راستے میں مرتے چلے گئے۔خود ابرہہ خثعم پہنچ کر ہلاک ہوا۔چند روز قبل اس نے فتح کیا تھا۔

امام جعفر صادقؒ کے والد امام باقرؒ اور وہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مزدلفہ سے منیٰ کی طرف چلے تو محسر کی وادی میں آپ نے رفتار

Marfat.com

تیز کردی کہ اصحاب الفیل کا واقعہ اسی جگہ پیش آیا تھا۔اس لئے سنت یہی ہے کہ آدمی یہاں سے جلد گزر جائے اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن مجید میں سورۃ الفیل میں بیان کیا ہے حجاج کرام کو بھی اس بات کو ذہن میں رکھ لینا چاہیے اور اس مقام عبرت سے تیزی سے گزرنے کا خیال ذہن میں رکھنا چاہیے۔

## مسجد عقبہ:

مکہ مکرمہ سے جاتے ہوئے منیٰ کی ابتدا میں بائیں جانب پختہ سڑک سے ہٹ کر پہاڑ کے دامن میں یہ تاریخی مسجد ہے۔اس جگہ (انصار) مدینہ منورہ کی ایک جماعت نے آپ کے چچا حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب کی موجودگی میں بیعت کی۔اس لئے اس مسجد کو مسجد بیعت بھی کہتے ہیں۔اکثر حجاج کرام کو اس قسم کے تاریخی مقامات کا علم نہیں جو بے خبری کے عالم میں قریب سے گزر جاتے ہیں۔پہلی دفعہ مزدلفہ اور منیٰ گیا تو اس تاریخی جگہ کا مجھے علم نہ تھا۔دوسری دفعہ جب بندہ ناچیز اپنے مربی و محسن کے ساتھ عرفات، منیٰ اور مزدلفہ کے سنسان میدانوں میں گھوم رہا تھا تو انہوں نے اچانک گاڑی روکی اور مجھے ایک جنگلے کے قریب کھڑا کر دیا جو چاروں طرف سے مستقل طور پر بند کر دیا گیا تھا اندر پختہ ایک قدیم کمرہ سا بنا ہوا ہے یہی مسجد عقبہ ہے عربی نے بتایا کہ یہاں کبھی ایک غار ہوتی تھی دراصل یہ ایک پہاڑ کی گھاٹی یعنی تنگ پہاڑی گزرگاہ تھی جمرہ کبریٰ یعنی بڑا شیطان جسے دسویں ذوالحجہ کے بعد یہاں لوگوں کو آنا جانا ختم ہو جاتا تھا اسی لئے نبی کریم ﷺ نے اس جگہ کا انتخاب فرمایا تاکہ وہ تاریخی مذاکرات کئے جائیں جو بعد میں ہجرت مدینہ کی صورت میں سامنے آئے اور یوں یثرب مدینۃ النبی ﷺ بن گیا، عقبہ کے مقام پر انصار مدینہ سے آپ کی تین وفود سے ملاقاتیں ہوئیں۔

## غار مرسلات:

مسجد خیف کی جنوبی سمت میں جبل صفائح کے دامن میں ایک چھوٹا غار ہے نبی کریم ﷺ نے اس پہاڑ کے سائے میں آرام فرمایا۔آپ غار میں تشریف لے گئے۔تو

Marfat.com

سورۃ مرسلات (پارہ 29) نازل ہوئی اس لئے یہ غار مرسلات کے نام سے مشہور ہے حج کے موقع پر اس بابرکت مقام کی زیارت کے لئے حجاج بکثرت جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم منیٰ میں ایک غار میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اتنے میں سورہ مرسلات آپ پر اتری۔ ہم نے آپ کے منہ سے سن کر اسے سیکھا۔ ابھی آپ پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ نکلا۔ آپ نے فرمایا اپنے آپ کو بچا کر اسے مارو۔ ہم لوگ مارنے دوڑے وہ تیزی سے اپنے بل میں گھس گیا آپ نے فرمایا چلو وہ تمہاری زد سے بچ گیا اور تم اس کی زد سے بچ گئے۔ (اللہ کا شکر کرو)

سورہ مرسلات کا موضوع قیامت اور آخرت کا اثبات اور اس کا منکرین کو خبردار کرنا ہے۔

## مسجد کوثر:

حج کے موقع پر منیٰ جائیں یا عمرہ کے بعد منیٰ کی زیارت کے لئے جائیں تو جمرہ وسطی یعنی درمیانی شیطان کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد ہے اس جگہ نبی کریم ﷺ پر سورۃ کوثر نازل ہوئی جس کی یادگار یہ مسجد ہے۔ فضیلت والی جگہ پر زیارت عظیم ہے۔ کوثر ایک حوض کا نام ہے۔ جو آپ ﷺ کو عطا کیا گیا قیامت کے روز جب ہر شخص العطش العطش پیاس پیاس کر رہا ہوگا، آپ سب سے پہلے یہاں پہنچیں گے۔ اور اس کے درمیان میں تشریف فرما ہوں گے۔ آپ کی اُمت آپ کے ساتھ ہوگی اور اس سے سیراب ہوگی۔ اس پانی کی کیفیت حضور ﷺ نے یہ بیان فرمائی کہ اس کا پانی دودھ اور چاندی سے زیادہ سفید ہوگا۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا اس کی تہہ کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگی۔ اس پر اتنے کوزے رکھے ہوں گے۔ جتنے آسمان میں تارے ہیں جو اس کا پانی پی لے گا اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔ اور جو اس سے محروم رہ گیا وہ پھر کبھی سیراب نہ ہوگا۔ معراج کے موقع پر آپ نے یہ نہر دیکھی اس کے کناروں پر اندر سے ترشے ہوئے ہیروں کے قبے بنے ہوئے تھے اور اس کی تہہ میں کنکریوں کی بجائے موتی پڑے ہیں آیئے دیکھیں سورۃ کوثر کن حالات میں نازل ہوئی۔

حضور ﷺ کے دوسرے صاحبزادے کا انتقال ہوگیا۔ گھر میں میت تھی اور باپ

Marfat.com

کو بیٹے کا غم تھا حقیقی چچا ابولہب کا گھر ساتھ تھا۔ دیواریں سانجھی تھیں، خونی رشتے کی عربوں میں بڑی اہمیت تھی مگر ابولہب تو آپ کو تکلیف میں دیکھ کر خوش تھا۔ یہ تکلیف آپ پر آئی تو اس کی تو جیسے عید ہوگئی صبح ہوئی وہ گھر گھر یہ خبر پہنچانے لگا۔

ابتر محمد اللیلۃ (آج رات محمد ﷺ کی جڑ کٹ گئی وہ لاولد ہو گئے)

اس کے بعد مکہ کے ایک سردار عاص بن وائل نے آپ کے لئے ابتر کا لفظ خاص کر دیا، جب بھی کوئی آپ کا ذکر کرتا وہ فوراً منہ بنا کر کہتا اجی ان کی بات کیا لے بیٹھے وہ تو ابتر (جڑ کٹے) آدمی ہیں اس ابتر والی بات کو انہوں نے خوب پھیلایا۔ سرداران قریش آپ کے لئے یہی لفظ استعمال کرنے لگے۔ یہ لفظ دودھاری تلوار کی طرح تھا۔ اس سے ان کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ آپ کو اپنے صاحبزادوں کے مرنے کا غم ستاتا رہے اور دوسرا یہ کہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دیں کہ آپ اپنی قوم سے کٹ کر اس درخت کی مانند ہو گئے ہیں جس کی جڑیں کٹ گئی ہوں اور وہ گرنے ہی والا ہو۔ عاص بن وائل طنزاً کہتا تھا ارے یہ بے نسل رہ گئے ان کا کوئی نام لیوا نہیں۔ ان کا نام مٹ جائے گا اور ان سے تمہارا پیچھا چھوٹ جائے گا۔ اس طرح یہ ایک لفظ ابتر ہر ایک کی زبان پر چڑھ گیا۔ مسلمان جدھر سے گزرتے وہ ابتر ابتر کہہ کر آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے اور کہتے یہ بڑے بے وقوف لوگ ہیں کہ ایک جڑ کٹے سے اپنی امیدیں باندھ رکھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے لفظ ابتر کے مقابلے کی ضرورت کے پیش نظر سورۃ کوثر کو نازل فرمایا۔ اے نبی ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا پس تم اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا (ابتر) ہے۔

یہ سورۃ نازل ہوئی اور آپ نے مخالفین کے سامنے پڑھی تو وہ اس کے ادبی حسن سے مبہوت رہ گئے ادب شناس مخالف اس تین آیتوں پر مشتمل مختصری سورۃ کے اختصار و جمال پر عش عش کر اٹھے لیکن انہیں لفظ کوثر کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا چنانچہ وہ لفظ ابتر کو تو بھول گئے اور لفظ کوثر کے پیچھے پڑ گئے۔ کہ اس کا کیا مطلب ہے ایک دوسرے سے پوچھنے لگے یہ کوثر کیا ہے؟ ماہرین، شعرا کلام کے آگے پیچھے پھرنے لگے کہ لفظ کوثر کا مطلب بتائیں ہر بازار، ہر گلی، ہر کوچہ اور ہر محفل میں بس اسی ایک لفظ کی تکرار ہونے لگی۔

Marfat.com

لفظ ابتر کے مقابلے میں لفظ کوثر میں صوتی حسن بہت زیادہ ہے۔حتی کہ لوگوں نے آپ اور آپ ساتھیوں سے رجوع کیا اور انہیں لفظ کوثر کا مطلب بتایا گیا، اس طرح اس لفظ کوثر نے مخالفوں کے پراپیگنڈے کے پرخچے اُڑا کر رکھ دیئے وہ مخالفین جو ابتر ابتر کہتے ہوئے ناچتے پھرتے تھے، ان پر ایک زبردست ضرب لگائی کہ تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔ کیونکہ انہیں خیر کثیر اللہ کا دین اور حوض کوثر نہیں ملا۔ اولاد کس کی باقی رہ گئی ہے جوان کی رہ جائے گی یہ تو سب مٹ جانے والے ہیں۔ اس سورۃ نے دشمنوں کو ایسا لا جواب کیا کہ پھر کسی کو ابتر کہنے کی جرات نہ ہوئی، رواج تھا، کہ خانہ کعبہ کے دروازے پر چیلنج کے طور پر کسی شعر یا کلام کو آویزاں کر دیا جاتا تھا، کہ اس کے مقابلے کا شعر یا کلام لاؤ۔ اگر کوئی لے آتا تو پہلے والا اتار کر یہ دوسرے والا آویزاں کر دیا جاتا اور وہ اس تک وہاں رہتا تھا جب تک اس کے مقابلے کا کلام نہ آجاتا تھا، عکاظ کے میلے میں جو مقابلہ ہوتا تھا اس میں اول آنے والا کلام بھی خانہ کعبہ کے دروازے پر آویزاں کر دیا جاتا تھا، مسلمانوں نے سورۃ کوثر کے اعجاز واثر کو دیکھ کر اسے خانہ کعبہ کے دروازے پر آویزاں کر دیا، اس چیلنج کو جواب دینے کے لئے بڑا جوش وخروش پیدا ہوا، صحن کعبہ میں اس چیلنج کا جواب لانے والوں کی لائن لگ گئی۔

فصحائے قریش ہزار مخالفت کے باوجود سخن شناس تھے ہر ایک کو سنتے، ادب کے معیار حسن کو پرکھتے اور پھر سب متفقہ کہتے کہ نہیں یہ اس معیار کا کلام نہیں ہے کچھ اور کوشش کر کے دیکھو۔ اس چیلنج کی شہرت مکہ سے باہر تک پہنچ گئی چنانچہ حج کے موقع پر جمع ہونے والے شاعروں اور خطیبوں نے بھی خوب خوب زور لگایا مگر سب بے بس ہو گئے آخر عاجز آ کر کسی نے کہا۔

یہ انسان کا قول نہیں ان واقعات کو ذہن میں تازہ کر کے اگر مسجد کوثر کی زیارت کریں اور دو رکعت نفل پڑھیں تو کچھ اور ہی لذت محسوس ہوتی ہے۔

## مسجد الکبش:

دراصل یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ رب العزت کے حکم

Marfat.com

کے مطابق اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا تھا، یادگار کے طور پر حضرت امیر معاویہؓ نے اس جگہ کو مسجد بنا دیا تھا۔

## مسجد تنعیم:

مسجد تنعیم کو مسجد عائشہ بھی کہا جاتا ہے۔ تنعیم دراصل اس جگہ کا نام ہے جو حدود حرم سے باہر ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اس جگہ سے عمرہ کرنے کے لئے حکم دیا تھا یعنی یہاں سے احرام باندھنے اور عمرہ کی نیت کرنے کو کہا تھا۔ یہ مسجد اسی جگہ بنائی گئی ہے۔ جہاں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے احرام باندھا اور عمرہ کی نیت کی تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم رسول ﷺ کے ساتھ مدینہ سے حج کے ارادے سے نکلے۔ جب سرف میں پہنچے تو محض حیض آ گیا۔ میں اس غم میں رو رہی تھی کہ عمرہ کی سعادت سے محروم ہو جاؤں گی کہ آپ تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کیوں روتی ہے۔ بھولی بھالی عورت میں نے کہا کہ کاش میں اس سال حج پر نہ آئی ہوتی۔ آپ نے فرمایا شاید تجھے حیض آ گیا ہے تو اس کا غم نہ کر آخر تو بھی آدم کی بیٹی ہے اللہ نے جوان کی قسمت میں لکھا ہے تیرے لئے بھی لکھا ہے۔ تو حج کرتی رہ اللہ سے اُمید ہے کہ وہ عمرہ بھی تجھے نصیب کرے۔ پھر ہم حج کرنے کے لئے نکلے۔ جب میں عرفات میں منیٰ کو آئی تو اس وقت پاک ہوئی، پھر ہم آپ کے ساتھ وادی محصب آ کر اترے اس وقت آپ نے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی بہن کو حد حرم سے باہر تنعیم لے جا تا کہ وہاں سے وہ عمرے کا احرام باندھے۔ چنانچہ اہل مکہ اس جگہ سے عمرہ کرتے ہیں گو اور بھی جگہیں ہیں جہاں سے احرام باندھا جا سکتا ہے مگر تنعیم اور جعرانہ سے عمرہ کرنا افضل ہے اور تنعیم سے افضل ترین یہ جگہ اہل مکہ کے لئے عمرہ کرنے کے لئے احرام باندھنے کا مقام بھی ہے اور زیارت بھی کہ اُم المومنین نے یہاں سے احرام باندھا تھا۔

## مسجد خیف:

خیف پہاڑ کے دامن کو کہتے ہیں یہ مسجد چونکہ پہاڑ کے نیچے ہے اس لئے اس کا نام مسجد خیف

Marfat.com

ہے۔ یہ منیٰ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔اس مسجد کے درمیان میں ایک گنبد ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں آخری حج کے موقع پر آپ ﷺ کا خیمہ لگایا گیا تھااور آپ نے یہاں پانچ نمازیں ادا فرمائیں۔اس مسجد میں ستر انبیاءعلیہ السلام دفن ہیں۔

## مسجد نمرہ:

ہر سال حج کے موقع پر ٹیلی ویژن میں امام وخطیب کا خطبہ دینے کا منظر دکھایا جاتا ہے امام وخطیب صاحب مسجد نمرہ کی اس بابرکت جگہ پر کھڑے ہوتے ہیں جہاں حضور پاک ﷺ نے نماز پڑھائی تھی ۔ یہ مسجد حدود حرم اور حدود عرفات سے باہر وادی عرنہ میں ہے۔اس خاص جگہ کا نام نمرہ ہے اس لئے اسے مسجد نمرہ کہتے ہیں۔اسے مسجد ابراہیم بھی کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اس جگہ قیام فرمایا۔یہاں ظہر وعصر کی نماز اور خطبہ کے بعد آپ نے جبل رحمت کے قریب وقوف عرفات کا وقت یعنی زوال کے بعد غروب آفتاب تک پورا کیا۔اس بابرکت جگہ پر دو رکعت نفل ادا کرنے اور مسجد کو تفصیل سے دیکھنے کے بعد ہم مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے۔

## مسجد مزدلفہ:

اس مسجد کو مسجد مشعر الحرام بھی کہتے ہیں نبی کریم ﷺ آخری حج کے موقع پر اس جگہ جہاں اب یہ مسجد ہے۔مزدلفہ کی پوری رات ذکر وفکر اور عبادت میں مصروف رہے۔ کیونکہ مزدلفہ کی رات بڑی عظمت اور فضیلت والی رات ہوتی ہے۔اور پھر وہ مقام جو نبی کریم ﷺ سے مناسبت بھی رکھتا ہو۔عبادت کا مزہ دو چند ہو جاتا ہے۔

## مسجد منیٰ:

یہاں سے آگے بڑھے تو مسجد منیٰ پہنچے اس مسجد کو مسجد نحر بھی کہتے ہیں۔(نحر اونٹ ذبح کرنے سے پہلے برچھے سے اس کے دل میں سوراخ کرنے کو کہتے ہیں) نبی کریم ﷺ نے اس جگہ عید نماز پڑھی اور قربانی کے جانور ذبح کئے یہ پہلے شیطان اور درمیانی شیطان کے درمیان عرفات کے لئے جانے والی سڑک کے دائیں طرف واقع ہے۔

Marfat.com

## مسجد استراحہ:

منیٰ سے آتے ہوئے مکہ مکرمہ کا پہلا محلہ معابدہ ہے۔ نبی کریم ﷺ 13 ذوالحجہ حج سے واپسی پر اس جگہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اور آرام فرمایا، اس لئے اس مسجد کا نام مسجد استراء چلڈ ہے گنجان آبادی کی وجہ سے یہ مسجد سڑک سے کچھ دور ہے۔

## غارِ ثور:

جبل ثور نہایت بلند پر پیچ اور مشکل چڑھائی والا پہاڑ ہے۔ یہاں پتھر بھی بکثرت ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کے دونوں پاؤں زخمی ہو گئے تھے آپ قدموں کے نشان چھپانے کے لئے پنجوں کے بل چل رہے تھے، پہاڑ کے دامن میں پہنچ کر حضرت ابوبکرؓ سے آپ کی حالت دیکھی نہ گئی اور انہوں نے آپ کو کندھوں پر اٹھا لیا اور دوڑتے ہوئے پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار کے پاس پہنچے۔ جو بعد میں تاریخ کا حصہ بن گیا اسے غار ثور کہتے ہیں۔

اس غار میں دو آدمیوں کے لیٹنے کی جگہ ہے یا تین چار بیٹھ سکتے ہیں غار میں داخل ہونے سے پہلے ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو باہر کھڑا کیا اور اندر سے صفائی کی۔ اپنا تہہ بند پھاڑ کر ایک جگہ سوراخ تھے انہیں بند کیا۔ لیکن دو سوراخ باقی بچ رہے۔ دونوں سوراخوں پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پاؤں کی ایڑھی رکھ دی۔ اس روز ایک عورت جو بکریاں چرا رہی تھی جب آپ کے سامنے سے گزر کر پیچھا کرنے والوں نے اس عورت سے پوچھا کیا تم نے دو آدمی گزرتے دیکھے اس نے کہا ہاں دیکھے اور ساتھ ہی بتایا کہ وہ جبل ثور کی طرف گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی مخبری کرنے پر اسے پتھر کا بنا دیا گویا بالکل انسانی بت ہے۔ مگر یہ محض روایتیں اور حکایتیں ہی ہیں۔

**وادی قدیر:** مکہ سے جدید شاہراہ (ہائی وے) پر مدینہ منورہ کو جاتے ہوئے راستے میں ایک جگہ آتی ہے جسے وادی قدیر کہتے ہیں۔ یہاں آج بھی وہ جگہ موجود ہے جہاں ہجرت کے سفر میں ایک موقع پر سراقہ گھوڑا دوڑاتا ہوا قریب آ گیا۔ لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا۔ ترکش سے فال کے تیر نکالے حملہ کرنا چاہیے یا نہیں۔ جواب ملا نہیں

Marfat.com

لیکن سو اونٹوں کا لالچ تھا تیر کی بات ماننے کی بجائے پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے بڑھا۔ ابو بکرؓ تشویش سے بار بار پیچھے سراقہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ پیچھا کرنے والا ہمیں آلینا چاہتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ سراقہ قریب آیا تو گھوڑے کے پاؤں زمین سے دھنس گئے تو میں نے دیکھا کہ اس کے پاؤں جہاں دھنس گئے تھے وہاں سے لے کر آسمان کی طرف دھوئیں جیسا غبار اڑ رہا تھا۔ سراقہ ڈر گیا پھر فال کے تیر سے قسمت معلوم کی پھر وہی تیر نکلا جو اسے پسند نہ تھا۔ اس کے بعد سراقہ بن مالک نے امان کے ساتھ آپ ﷺ کو پکارا جناب نبی کریم ﷺ ٹھہر گئے، اور اس کی فرمائش پر آپ نے عامر بن فہیرہ سے پروانہ امن لکھوا کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سراقہ میں تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ چنانچہ سراقہؓ بعد میں مسلمان ہوئے اور جب ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے زیورات مال غنیمت میں آئے تو حضرت عمرؓ نے سراقہ کو وہ کسریٰ کے کنگن پہنا کر عالم نیرنگی کا تماشا دیکھا۔

# قبر مبارک اُم المومنین

## حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوں تو تقریباً 15 کلومیٹر کے بعد ایک مشہور آبادی وادی فاطمہ آتی ہے۔ جس کے قریب سڑک کے بائیں طرف (جس سڑک پر آپ مدینہ جا رہے تھے) پہاڑ کے دامن میں اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے سادہ سی چار دیواری کے اندر ایک کچی قبر ہے جس کے کنارے پختہ ہیں کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہاں اُمت کی ماں سو رہی ہے۔ پہلی دفعہ جب میں حرمین کی زیارت کے لئے گیا تو مجھے اور میرے میزبان کو تصور بھی نہ تھا کہ ہم نے دوبارہ اُم المومنین کی قبر مبارک پر حاضری دینا ہے میرا رہبر عرصہ دس سال سے مکہ معظمہ میں رہ رہا ہے مگر مدینہ سے واپسی پر جب ہم وادی فاطمہ پہنچے تو ہائی وے سے اتر کر اندر کی ذیلی سڑکوں پر گھومتے رہے اور قبر مبارک تلاش کرتے رہے۔ مقامی آبادی بھی راہنمائی کرنے سے قاصر رہی پھر ایک گاڑی والے ہمیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا ہمیں ایک چار دیواری کے پاس کھڑا کر کے

Marfat.com

چلا گیا، چار دیواری کے باہر گیٹ پر مقبرہ اُم المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا لکھا تھا۔ تب ہمیں معلوم ہوا کہ یہی وہ قبر ہے جس کی تلاش میں ہم گھوم رہے تھے اُم المومنین حضرت میمونہؓ کی قبر مبارک جس جگہ واقع ہے اس کا نام سرف ہے۔ ذیقعد 7 ھ میں جب آپ ﷺ عمرہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے موضع سرف میں آپ ﷺ کا نکاح ہوا۔ حضور صلعم نے ارادہ فرمایا کہ عمرہ سے فراغت کے بعد مکہ مکرمہ میں رخصتی ہو جائے۔ مکہ مکرمہ والوں نے قیام کی اجازت نہ دی۔ اس سے واپسی سرف ہی میں رخصتی ہوئی اور سرف ہی میں خاص رخصتی کا خیمہ تھا۔ 51 ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر 81 برس تھی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میمونہؓ ہم سب میں زیادہ متقی اور صلہ رحمی والی تھیں۔ حضرت میمونہؓ سے حضور ﷺ کا نکاح آخری نکاح تھا۔ یہ بڑی سعادت کی جگہ ہے۔

## مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے نبی اور بڑے مخلص ترین دوست تھے۔ انہوں نے شہر مکہ کے لئے تجھ سے دُعا کی اور تو نے قبول کی۔ یا اللہ! میں تیرا نبی، تیرا رسول، تیرا بندہ اہل مدینہ کے لئے دعا گو ہوں۔ فرمایا۔ مدینہ جو مجھ سے پہلے یثرب کہلاتا تھا۔ یعنی اذیتوں کا مقام جہاں بیماریاں عام تھیں ثنیۃ الوداع سے آگے کوئی شخص اس وقت تک نہ جاتا تھا جب تک گدھوں کی آواز میں تین دفعہ ڈھچوں با آواز بلند نہ کہتا تھا کیونکہ انہیں وہم تھا کہ ایسا نہ کیا تو اسے وبائی بیماریاں لگ جائیں گی فرمایا یاد رکھو میرے حرم کی سرزمین انبیاء کی سرزمین ہے اور اب اگر کسی امتی کی زبان سے بھول کر بھی اس سرزمین کا نام یثرب نکل جائے تو اسے چاہیے کہ وہ دس بار مدینہ منورہ کہے بلکہ تین بار استغفر اللہ کہے۔ فرمایا یقین کرو مدینہ منورہ مقام راحت و مسرت ہے اور یاد رکھو!

اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو وہیں مدفون فرماتے ہیں جو جگہ اسے زیادہ پیاری ہو مجھے مدینہ کی زمین سے بے پناہ محبت ہے اور اس محبت کو میں نے اپنے اللہ سے مانگ کر لیا ہے۔ تمہارے ایمان کی کسوٹی اسی محبت کو قرار دیا جاتا ہے۔ تم میں سے جو بھی صاحب ایمان ہو گا وہ مدینہ منورہ کی طرف یوں دوڑ کر آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں دوڑ کر

Marfat.com

داخل ہوتا ہے اللہ کریم نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی دُعا منظور فرمائی اور مدینہ المنورہ کو حرم مکہ کی طرح حرم مدینہ منورہ منظور فرمایا۔

جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث آئی ہے کہ اے اللہ مدینہ منورہ کو مکہ سے ثواب واجر میں دوگنا کر گویا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں نیکی کا دوگنا اجر وثواب ملتا ہے۔

فرمایا: میرے اس شہر میں جو لوگ ٹھہرنے کے دوران موسم یا حالات کی سختیوں کو برداشت کرتے ہوئے صبر کریں گے میں قیامت کے دن ان کی شفاعت کا وعدہ کرتا ہوں۔

فرمایا: فرشتے مدینہ منورہ کے پہاڑوں میں واقع خصوصی راستوں پر متعین ہوکر پاسبانی کر رہے ہیں تاکہ طاعون اور دجال کی مدافعت کرسکیں۔

## مسجد قباء:

اسلام میں سب سے پہلی مسجد قباء کا درجہ رکھنے والی مسجد کی زیارت مسنون ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کے علاوہ باقی مساجد کی حیثیت صرف تاریخی ہے مسجد حرام مسجد نبوی ﷺ اور بیت المقدس کے بعد مسجد قباء دنیا بھر کی تمام مساجد سے افضل ہے اس کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں کی ہے۔

> ترجمہ: یقیناً یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری اور تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس مسجد کا حق ہے کہ آپ (نبی ﷺ) اس میں نماز پڑھا کریں۔ یہ حکم نبی ﷺ کے لئے ہے۔

حضور ﷺ نے اس مسجد کے بارے میں فرمایا مسجد قباء میں دو رکعت نماز پڑھنا ایک عمرہ کے ثواب کے برابر ہے اس کی بنیاد حضور ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے پتھر رکھ کر کی۔ بھاری بھاری پتھر خود اٹھاتے تھے جب جسم مبارک تھک جاتا تھا، عقیدت مند آتے اور کہتے آپ ﷺ چھوڑ دیں ہم اٹھالیں گے آپ ﷺ درخواست قبول کرتے اور پھر دوسرا پتھر اٹھا لیتے۔ صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک کو آپ نے حکم دیا کہ ترتیب کے ساتھ ایک ایک پتھر رکھیں یہ مسجد حضرت مکتومؓ کی سرزمین پر بنائی گئی جہاں پر کھجوریں خشک کی جاتی تھیں عبداللہ بن رواحہؓ جو شاعر تھے وہ بھی شریک تھے۔ وہ ساتھ ساتھ اشعار پڑھتے جاتے تھے

Marfat.com

حضور ﷺ بھی ہر قافیہ کے ساتھ آواز ملاتے جاتے۔

ترجمہ: وہ کامیاب ہوا جو مسجد تعمیر کرتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے اور رات کو جاگتا رہتا ہے۔

یہ عظیم مسجد عظیم زیارت گاہ ہے جس کے صحن میں وہ محراب ہے جہاں آیت نازل ہوئی اسی محراب کے سامنے ذرا بائیں ہاتھ وہ جگہ ہے جہاں حضور ﷺ کی سواری "قصوا" بیٹھی تھی پہلے کچے فرش پر اس جگہ چونے سے بنا نشان نظر آتا ہے مگر اب سنگ مرمر کا فرش بنا دیا گیا ہے مگر زیارت کے وقت یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے ہفتہ کے روز اس مسجد کی زیارت افضل ہے کیونکہ آپ ﷺ ہفتہ کے روز یہاں تشریف لائے تھے 17 رمضان المبارک کو بھی یہاں تشریف لائے تھے یہ مسجد نبویؐ سے دو میل کے فاصلے پر تھی۔ مگر اب تو مدینہ کی آبادی اس مسجد تک آ گئی ہے مسجد کی موجودہ عمارت خادم الحرمین الشریفین الملک فہد بن عبدالعزیزؒ کی بنائی ہوئی ہے جس کی دیواروں اور فرش پر سنگ مرمر لگایا ہے خوبصورت اور مضبوط دروازے لگائے گئے ہیں۔ اندرونی محراب حکومت تیونس نے بے حد خوبصورت بنوا کر عطیہ کیا ہے یہ مسجد تعمیراتی لحاظ سے نہایت عالیشان اور بے حد جاذب نظر بن گئی ہے۔

## مسجد جمعہ:

قباء والوں کی بستی میں چودہ دن قیام کے بعد جمعہ کے روز آپ ﷺ مدینہ شہر کی طرف روانہ ہوئے مدینہ کے لوگ صبح سویرے تلواریں سجائے بنے سنورے آقائے دو جہاں ﷺ کو مدینہ لانے کے لئے قباء پہنچ چکے تھے۔ دن چڑھے آپ ﷺ اپنی ناقہ قصواء پر سوار ہوئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو ساتھ بٹھایا تقریباً پانچ سو مسلح انصار کی دو صفیں دائیں بائیں ہو گئیں۔ راستے میں آپ ﷺ کی زیارت کرنے والے مردوں کا ہجوم تھا۔ عورتیں مکانوں کی چھتوں پر سے آپ ﷺ کی زیارت کر رہی تھیں ایک میلے کا سماں تھا۔ بچے اور لڑکے مسرت سے نعرے لگاتے پھر رہے تھے۔

اللہ اکبر، جاء محمد ﷺ اللہ بڑا ہے، محمد ﷺ آ گئے۔

اللہ اکبر، جاء محمد ﷺ اللہ بڑا ہے، محمد ﷺ آ گئے۔

Marfat.com

ہر شخص کی زبان پر ایک ہی بات تھی، جاء نبی اللہ، اللہ کے نبی آ گئے۔
قبیلہ بنی سالم کے محلے تک پہنچے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے یہاں نماز ادا فرمائی۔ نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ یہ حضور ﷺ کا سب سے پہلا خطبہ نمازِ جمعہ تھا اس مسجد کو مسجد وادی اور مسجد عاتکہ بھی کہتے ہیں۔

## مسجد قبلتین:

حضور ﷺ نے جب مکہ سے ہجرت فرمائی تو آپ ﷺ سترہ ماہ تک اپنے معمول کے مطابق بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ آپ ﷺ کی شدید خواہش تھی کہ نماز کا رخ کعبہ کی طرف پھیر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام سے بھی ذکر کیا کہ میری خواہش ہے کہ اللہ میرا رخ یہود کے قبلہ سے پھیر دے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ ﷺ اپنے رب سے درخواست کیجئے آپ ﷺ دعا کرتے رہے اور ہر نماز کے بعد چہرہ آسمان کی طرف اٹھا لیتے کہ شاید اب حکم ربی آ جائے، ہجرت کے اٹھارویں مہینے یعنی شعبان دو ہجری میں بدر کے معرکہ سے ایک ماہ قبل سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔

> ترجمہ: تمہارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں اور ہم اس قبلہ کی طرف تمہیں پھیرے دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو۔ مسجد حرام کی طرف رخ پھیر دو اب جہاں کہیں تم ہو اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔

کہتے ہیں کہ تحویل قبلہ کا یہ حکم عین حالت نماز میں اسی مسجد میں نازل ہوا تھا اس لئے اسے مسجد قبلتین کہتے ہیں لیکن ابن سعدؒ کی راویت ہے کہ حضور ﷺ اس روز بشر بن براء بن معرورؓ کے ہاں دعوت پر تشریف لے گئے تھے۔ ظہر کا وقت آ گیا تھا حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ تیسری رکعت میں یکایک یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے کعبے کی طرف رخ کر لیا، صحابہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی کعبہ کی طرف پھر گئے، اس کے بعد مدینہ منورہ اور اطراف مدینہ میں اس کی خوب منادی کرائی گئی۔

Marfat.com

خبردار رہو قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے ایک جگہ منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ لوگ رکوع میں تھے حکم سنتے ہی سب کے سب کعبہ کی طرف مڑ گئے، جو مدینہ کے عین جنوب میں ہے۔ جبکہ بیت المقدس عین شمال میں ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح حالت نماز میں حکم سننے والے امام چل کر مقتدیوں کے آگے آئے ہوں گے۔ بہرحال اس مسجد میں کچھ عرصہ تک پہلے دو محرابیں تھیں مگر اب تھوڑا عرصہ پہلے بیت المقدس کی طرف کے رخ والا محراب بند کر دیا گیا ہے۔

## طلع البدر:

مجھے مدینہ میں اس مکان کی تلاش تھی جس کی چھت پر کھڑے ہو کر انصار بچیوں نے دف بجا کر استقبال کیا تھا۔

ترجمہ: جنوب کے پہاڑوں سے چودھویں کا چاند نکل آیا شکر واجب ہے ہمیں اللہ کا کیسا عمدہ دین اور تعلیم تیرے حکم کی اطاعت فرض ہے تجھے بھیجنے والا کبریا ہے۔

## مکان حضرت ابوایوب انصاریؓ:

آپ قباء سے روانہ ہو کر قبیلہ بنی سالم پہنچے اور یہیں نماز جمعہ ادا کی۔ نماز کے بعد قبیلہ والوں نے مہار تھام لی اور اصرار کیا کہ آپ ﷺ یہیں قیام فرمائیں انصار مدینہ بھی استقبال کے لئے یہاں پہنچ چکے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا اصرار بھی بڑھتا جا رہا تھا ہر کوئی التجا کرتا یا رسول اللہ ﷺ غریب خانہ کو دولت خانہ بنایئے۔ یا رسول اللہ ﷺ مکان حاضر ہے، مال حاضر ہے، جان حاضر ہے۔

حضور ﷺ کو کسی کی دل شکنی گوارہ نہ تھی آپ نے ناقہ قصواء کی مہار چھوڑ دی اور فرمایا یہ ناقہ مامور ہے جہاں بیٹھ جائے گی وہاں قیام ہوگا، ناقہ چلتی رہی یہاں تک کہ قبیلہ بنی نجار آ گیا یہاں ناقہ اس جگہ پہنچی جہاں مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے تو بیٹھ گئی آپ ﷺ نے فرمایا، یہیں انشاء اللہ قیام ہوگا۔ ابھی آپ ﷺ اترے نہیں تھے کہ ناقہ کھڑی ہوگئی کچھ چلی پھر آ کر اسی جگہ بیٹھ گئی، اور اپنی گردن زمین پر پھیلا دی بنی نجار کو یہ سعادت میسر آئی تو بچے

Marfat.com

بچے کے دل کی کلی کھل گئی لڑکیوں نے گیت گایا۔
ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ محمد ﷺ ہمارے پڑوسی بنے۔
محمد ﷺ کیسے اچھے پڑوسی ہیں۔ کس قدر عجیب بات ہے کہ محمد ﷺ ہمارے پڑوسی ہیں۔
حضور ﷺ نے ان سے شفقت سے پوچھا۔
تمہیں مجھ سے محبت ہے؟ سب نے بیک زبان ہوکر کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ ہاں...... آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے بھی تم سے محبت ہے۔ اب قیام کا مسئلہ آیا تو حضور ﷺ نے دریافت فرمایا:
ہمارے رشتہ داروں میں سے کس کا مکان قریب ہے یہ خوش نصیبی حضرت ابوایوب انصاریؓ کو حاصل ہوئی وہ فوراً بول اٹھے۔
ترجمہ: میں حاضر ہوں اے اللہ کے نبی ﷺ یہ میرا مکان ہے یہ میرا دوازہ ہے۔
حضور ﷺ نے اس مکان میں سات ماہ قیام فرمایا پہلے نیچے کی منزل پر قیام تھا ایک روز حضرت ایوب انصاریؓ کو خیال آیا کہ میرے حضور ﷺ نیچے ہیں اور ہم اوپر کیسی بے ادبی ہے۔ فوراً ایک کنارے سمٹ گئے اور اسی طرح رات گزار دی صبح حضور ﷺ سے درخواست کی کہ آپ اوپر قیام فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا آنے جانے والوں کو اسی میں آسانی ہے۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے دست بستہ عرض کی۔
ترجمہ: مین تو اس چھت پر نہیں چڑھ سکتا، جس کے نیچے حضور ﷺ والا ہوں جب مسجد نبوی ﷺ اور حجرے تیار ہوگئے تو آپ وہاں منتقل ہوگئے اب اس مکان کے اندر ایک اچھی سی مسجد ہے اور اسی زمانے کا ایک کنواں بھی ہے۔

## سقیفہ بنی ساعدہ:

یہ وہ مقدس مکان ہے جہاں انصار اور مہاجرین میں سے سرکردہ صحابہ کرامؓ نے متفقہ طور پر حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ منتخب کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرتے ہوئے تمام مسلمانوں کے لئے آپ کو واجب اطاعت اور خلیفۃ الرسول کا اعلان کیا۔ حضرت عمرؓ نے نام تجویز کیا اور تمام صحابہؓ نے تائید کی اور اپنی رائے کا حق استعمال کرتے ہوئے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا نام نامی خلیفۃ الرسول رکھا اور اسی طرح جمہور صحابہ کرام کی رائے

Marfat.com

سے اسلام کے جمہوری نظام شورائی کی روشنی میں امت مسلمہ کے پہلے منتخب خلیفہ ہوئے۔ اسلامی ریاست کی بنیاد آمرانہ یا بادشاہی طرز حکومت کی بجائے اسلامی شوراتی نظام کے تحت ہونی چاہیے۔

## مکان عشرہ مبشرہ:

حضور ﷺ نے اس مکان میں دس جید صحابہ کو جنتی ہونے کی خوش خبری دی تھی جن کے اسمائے گرام حسب ذیل ہیں۔

1- حضرت ابو بکر صدیق ؓ
2- حضرت عمر فاروق ؓ
3- حضرت عثمان ذوالنورین ؓ
4- حضرت علی المرتضیٰ ؓ
5- حضرت سعد ابن مالک
6- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ
7- حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ؓ
8- حضرت سعد ابن وقاص ؓ
9- حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ
10- حضرت زبیر بن عوامؓ

حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ کے زمانے میں اس مکان کی اہمیت " قومی اسمبلی ہال " کی تھی جہاں اہم امور پر مشورہ کیا جاتا تھا۔

## جبل اُحد:

مدینہ طیبہ سے شمال کی جانب 6 کلومیٹر کے فاصلے پر جبل اُحد کا پہاڑ واقع ہے جس کی زیارت کرنا بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس مقدس پہاڑ کے بارے میں فرمایا، اُحد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُحد پہاڑ سے کرتے ہیں۔ حضور ﷺ جب اُحد پر تشریف لائے تو فرمایا۔

تم اُحد پر آؤ اس کے درخت سے کچھ کھاؤ اگرچہ کانٹے والا درخت ہی کیوں نہ ہو۔

حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق وہاں کے درخت، پودے، بوٹی، وغیرہ کھالینا چاہیے، اُحد پہاڑ کی زیارت جمعرات کو افضل ہے اس پہاڑ کی زیارت کرتے وقت تین ہجری میں ہمیں اس کے دامن میں ہونے والے معرکہ حق و باطل کو ذہن میں تازہ کرلینا

Marfat.com

چاہیے جہاں حضرت حمزہؓ اور دیگر جید صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے جام شہادت نوش کیا۔اس پہاڑ کی چوٹیاں، چٹانیں اور گہرائیاں اس واقعہ کی گواہ ہیں۔

اہل مکہ کو معرکہ بدر میں شکست و ہزیمت کی جو تکلیف پہنچی اور اپنے مشرک سرداروں کے قتل کا جو صدمہ برداشت کرنا پڑا تھا اس کی وجہ سے وہ انتقام کی آگ میں جل رہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے بدر میں مارے جانے والوں پر ماتم کرنے کی بھی ممانعت کر دی تھی، سرداران قریش نے جن میں عکرمہ بن ابی جہل صفوان بن امیہ، ابوسفیان بن حرب اور عبداللہ بن ربیعہ پیش پیش تھے۔متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں سے ایک بھرپور جنگ لڑی جائے اور انتقام پورا لیا جائے، چنانچہ جنگی اخراجات پورے کرنے کے لئے ابوسفیان کے قافلے کا سارا مال بیچ دیا گیا، جس کی مالیت پچاس ہزار دینار تھی جبکہ ایک ہزار اونٹ تھے اللہ تعالیٰ نے اس تیاری کے بارے میں یہ آیت نازل کی۔

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے اموال اللہ کی راہ سے روکنے کے لئے خرچ کریں گے لیکن پھر یہ ان کے لئے باعث حسرت ہوگا پھر مغلوب کئے جائیں گے۔قریش سال بھر جنگ کی تیاری کرتے رہے کل تین ہزار فوج تیار ہوئی اس لشکر میں سرداران قریش کی پندرہ عورتیں بھی شامل کی گئیں۔سواری و بار برداری کے لئے تین ہزار اونٹ تھے اور رسالے کے لئے دوسو گھوڑے ان گھوڑوں کو تازہ دم رکھنے کے لئے سارے راستے میں ان پر سواری نہیں کی گئی، حفاظتی ہتھیاروں میں سات سو زرہیں تھیں ابوسفیان کو پورے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا گیا خالد بن ولید کو رسالے کی قیادت دی گئی عکرمہ بن ابی جہل کو ان کا معاون بنایا گیا ان سب تیاریوں کی اطلاع حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ نے جو اس وقت تک مکہ میں تھے۔تفصیلاً لکھ کر ایک قاصد کے ہاتھ آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجی یہ قاصد بہت پھرتیلا تھا اس نے مکہ سے مدینہ تک پانچ سو (500) کلومیٹر کا سفر صرف تین دن میں طے کر کے حضرت عباسؓ کا خط حضور ﷺ تک پہنچا دیا۔جب قاصد پہنچا تو آپ ﷺ اس وقت مسجد قباء میں تشریف فرما تھے۔یہ خط حضرت ابی بن کعبؓ نے پڑھ کر نبی کریم ﷺ کو سنایا، آپ نے انہیں راز داری سے کام لینے کی تاکید کی اور فوراً مدینہ پہنچ کر انصار و مہاجرین کے قائدین سے صلاح مشورہ شروع کر دیا اس کے بعد مدینہ میں عام اعلان جنگ ہو گیا۔مدینہ

Marfat.com

کے گلی کوچوں میں مسلح افراد پہرہ دینے لگے۔ مدینہ کی طرف آنے والے راستوں پر بھی مسلح دستے گشت کرتے رہے۔ نماز کے دوران بھی صحابہؓ ہتھیار اپنے سے جدا نہ کرتے تھے۔ مکہ سے جو لشکر روانہ ہوا تھا وہ جب ابواء پہنچا تو ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے یہ تجویز پیش کی کہ حضور ﷺ کی والدہ کی قبر اکھیڑ دی جائے لیکن قریش جانتے تھے کہ اس قبر مبارک کو گرانے کا کیا مطلب ہے لہٰذا سنگین نتائج کے خوف سے لشکر کے سرداروں نے یہ تجویز منظور نہ کی۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر یہ لشکر اُحد کے قریب وادی قناۃ کے کنارے خیمہ زن ہو گیا یہ جمعہ 6 شوال 3ھ کا واقعہ ہے۔

حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے دفاعی حکمت عملی کے متعلق اپنی رائے طلب کی کہ مدینہ سے باہر نکلیں یا شہر کے اندر ہی قلعہ بند ہو جائیں تاکہ اگر مشرکین مدینہ میں داخل ہوں تو مسلمان گلی کوچوں کے ناکوں پر ان سے جنگ کریں اور عورتیں چھتوں کے اوپر سے ان پر پتھر برسائیں۔ نوجوان اور جوشیلے صحابہ کرامؓ نے بالخصوص جو بدر میں شرکت سے رہ گئے تھے۔ حضور ﷺ کو شہر سے نکل کر میدان میں مقابلے پر اصرار کیا ان گرمجوش حضرات میں خود حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ سرفہرست تھے جو معرکہ بدر میں اپنی تلوار کے جوہر دکھا چکے تھے انہوں نے حضور ﷺ سے کہا۔

اس ذات کی قسم کی جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی میں اس وقت تک کوئی غذا نہ کھاؤں گا۔ جب تک مدینہ سے باہر نکل کر اپنی تلوار سے مشرکین سے دو دو ہاتھ نہ کرلوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اکثریت کے اصرار کے سامنے اپنی رائے ترک کردی نماز کے بعد آپ اندر تشریف لے گئے، ابوبکر و عمرؓ بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے آپ کے سر پر عمامہ باندھا اور لباس پہنایا آپ نے نیچے اوپر دو زرہیں پہنیں۔ تلوار حمائل کی اور ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر باہر تشریف لائے ان حضرات کو ندامت ہوئی جنہوں نے حضور ﷺ کو خلاف مرضی شہر سے نکل کر مقابلہ کرنے کی رائے پر اصرار کیا سب نے عرض کی کہ ہم اپنی رائے واپس لیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

کوئی نبی جب اپنا ہتھیار پہن لے تو مناسب نہیں کہ اسے اتارے۔ حتیٰ کہ اللہ اور اس کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے۔ اس کے بعد آپ نے لشکر کو تین حصوں

Marfat.com

میں تقسیم فرمایا۔

1- مہاجرین کا دستہ اس کا پرچم معصب بن عمیرؓ کو عطا کیا۔

2- قبیلہ اوس (انصار) اس کا علم اسید بن حضیرؓ کو عطا کیا۔

3- قبیلہ خزرج (انصار) اس کا جھنڈا احباب بن منذرؓ کو عطا کیا۔

پورے لشکر کی تعداد ایک ہزار تھی، جن میں ایک سو زرہ پوش تھے۔ حضرت ام مکتومؓ کو مدینہ کا انچارج بنا کر اُحد کی طرف بڑھے۔ شنیۃ الوداع سے آگے آئے تو ایک دستہ نظر آیا جو نہایت عمدہ ہتھیاروں سے لیس تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت کرنے پر بتایا کہ خزرج کے حلیف یہود ہیں مدد کے لئے آئے ہیں آپ نے فرمایا کیا یہ مسلمان ہو چکے ہیں بتایا کہ نہیں اس پر آپ ﷺ نے مشرکوں کے خلاف کافروں کی مدد لینے سے انکار کر دیا اس کے بعد شیخان نامی ایک مقام پر پہنچ کر لشکر کا معائنہ فرمایا اور چھوٹے بچوں کو واپس مدینہ بھجوا دیا۔ مغرب اور عشاء کی نماز یہاں ادا فرمائی اور رات قیام فرمایا۔ طلوع فجر سے کچھ پہلے آپ ﷺ یہاں سے روانہ ہوئے، اور شوط نامی مقام پر پہنچ کر نماز ادا کی۔ اسی جگہ پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی منافقت کھل گئی اور وہ اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ یہ کہہ کر واپس آ گیا کہ ہم نہیں سمجھتے کہ کیوں خوامخواہ اپنی جان دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے میری بات نہیں مانی اور دوسروں کی مان لی۔ اس نازک ترین موقع پر حضرت عبداللہ بن حرامؓ نے انہیں ڈانٹا اور انہیں ان کا فرض یاد دلاتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے چلے۔ جب وہ نہ مانے تو یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے۔

اے اللہ کے دشمنو! تم پر اللہ کی مار، یاد رکھو اللہ اپنے نبی ﷺ کو تم سے مستغنی کر دے گا۔ منافقین کی علیحدگی کے بعد لشکر اسلام کی تعداد صرف سات سو (700) رہ گئی اب حضور ﷺ کی خواہش پر لشکر کو ابو خیثمہؓ دشمن کے قریب سے گزرنے کی بجائے قریب ترین اور محفوظ راستے سے آگے لائے۔ اس راستے میں لشکر کا گزر مربع بن قبطی نامی ایک اندھے منافق کے باغ سے ہوا۔ اس نے لشکر کی آمد محسوس کی تو مسلمانوں کے چہروں کی طرف مٹی اٹھا کر پھینکنے لگا اور کہا کہ میرے باغ سے گزرنے کی اجازت نہیں صحابہؓ اسے قتل کرنے کو لپکے تو آپ ﷺ نے منع فرما دیا، اور فرمایا اسے قتل نہ کرو یہ دل اور آنکھ دونوں کا

Marfat.com

اندھا ہے۔ آپ ﷺ آگے بڑھے اور اُحد پہاڑ کی گھاٹی میں اترے اور یہیں لشکر نے کیمپ لگا لیا سامنے مدینہ تھا اور پیچھے بلند و بالا پہاڑ۔ حضور ﷺ نے لشکر کو ترتیب دیا پچاس ماہر تیز اندازوں کا ایک دستہ بھی منتخب کیا ان کی کمان حضرت عبداللہ بن جبیر کو عطا کی انہیں وادی قناۃ کے جنوبی کنارے پر واقع ایک پہاڑی پر تعینات کیا گیا۔ جسے آج کل جبل رماۃ کہتے ہیں۔ آپ نے ان تیر اندازوں کو سختی سے ہدایت فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا۔ شہسواروں کو تیر مار کر ہم سے دور رکھو وہ پیچھے سے ہم پر چڑھ نہ آئیں۔ ہم جیتیں یا ہاریں تم اپنی جگہ رہنا تمہاری طرف سے ہم پر حملہ نہ ہونے پائے اگر دیکھو کہ ہم مارے جا رہے ہیں۔ تو ہماری مدد کو نہ آنا اور اگر دیکھو کہ مال غنیمت سمیٹ رہے ہیں تو ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔

آپ ﷺ نے یہ سخت ہدایات اس لئے دیں کہ وہ واحد شگاف تھا جہاں سے مشرکین کے دستے مسلمانوں کے عقب میں پہنچ کر حملہ کر سکتے تھے اہل مکہ نے جنگ کی ابتدا طبل جنگ کی بجائے سرداران مکہ کی بیگمات کی طرف سے دف پر گیت گا کر کیا۔ ہندہ دوسری عورتوں کے ساتھ یہ اشعار جو گا رہی تھی ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں ہیں ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں اگر تم بڑھ کر لڑو گے ہم تم سے گلے ملیں گی اور پیچھے ہٹے تو ہم تم سے الگ ہو جائیں گی۔

یہ عورتیں صفوں میں گھوم گھوم کر اشتعال دلا رہی تھیں۔

ویہا بنی عبدالدار
دیکھو بنی عبدالدار
دیکھو پشت کے پاسدار
ضربا بکل بتاد
خوب کرو شمشیر کا وار

لڑائی شروع ہوئی تو سب سے پہلے قریش کا سب سے بہادر شخص طلحہ بن ابی طلحہ عبدری میدان میں نکلا۔ اس نے بلند آواز سے غرور اور تکبر کے ساتھ طنزیہ انداز میں کہا۔

کیوں مسلمانو! تم میں کوئی ہے؟ جو مجھے جلد دوزخ میں پہنچا دے یا خود میرے ہاتھوں جنت میں پہنچ جائے، ہاں میں ہوں، حضرت زبیر یہ کہتے ہوئے ایک لمحہ کی مہلت دیئے بغیر شیر کی طرح جست لگا کر اسے گرفت میں لیتے ہوئے زمین میں کود گئے اور اسے قتل کر دیا اور

Marfat.com

خواہش کے مطابق جہنم پہنچادیا۔

حضور ﷺ نے منظر دیکھا تو فرط مسرت سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ مسلمانوں نے زوردار آواز میں اللہ اکبر کہا پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر ہیں۔ (سیرت حلبیہ) اب عام جنگ شروع ہوگئی حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت دجانہؓ فوجوں کے دل میں گھسے اور صفیں کی صفیں صاف کردیں، حضرت ابو دجانہؓ عرب کے مشہور پہلوان تھے۔ حضور ﷺ کے دست مبارک میں تلوار لے کر فرمایا کون اس کا حق ادا کرتا ہے؟ اس سعادت کے لئے کئی ہاتھ لپکے لیکن یہ اعزاز حضرت ابو دجانہؓ کے نصیب میں تھا اس غیر متوقع عزت نے انہیں مست کردیا۔ سر پر سرخ رومال باندھا اور اکڑتے تنتے ہوئے فوج سے نکلے۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا یہ چال خدا کی سخت ناپسند ہے لیکن اس وقت پسند ہے۔ حضرت ابو دجانہؓ صفوں کو چیرتے لاشوں پر لاشے گراتے بڑھتے چلے جاتے تھے۔ یہاں پر ہندا سامنے آ گئی انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ عورت ہے چنانچہ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک انسان کو دیکھا وہ لوگوں کو بڑے زور و شور سے جوش دلا رہا ہے اس لئے میں نے اسے نشانے پر لے لیا۔ لیکن جب میں نے حملہ کرنا چاہا تو اس نے "ہائے" کی پکار مچائی اور پتہ چلا کہ عورت ہے میں نے رسول ﷺ کی تلوار کو بٹہ نہ لگنے دیا کہ اس سے کسی عورت کو ماروں۔

جبل رماۃ پر جن تیراندازوں کو حضور ﷺ نے متعین فرمایا تھا انہوں نے بڑا اہم رول ادا کیا۔ خالد بن ولید نے لاکھ کوشش کی کہ کسی طرح مسلمانوں کے عقب میں پہنچ جائے اس نے تین بار حملہ کیا مگر تیراندازوں نے انہیں اس طرح تیروں کی باڑ پر رکھا کہ تینوں دفعہ وہ پسپا ہوگئے۔

شدت کی جنگ کے بعد چھوٹا سا اسلامی لشکر مشرکین پر حاوی ہوگیا۔ مشرکوں کے حوصلے ٹوٹ گئے، انہوں نے پسپا ہونا شروع کردیا اور فرار کی راہ اختیار کی انہیں صاف شکست فاش ہوگئی۔ ہندا بنت عتبہ اور اس کی ساتھی عورتیں کپڑے اٹھائے اس طرح بھاگی جارہی تھیں کہ ان کی پنڈلیاں اور پازیبیں نظر آرہی تھیں۔ اس بھگدڑ کے عالم میں مسلمان مشرکین پر تلوار چلاتے اور مال سمیٹتے ہوئے ان کا تعاقب کررہے تھے، عین اسی لمحے جبل

Marfat.com

رماۃ پر متعین صحابہؓ بھی غنیمت کا مال سمیٹنے کے لئے لپکے ان کے کماندار حضرت عبداللہؓ بن جبیر نے بہت روکا لیکن وہ نہ رکے۔اب اس مورچے پر صرف عبداللہؓ بن جبیر اور ان کے نو ساتھی باقی رہ گئے، جونہی مسلمانوں کی پشت خالی ہوئی خالد بن ولید نے اس سنہری موقع کا پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ وہ تیزی سے چکر کاٹ کر اس جگہ پہنچے اور مورچے پر ڈٹے ہوئے حضرت سعیدؓ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر دیا، اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے بلند آواز میں بھاگتے ہوئے مشرکین کو روکا اور بنو حارث کی ایک عورت عمرہ بنت عاقمہ نے لپک کر زمین پر گرا ہوا پرچم اٹھالیا پھر کیا تھا بکھرے ہوئے مشرکین اس کے گرد اکٹھے ہونے لگے اور غنیمت سمیٹتے مسلمان چکی کے دو پاٹوں کی طرح مشرکین کے بیچ میں پھنس کر رہ گئے اس موقع پر مسلمانوں میں سخت انتشار اور بدنظمی پیدا ہوگئی تھی بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ مسلمانوں کے لشکر کا ایک گروہ مشرکوں میں گڈمڈ ہوگیا اور مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں سے مارے گئے، حضرت حذیفہؓ نے دیکھا کہ ان کے والد پر حملہ ہو رہا ہے۔انہوں نے شور ڈالا کہ میرے والد ہیں لیکن حضرت یمانؓ کو شہید کر دیا تھا۔

حضرت مصعبؓ بن عمیر حضور ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے اور لشکر کے علم بردار تھے۔ابن قمیہ نے انہیں شہید کر دیا اور ساتھ ہی شور ڈال دیا کہ حضور ﷺ کو اس نے شہید کر دیا ہے اس آواز سے بدحواسی میں مزید اضافہ ہوگیا بڑے بڑے دلیروں کے پاؤں اکھڑ گئے اس خبر کے بعد عاشقان رسول ﷺ نے وہ تاریخ رقم کی کہ اُحد پہاڑ اور جبل رماۃ کی فضیلت و مرتبہ میں اضافہ ہوگیا، حضرت علیؓ حضور ﷺ کی تلاش میں دشمن کی صفیں اُلٹتے چلے جاتے تھے لیکن آپ ﷺ کا پتہ نہ چلتا تھا۔

حضرت عمرؓ نے مایوس ہو کر تلوار پھینک دی، پوچھا......تو کہا اب لڑ کر کیا کریں؟ حضور ﷺ نے تو شہادت پائی۔حضرت ابن نضرؓ اور حضرت حمزہؓ نے کہا کہ جب حضور ﷺ نہیں رہے تو زندہ رہ کر کیا کریں گے یہ کہہ کر فوج میں گھسے اور لڑ کر شہادت پائی۔لڑائی کے بعد حضرت حمزہؓ کی لاش دیکھی گئی تو اسی (80) سے زیادہ تیر تلوار اور نیزے کے زخم تھے پہچانے نہ جاتے تھے ان کی بہن نے انگلی دیکھ کر پہچان لیا۔

سب سے پہلے حضرت کعب بن مالکؓ کی نظر آپ ﷺ پر پڑی چہرہ مبارک

Marfat.com

لہولہان تھا لیکن آنکھیں نظر آتی تھیں حضرت کعبؓ نے پہچان کر پکارا۔ مسلمانو! رسول اللہ یہ ہیں۔ یہ سن کر جان نثار ٹوٹ پڑے لیکن کفار نے بھی سن لیا تھا لہٰذا وہ بھی تیزی سے آگے بڑھے عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کو پتھر مارا جس سے آپ پہلو کے بل گر گئے، آپ کا دہنا نچلا رباعی دانت ٹوٹ گیا اور آپ ﷺ کا نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا، عبداللہ بن شہاب زہری نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کی پیشانی زخمی کر دی، عبداللہ بن قمیہ نے لپک کر آپ ﷺ کے کندھے پر ایسی سخت تلوار ماری کہ آپ ایک ماہ تک اس کی تکلیف محسوس کرتے رہے۔ اس کے بعد اس نے ایک اور زوردار تلوار ماری جو آنکھ سے نیچے کی ابھری ہوئی ہڈی پر لگی جس سے خود کی دو کڑیاں چہرہ مبارک میں دھنس گئیں ساتھ ہی اس نے کہا اسے لے! میں قمیہ (توڑنے والے) کا بیٹا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے چہرے سے خون پونچھتے ہوئے فرمایا اللہ تجھے توڑ ڈالے۔ (چنانچہ ان قمیہ جنگ سے گھر جانے کے بعد ایک دن بکریاں دیکھنے کے لئے نکلا تو یہ بکریاں اسے پہاڑ کی چوٹی پر ملیں۔ یہ وہاں پہنچا تو ایک پہاڑی بکرے نے حملہ کر دیا اور سینگ مار مار کر پہاڑ کی بلندی سے نیچے لڑھکا دیا۔

جنگ کے اس نازک مرحلے میں کچھ مومن عورتیں میدان جنگ میں پہنچ گئیں حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ صدیقہؓ اور اُم سلیم کو دیکھا کہ پنڈلی کی پازیب تک کپڑے چڑھائے پیٹھ پر پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لا رہی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اُم سلیطؓ پانی کے مشکیزے بھر کر لا رہی تھی جب کچھ شکست خوردہ مایوس مسلمان واپس مدینہ میں گھسنے کے لئے آئے تو اُم ایمنؓ ان کے چہروں پر مٹی پھینکنے لگیں تم چرخہ پر سوت کاتو اور تلواریں ہمیں دے دو۔

اس کے بعد تیزی سے میدان جنگ پہنچیں اور زخمیوں کو پانی پلانے لگیں ان پر حبان نے تیر چلایا وہ گر پڑیں اور ان کا پردہ کھل گیا اس سے اس نے زوردار قہقہہ لگایا حضور ﷺ کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور آپ ﷺ نے حضرت سعد بن وقاصؓ کو ایک بغیر انی کے تیر دے کر فرمایا اسے چلاؤ۔ حضرت سعدؓ نے چلایا تو وہ تیر حبان کے حلق پر لگا اور چت گرا اور اس کا پردہ کھل گیا اور اس پر رسول اللہ ﷺ اس طرح ہنسے کہ جڑ کے دانت دکھائی دینے لگے۔ فرمایا سعدؓ نے اُم ایمنؓ کا بدلہ لے لیا۔ اللہ ان کی دُعا قبول کرے۔ یہ ساری

Marfat.com

دگرگوں صورتحال حضور نبی صلعم کے ایک حکم کی نافرمانی کی وجہ سے ہوئی عظیم تر فتح کے بعد مسلمانوں کو بہت بڑے نقصان سے دوچار ہونا پڑا۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلعم کے شدید زخمی دندان مبارک شہید ہوگئے اور جرنیل اسلام حضرت امیر حمزہؓ و دیگر جلیل القدر صحابہ کرام کی شہادت میں جو نتیجہ نکلا وہ پوری اُمت اور ملت اسلامیہ کے لئے خاص سوچ وفکر کا مقام ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ہر فرمان کا کیا مقام ہے؟

## جنت البقیع:

یہ قبرستان مسجد نبوی ﷺ کے مشرقی سمت میں ہے۔ باب جبریل سے نکل کر سڑک پر آئیں تو سامنے قبرستان بقیع کا احاطہ نظر آتا ہے۔ یہ بڑے ادب کی جگہ ہے ایک روایت کے مطابق یہاں دس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین آرام فرمارہے ہیں۔ اولیاء اور صالحین کی تعداد کا تو کیا کہنا ہے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ شرقی شمالی گوشہ کے قریب مدفون ہیں۔ یہیں پر اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی قبر مبارک ہے۔ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور اُم المومنین حضرت میمونہؓ کو چھوڑ کر تمام امہات المومنین یہیں آرام فرما ہیں۔ حضور ﷺ کی تینوں صاحبزادیاں حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ اور حضرت فاطمہؓ اور آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ اسی مقام پر محو استراحت ہیں۔ حضرت عباسؓ، حضرت امام حسنؓ حضرت عقیل بن طالبؓ، حضرت حلیمہ سعدیہ حضور ﷺ کی پھوپھیوں کی قبریں بھی اسی احاطہ کے اندر ہیں۔ جنت البقیع کی مشرقی دیوار سے باہر ابوسعید خدریؓ اور حضرت علیؓ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسدؓ کی قبریں ہیں۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن وقاص، حضرت عبداللہؓ بن مسعود، حضرت حنین بن خذافہ، حضرت اسدؓ بن زرارہ اور دیگر صحابہ اور ہستیوں کی قبروں کی نشاندہی بھی موجود ہے۔ وہ شہدائے اُحد جو مدینہ میں آکر جاں بحق ہوئے ان کی قبریں بھی احاطہ میں موجود ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی قبر بھی باب جبریل کے سامنے والے دروازے کے قریب ہے۔

حضور ﷺ اکثر بقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتے تھے اور زیارت فرماتے

Marfat.com

تھے وصال سے کچھ دن پہلے آسودگان البقیع کا خیال آ گیا جوش محبت سے آدھی رات کو اُٹھ کر قبرستان میں تشریف لائے اور بڑے سوز سے دُعا فرماتے رہے پھر قبروں میں سوئے ہوئے روحانی دوستوں سے مخاطب ہوتے فرمایا۔

ترجمہ: میں اب جلد تمہارے ساتھ شامل ہو رہا ہوں۔

مسجد نبوی ﷺ اور روضہ اطہر پر حاضری کے بعد پہلی فرصت میں جنت البقیع کی زیارت کرنی چاہیے، سب سے پہلے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ کے قبر مبارک پر حاضر ہو کر سلام عرض کیجئے، بعض حضرت ابراہیمؑ اور بعض حضرت عباسؓ سے سلام کا آغاز کرتے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ مدینہ کے کسی پرانے رہائشی کے ساتھ بقیع جائیں وہ آپ کو صحیح طور پر گائیڈ کرے گا کہ کون کہاں سو رہا ہے۔

## قبر مبارک حضرت حمزہؓ:

میدان اُحد حضرت حمزہؓ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے مزارات ایک احاطہ میں ہیں۔ حضرت حمزہؓ حضور ﷺ کے محبوب چچا کا مزار احاطہ کے بیچ میں ہے آپ کی قبر کے برابر ہی حضرت عبداللہ بن جحش اور مصعب بن عمیرؓ مدفون ہیں۔ اس احاطہ کے دروازہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوں تو سامنے ہی وہ پہاڑی نظر آتی ہے جسے جبل رماۃ کہتے ہیں جہاں تیر انداز صحابہؓ متعین کئے گئے تھے۔ اسی کے قریب حضرت حمزہؓ کی اصل شہادت گاہ کی عمارت کے کھنڈر ہیں۔ لیکن سعودی حکومت آج کل بہترین انتظام کر کے پختہ چار دیواری لوہے کی سلاخوں سے گیٹ لگا کر ہر زائر کے لئے مقدس مقام محفوظ کر دیا ہے تا کہ مکمل مشاہدہ کر سکے۔ آپ کی قبر سیلاب کے پانی کی زد میں آ گئی تو آپ کو موجودہ جگہ منتقل کیا گیا پہلے مزار کی جگہ بھی زیارت گاہ ہے حضور ﷺ نے اس جگہ اپنے ہاتھ سے دفن کیا۔ مشرکین مکہ میں سے کچھ مرد اور عورتیں اُحد سے واپسی پر مسلمان شہداء کے مثلہ میں مشغول ہو گئیں انہوں نے شہیدوں کی کان، ناک، ہونٹ وغیرہ کاٹ لئے پیٹ چیر دیئے عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی اور ابوسفیان کی بیوی ہندہ کو جنگ بدر نے کئی صدمے دیئے تھے باپ کا غم، چچا کا غم، بھائی کا غم، بیٹے کا غم، اس نے ان چاروں کا بدلہ لینا تھا وہ حضرت حمزہؓ کا کلیجہ

Marfat.com

چبانے کا عہد لے کر آئی تھی جنہوں نے اس کے باپ عتبہ بن ربیعہ کو قتل کیا تھا۔ جبیر بن مطعم کا چچا طیعمہ بن عدی بھی حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں ہی ہلاک ہوا تھا۔ جبیر کے پاس وحشی نامی ایک غلام تھا جو حبشی حربہ میں کمال رکھتا تھا۔ یہ ایک تیز دھار والی طشتری تھی جسے دور سے گھما کر پھینکا جاتا تو وہ آرہ مشین کی طرح گھومتی ہوئی شکار کو چیز کر رکھ دیا کرتی تھی۔ جبیر نے وحشی سے وعدہ کیا کہ وہ حضرت حمزہؓ کو قتل کر دے گا۔ تو اسے آزاد کر دیا جائے گا۔ حضرت حمزہؓ چومکھا لڑنے میں مصروف تھے کہ وحشی غلام نے جو محض انہی کی تاک میں تھا نشانہ جما کر اپنا حربہ اس زور سے پھینکا کہ آپ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑے۔ چونکہ سب کفار اسی شیر خدا سے سہمے ہوئے تھے۔ لہٰذا ان کی شہادت پر ان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، ہندہ تو خوشی سے ناچنے لگی اپنے گلے کا ہار نکال کر وحشی کو پہنا دیا اور حضرت حمزہؓ کے کان ناک کاٹ کر ہار بنایا شکم چاک کر کے جگر نکالا نگلنا چاہا نگل نہ سکی چبا چبا کر تھوک دیا۔ حضور ﷺ نے سنا تو پوچھا کیا اس نے کچھ کھایا بھی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا خدا حمزہؓ کے کسی عضو کو جہنم میں داخل نہ ہونے دیتا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد شہدائے اسلام کی تجہیز و تکفین شروع ہوئی حضور ﷺ اپنے محترم چچا کی لاش پر تشریف لائے المناک منظر دیکھ کر آپ ﷺ کا دل بے اختیار بھر آیا اور مخاطب ہو کر فرمایا۔

اے چچا! تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ تم ایسے تھے کہ معلوم نہیں ایسا صلہ رحم کرنے والا اور خیرات دینے والا کوئی اور ہوا گر صفیہؓ اپنے دل میں رنج نہ کرتیں تو میں انہیں چھوڑ دیتا۔ اور پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھائے جاتے۔ بے شک مجھ پر لازم ہے کہ تمہارے بدلے ان میں سے ستر آدمیوں کا ضرور مثلہ کروں۔

حضور ﷺ ابھی کھڑے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام سورہ نحل کی یہ آیتیں لے کر اترے۔

ترجمہ: تو وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے اور آپ صبر کیجئے اور نہیں صبر آپ کا مگر بتوفیق الٰہی اور آپ غم نہ کیجئے ان پر اور نہ ہو جئے تنگی میں اس سے جو وہ حق کے خلاف تدبیریں کرتے ہیں۔ بے شک اللہ ساتھ ہے ان لوگوں کے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکوکار ہیں۔

چونکہ دین الٰہی نے ناجائز انتقام کی ممانعت کر دی تھی اسی لئے حضور ﷺ نے قسم کا کفارہ دے کر اس واقعہ دلگداز پر صبر فرمایا۔ حضرت صفیہؓ، حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں بھائی کی شہادت

Marfat.com

کا سنا تو روتے ہوئے جنازہ کے پاس تشریف لائیں حضورﷺ نے پہلے دیکھنے نہ دیا اور پھر ان کا صبر دیکھ کر اجازت دے دی اور تسلی دے کر واپس فرمایا۔ حضرت صفیہؓ اپنے صاحبزادے حضرت زبیرؓ کو اپنے حقیقی بھائی حمزہؓ کے کفن کے لئے دو چادریں دے گئیں مگر پہلو میں ایک انصاریؓ کی لاش بے کفن پڑی تھی اس لئے آپﷺ نے دونوں شہیدان اسلام میں ایک چادر تقسیم فرما دی۔ حضرت حمزہؓ کو جب ایک چادر میں کفن دیا گیا تو چھوٹی تھی سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ حضورﷺ نے یہ دیکھا تو فرمایا سر کو چادر سے چھپاؤ اور پاؤں پر اذخر (گھاس کی قسم) ڈال دو حضورﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ آپﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گزرتے گھروں میں رونے کی آوازیں آتی تھیں۔ خواتین کو اپنے عزیز و اقارب کے لئے روتے سنا تو چچا حمزہؓ یاد آ گئے اور رقت کے جوش میں آپﷺ کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

ترجمہ: افسوس! حمزہؓ کا رونے والا کوئی نہیں۔

انصارؓ نے یہ سنا تو تڑپ اٹھے سب نے جا کر اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ آستانہ نبوت پر حضرت حمزہؓ کے لئے گریہ زاری کرو۔ حضورﷺ نے دیکھا تو دروازہ پر انصار کی عورتوں کا ہجوم تھا اور حضرت حمزہؓ کا سوگ بلند تھا۔ آپﷺ نے ان کے حق میں دُعائے خیر کی اور فرمایا میں تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں لیکن مردوں پر نوحہ کرنا جائز نہیں۔ عرب میں دستور تھا کہ مردوں پر عورتیں زور زور سے نوحہ اور بین کرتی تھیں کپڑے پھاڑ لیتی تھیں گالوں پر تھپڑ مارتی تھیں۔ یہ رسم بد اسی دن سے بند کر دی گئی اور فرمایا کہ آج سے کسی مردہ پر نوحہ نہ کیا جائے۔ اسی طرح ماتم کرنا مسلمان کی شان نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مدینہ کی عورتوں کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ وہ کسی پر روتی تھیں تو پہلے حضرت حمزہؓ پر دو آنسو بہاتیں۔

حضورﷺ کے وصال کا وقت جب قریب آ گیا تو آپﷺ کو آخری ایام میں شہدائے اُحد کی تکلیف بے بسی کی شہادت اور مردانہ وار قربانیوں کا خیال آیا تو شہدائے اُحد کے مزار پر تشریف لے گئے بڑے درد اور گداز سے ان کے لئے دُعائیں کیں اور انہیں اس طرح الوداع کہا جس طرح ایک بزرگ شفیق اپنے کمسن بچوں سے پیار کرتا ہے اور پھر انہیں

Marfat.com

الوداع کہتا ہے۔

جنگ اُحد میں تین نام ایسے تھے جنہوں نے نہ صرف تمام مسلمانوں بلکہ براہ راست حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائی ابوسفیان مشرکوں کے لشکر کے سردار تھے۔ سارے جنگی اخراجات ان کے قافلے کے سامان کو بیچ کر پورے کیے گئے تھے ان کی بیوی ہندہ جسے تاریخ ہند جگر خور کے نام سے یاد کرتی ہے جس نے آپ ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہؓ کی لاش بگاڑ دی اور کلیجہ چبانے کی کوشش کی۔ وحشی غلام جس نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا۔ لیکن رحمۃ اللعالمین ﷺ کی رحمت کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے کہ ان تینوں کو معاف کیا اور اسلام میں بھی داخل کر لیا۔ فتح مکہ کے روز ابوسفیان نے اسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔ ہندہ آئی تو کہا جاؤ معاف کیا لیکن سامنے نہ آنا کہ چچا حمزہؓ کی یاد آنے لگتی ہے۔

وحشی غلام اسلام لانے کے لئے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم ہی وحشی ہو؟

عرض کی "جی ہاں"

فرمایا "تم نے حمزہؓ کو قتل کیا تھا؟

وحشی، حضور ﷺ کو جو کچھ معلوم ہے وہ سچ ہے۔

فرمایا کیا تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپا سکتے ہو؟ حضرت وحشی اسی وقت اُٹھ کر باہر آ گئے اور پھر جب تک حضور ﷺ زندہ رہے وہ آپ ﷺ کے سامنے نہ گئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں اسی حربہ سے مسلیمہ کذاب کو قتل کیا جس سے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا وحشیؓ اکثر کہا کرتے تھے کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں خیرالناس کو قتل کیا اور اسلام میں شرالناس کو۔

## قبہ ثنایا اور غار:

حضور ﷺ جنگ اُحد میں زخمی ہونے کے بعد گھاٹی کی طرف واپس ہوئے راستے میں ایک چٹان آ گئی آپ ﷺ نے اس پر چڑھنے کی کوشش کی مگر چڑھ نہ سکے۔

Marfat.com

کیونکہ ایک تو آپ ﷺ کا بدن بھاری ہو چکا تھا۔ دوسرے آپ ﷺ نے دوہری زرہ پہن رکھی تھی اور پھر آپ ﷺ کو سخت چوٹیں بھی آئی تھیں۔ لہٰذا حضرت طلحہ بن عبیداللہ نیچے بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کو کندھوں پر اٹھا کر کھڑے ہو گئے، اس طرح آپ ﷺ چٹان پر پہنچ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا طلحہ نے جنت واجب کر لی جس جگہ حضور ﷺ زخمی ہوئے اور دندان مبارک شہید ہوئے وہاں ترکوں نے علامتی عمارت بنا دی تھی مگر اب اس عمارت کے آثار محض کھنڈارت کی صورت میں ملتے ہیں جگہ حضرت حمزہؓ کے مزار سے آگے اُحد کی طرف آبادی میں ہے یہاں سے زخمی ہونے اور کفار کے حملے کے پیش نظر اُحد کی بالکل جڑ میں حضور ﷺ منتقل ہوئے وہیں حضرت علیؓ اپنی ڈھال میں اُحد کے ایک چشمے کا پانی لائے آپ نے اس پانی کو قدرے ناگوار بو ہونے کی وجہ سے پینے کی بجائے چہرے کا خون دھویا اور سر پر ڈالا۔ آپ ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کا زخم دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ ڈھال سے پانی بہا رہے تھے جب حضرت فاطمہ نے دیکھا کہ پانی کے سبب خون بڑھتا ہی جا رہا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اور اسے جلا کر زخم پر چپکا دیا جس سے خون بند ہو گیا۔ زخم کے اثر سے حضور ﷺ نے ظہر کی نماز بیٹھے بیٹھے پڑھی اور صحابہ کرامؓ نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر ہی نماز پڑھی جہاں یہ سب کچھ ہوا اس جگہ کو قبہ ثنایا کہتے ہیں۔ چھوٹی دیواروں کا مختصر سا احاطہ ہے اس کے سامنے ایک غار ہے زخم کی صفائی کے بعد آپ ﷺ نے اس غار میں آرام فرمایا تھا۔ آج کل اس غار کے آگے ایک دیوار بنا دی گئی ہے عاشقان رسول ﷺ اس دیوار میں سوراخ کر دیتے ہیں جس کے راستے غار میں پہنچ جاتے ہیں وہ سوراخ کئی دفعہ بند کیا اور کئی دفعہ بنایا گیا علی الصبح جب میں اس غار تک پہنچا تو سورج کی کرنیں اُحد پہاڑ پر سونے کی طرح چمکنا شروع ہو گئی تھیں۔

## مکان حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا:

یہ مکان حضور ﷺ کے مکان کے ساتھ ملا ہوا تھا اب مسجد نبوی میں بجانب شمال روضہ اطہر کی جالیوں کے اندر ہے۔ فاطمہؓ نام زہراء لقب، سن ولادت میں اختلاف ہے ایک روایت ہے کہ بعثت سے پانچ برس قبل جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی پیدا ہوئیں بعض

Marfat.com

روایتوں میں ہے کہ نبوت سے تقریباً ایک سال قبل پیدا ہوئیں۔ حضرت فاطمہؓ (اگر ان کا سال ولادت 1 بعثت نبوی صحیح تسلیم کر لیا جائے) جب پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینے کی ہوئیں تو دو ہجری میں آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کے ساتھ نکاح کر دیا اس وقت حضرت علیؓ کا سن 21 برس پانچ مہینے کا تھا۔ جب حضرت علیؓ نے خواہش ظاہر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس مہر ادا کرنے کو کچھ ہے؟ بولے ایک گھوڑا اور زرہ کے سوا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا گھوڑا تو لڑائی کے لئے ضروری ہے زرہ کو فروخت کر ڈالو۔ حضرت عثمانؓ نے چار سو اسی درہم پر خریدی اور حضرت علیؓ نے قیمت لا کر آنحضرت ﷺ کے سامنے ڈال دی۔ حضور ﷺ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں، عقد ہوا، حضور ﷺ نے جہیز میں ایک پلنگ اور ایک بستر دیا اصابہ میں لکھا ہے کہ آپ نے ایک چادر، دو چکیاں اور ایک مشک بھی دی اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہی دو چیزیں عمر بھر ان کی رفیق رہیں۔

نکاح کے بعد رسم عروسی کا وقت آیا تو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ ایک مکان لے لیں چنانچہ حارثہؓ بن النعمان کا مکان ملا اور حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کے ساتھ اس میں قیام کیا۔ حضور ﷺ ہمیشہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے تعلقات میں خوشگواری پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ میں کبھی کبھی خانگی معاملات کے متعلق رنجش ہو جاتی تھی تو آنحضرت ﷺ دونوں میں صلح کرا دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ گھر تشریف لے گئے اور صلح صفائی کرادی گھر سے مسرور نکلے لوگوں نے پوچھا آپ گھر میں گئے تھے تو اور حالت تھی اب آپ اس قدر خوش کیوں ہیں؟ فرمایا میں نے ان دو شخصوں میں مصلحت کرائی ہے جو مجھ کو محبوب ترین ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے ان پر کچھ سختی کی وہ حضور ﷺ کے پاس شکایت لے کر چلیں۔ پیچھے پیچھے حضرت علیؓ بھی آئے۔ حضرت فاطمہؓ نے شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ، بیٹی تم کو خود سمجھنا چاہیے کہ کون شوہر اپنی بیوی کے پاس خاموش چلا جاتا ہے حضرت علیؓ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا اب میں تمہارے خلاف مزاج کوئی بات نہیں کروں گا۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے دوسرا نکاح کرنا چاہا حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئے آپ ﷺ نے مسجد میں خطبہ دیا اس میں اپنی ناراضگی کا ثبوت دیا۔ میری لڑکی میرا جگر

Marfat.com

گوشہ ہے جس سے اس کو کچھ دکھ پہنچے گا۔ مجھے بھی اذیت ہوگی چنانچہ حضرت علیؓ اس ارادے سے باز آ گئے، اور حضرت فاطمہؓ کی زندگی تک پھر کبھی دوسرا نکاح نہ کیا۔ حضرت فاطمہؓ سے پانچ اولاد ہوئیں۔ حسنؓ، حسینؓ، محسن، اُم کلثومؓ، زینبؓ، محسنؓ نے بچپن میں ہی انتقال کیا۔ حضرت زینبؓ، امام حسین علیہ السلام اور اُم کلثومؓ اہم واقعات کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں مشہور ہیں۔

حضرت فاطمہؓ نے رمضان 11ھ میں حضورﷺ کے انتقال کے چھ ماہ بعد وفات پائی اس وقت ان کا سن 29 سال تھا۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں انتقال سے قبل وصیت کی کہ میرا جنازہ رات کی تاریکی میں اُٹھایا جائے تاکہ نامحرموں کی نظر نہ پڑے۔

## مساجد خمسہ:

مساجد خمسہ دراصل پانچ مسجدوں کو کہتے ہیں جو اس ایک ہی جگہ واقع ہیں جہاں جنگ خندق ہوئی ان کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

مسجد فتح جس کا نام مسجد احزاب (خندق) اور مسجد اعلیٰ بھی ہے۔ جبل صلع کے غربی کنارے اونچائی پر واقع ہے۔ جنگ خندق کے موقع پر حضورﷺ نے یہاں تین روز یعنی پیر، منگل اور بدھ کے روز دُعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے آپﷺ کی دُعا قبول فرمائی اور فتح کی خوشخبری دی اور مسلمانوں کو فتح یاب کیا اس مسجد کے قبلہ رخ باقی چار مساجد ہیں۔ جن کی ترتیب یوں ہے۔

1- مسجد سلمان فارسیؓ
2- مسجد ابوبکر صدیقؓ
3- مسجد عمرؓ
4- مسجد علیؓ

(حضرت عثمان کے محاصرہ کے وقت حضرت علیؓ نے اپنا مکان چھوڑ کر یہاں رہائش اختیار کرلی تھی)

ان مساجد کی جگہوں پر دراصل جنگ خندق کے موقع پر ان حضرات کے مورچے تھے۔ حضورﷺ ان تمام جگہوں پر تشریف لائے اور نماز بھی پڑھی۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی مجھے کوئی اہم واقعہ پیش آتا میں مسجد فتح میں فوراً حاضر ہوتا اور دُعا کرتا تھا

Marfat.com

اور مجھے دُعا کی قبولیت کی بشارت مل جاتی تھی ان جگہوں کو مساجد کی شکل حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے عہد حکومت میں دی۔ مساجد خمسہ کی زیارت کے موقع پر ہمیں اس خندق کے تاریخی پس منظر کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔ جو حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے پر مسلمانوں نے آڑے وقت میں کھودی تھی۔ وہ کیا واقعہ تھا تو آیئے تھوڑی دیر کے لئے تاریخ کے جھروکوں سے جھانکتے ہیں۔

قبیلہ بنو نضیر کے یہودی جب مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کے بعد مدینہ منورہ سے خارج ہوئے تو انتقام کی آگ ان کے سینوں میں بھڑک رہی تھی۔ وہ ہر قیمت پر مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہتے تھے پہلی کوشش انہیں بہت مہنگی پڑی تھی، مدینہ سے نکل کر خیبر جانا پڑ گیا تھا چنانچہ بنی نضیر کے بیس سردار اور رہنما مکے میں قریش کے پاس پہنچے اور انہیں بدر اور اُحد کے واقعات یاد دلا کر بھڑکایا اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف آمادہ جنگ کر لیا پھر یہ یہودی بنو غطفان کے پاس گئے اور وہ بھی ساتھ دینے پر راضی ہو گئے، اس کے بعد یہ وفد پورے جزیرۃ العرب کے عرب قبائل کے پاس گیا اور پورے عرب کو مسلمانوں کے خلاف ایک جگہ اکٹھا کر دیا اور یوں دس ہزار سپاہ کا ایک زبردست لشکر مدینہ کی طرف چل پڑا۔ اس وقت مدینہ کی کل آبادی بچوں اور عورتوں سمیت بھی دس ہزار نہ بنتی تھی اگر یہ لشکر مدینہ میں داخل ہو جاتا تو اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب ہو جاتا مگر مدینہ میں قیادت بے حد بیدار مغز اور چوکس تھی جونہی مخبروں نے کفار کے لشکر کی نقل و حرکت کی خبر دی رسول اللہ ﷺ نے ہائی کمان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کر لیا اور دفاع کے لئے ضروری صلاح مشورہ شروع کر دیا، کافی غور و خوض کے بعد حضرت سلمان فارسیؓ کی یہ تجویز متفقہ طور پر پسند کی گئی کہ مدینہ کی غیر محفوظ سمت میں گہری خندق کھودی جائے حضرت سلمان فارسیؓ نے اپنی تجویز ان الفاظ میں پیش کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! فارس میں جب ہمارا محاصرہ کیا جاتا تھا تو ہم اپنے گرد خندق کھود لیتے تھے۔

یہ بڑی باحکمت دفاعی تجویز تھی اہل عرب اس سے واقف نہ تھے۔ حضور ﷺ نے ہر دس آدمیوں کو چالیس ہاتھ خندق کھودنے کا کام سونپ دیا خود بھی کام کی ترغیب دیتے تھے آپ ﷺ نے عموماً دوسرے صحابہ کی طرح عام مزدور کی حیثیت سے کام کیا۔ حضرت سہلؓ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ خندق کھودتے اور ہم مٹی ڈھوتے تھے۔ حضور ﷺ ساتھ ساتھ یہ شعر پڑھتے تھے۔

ترجمہ: اے اللہ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔ پس مہاجرین وانصار کو بخش دے۔

حضور ﷺ خندق کھود بھی رہے تھے اور مٹی بھی اپنے سر پر لاد کر ڈھو رہے تھے حتی کہ آپ کا شکم مبارک (جس پر بال کثرت سے تھے) مٹی سے ڈھک گیا۔ مسلمانوں پر یہ اتنا سخت وقت تھا کہ خندق کھودنے کا سخت کام ہو رہا تھا مگر شدت کی بھوک برداشت کرتے ہوئے صحابہ حضور ﷺ سے بھوک کا شکوہ کرتے اور شکم کو ہلا کر پیٹ پر بندھا پتھر دکھاتے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے شکم مبارک سے کپڑا ہٹاتے تو دو پتھر بندھے ملتے اس دوران نبوت کی کئی نشانیاں معجزوں کی صورت میں سامنے آئیں۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ نے حضور ﷺ کو سخت بھوک کی حالت میں دیکھ کر بکری کا ایک بچہ ذبح کیا اور ان کی بیوی نے تقریباً ڈھائی کلو جو کا آٹا پیسا یہ سب کچھ تیار کر کے وہ حضور ﷺ کے پاس رازداری سے آئے اور خفیہ طور پر یہ کہا کہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ تشریف لائیں اور کھانا کھائیں۔ لیکن حضور ﷺ نے تمام اہل خندق کو ساتھ لے لیا جن کی تعداد ایک ہزار تھی تمام حضرات نے اس کھانے سے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر بھی گوشت کی ہانڈی میں گوشت کی مقدار وہی تھی جو پکاتے وقت تھی۔ گوندھا ہوا آٹا بھی کم نہ ہوا اور اس سے روٹیاں پکتی رہیں۔ یہ حضور ﷺ کا معجزہ اور ان کی رسالت کا نمایاں عمل ہے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ کی بہن خندق کے پاس دو میٹھی کھجوریں لے کر آئیں کہ ان کے بھائی اور ماموں کھالیں گے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزریں تو آپ ﷺ نے ان سے وہ کھجوریں لے لیں اور ایک کپڑے کے اوپر بکھیر دیں۔ پھر اہل خندق کو دعوت دی۔ اہل خندق انہیں کھاتے گئے اور وہ بڑھتی گئیں حتی کہ سارے اہل خندق کھجوریں کھا کھا کر چلے گئے اور کھجوریں پھر بھی کافی تعداد میں موجود رہیں۔ یہ بھی حضور ﷺ کے معجزات میں سے ہیں۔

حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ جنگ خندق کے موقع پر کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آگئی جس سے کدال اچٹ جاتی تھی ٹوٹنے کا نام ہی نہ لیتی تھی۔ چنانچہ ہم نے

Marfat.com

حضور ﷺ کو اس صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور بسم اللہ پڑھ کر ایک ضرب لگائی تو ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئی ہیں واللہ، میں اس وقت وہاں کے سرخ محلوں کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر دوسری ضرب لگائی تو دوسرا ٹکڑا ٹوٹ گیا اور فرمایا اللہ اکبر! مجھے فارس دیا گیا ہے، واللہ اس وقت میں مدائن کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔

پھر تیسری ضرب لگائی تو باقی ماندہ چٹان چورہ چورہ ہوگئی حالانکہ اس روز حالت یہ تھی کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ نے تین روز سے کچھ نہ چکھا تھا۔ کفار کا لشکر پہنچا تو خندق تیار ہو چکی تھی۔ حضور ﷺ بھی تین ہزار مسلمانوں کی نفری لے کر تشریف لائے اور جبل صلع کی طرف پشت کر کے قلعہ بندی کی شکل اختیار کر لی کیونکہ مدینہ کے تین طرف لاوے کی چٹانیں، پہاڑ اور کھجوروں کے درخت تھے۔ شمال کی جانب خندق کھودی گئی تھی جب دشمن مسلمانوں کی طرف بڑھا تو خندق دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ خندق جیسی دفاعی صورتحال سے واسطہ پڑے گا۔ کیونکہ عرب اس دفاعی چال سے واقف ہی نہ تھے۔ اس لئے گھروں سے چلتے وقت اس صورتحال کے لئے تیار نہ تھے۔ چنانچہ غیظ و غضب میں خندق کے چکر کاٹنے لگے ایک کافر نے ایک تنگ مقام سے خندق پار کی تو حضرت علیؓ نے اس کا کام تمام کر دیا۔

دشمن روزانہ کوشش کرتا کہ کسی نہ کسی طرح خندق عبور کرے۔ لیکن مسلمانوں نے بڑی عمدگی سے انہیں دور رکھا۔ انہیں تیروں سے گھائل کرتے رہے۔ پرزور مقابلے ہوتے وہ اتنے مستعد اور چوکس تھے کہ اس دوران حضور ﷺ کی بعض نمازیں بھی قضاء ہوگئیں۔ اس دوران ایک دن حضرت عمرؓ کفار کو برا بھلا کہتے حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! آج میں نے عصر کی نماز بمشکل ادا کی۔ سورج غروب ہونے والا تھا جب میں نماز سے فارغ ہوا۔

رسول اللہ! واللہ! میں نے ابھی نماز پڑھی ہی نہیں۔

پھر آپ ﷺ نے مغرب سے فوراً پہلے عصر کی نماز پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز ادا کی۔ آپ ﷺ کو اس نماز کے فوت ہونے کا اتنا رنج تھا کہ آپ ﷺ نے مشرکین

Marfat.com

پر بددُعا فرمائی۔ جنگ خندق تقریباً ایک ماہ تک رہی۔ یہ جنگ خندق کی وجہ سے جان و مال کے نقصان کی جنگ ثابت نہیں ہوئی تیر اندازی میں مسلمانوں کے چھ ساتھی شہید ہوئے جبکہ مشرکین کے دس افراد مارے گئے ایک دو آدمی تلوار سے قتل کیے گئے۔ درحقیقت یہ اعصاب کی جنگ تھی لیکن اسلامی تاریخ میں یہ جنگ فیصلہ کن جنگ ثابت ہوئی مشرکین عرب کی کمر ٹوٹ گئی کیونکہ وہ اس سے زیادہ طاقت کا مظاہرہ نہیں کر سکتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے دشمنان اسلام کو ذلت آمیز شکست دی ہوا یوں کہ قبیلہ بنوغطفان کے نعیم بن مسعود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہو گیا ہوں مگر میری قوم کو میرے اسلام لانے کا علم نہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ مجھے کوئی ذمہ داری سونپ دیں جو کہ میں اس جنگ میں سرانجام دے سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم واپس چلے جاؤ، اپنے سلام لانے کو چھپائے رکھو اور کفار کے لشکر میں پھوٹ ڈالو۔ ان کی حوصلہ شکنی کرو کیونکہ جنگ تو چالبازی کا نام ہے اللہ نے تیز ہواؤں کا طوفان بھیج دیا اس طوفان نے خیمے اکھاڑ دیئے، کھانے کے برتن چولہوں پر الٹ دیئے، ساتھ ہی فرشتوں کے لشکر بھیج دیئے جنہوں نے کفار کو ہلا ڈالا اور ان کے دلوں میں رُعب اور خوف ڈال دیا۔ اس سرد اور کڑکڑاتی رات میں حضور ﷺ نے اپنے رازدار ساتھی حذیفہ بن یمانؓ کو کفار کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ وہ ان کے محاذ پر پہنچے سارا جائزہ لیا اور آ کر حضور ﷺ کو اطلاع دی کہ مشرکین واپس جا رہے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ اگلے روز مدینہ واپس آ گئے اور فرمایا۔

اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے وہ ہم پر چڑھائی نہ کر سکیں گے۔ اب ہمارا لشکر ان کی طرف جائے گا۔ (صحیح بخاری)

## مسجد سقیا:

ترکوں کے زمانے کے مدینہ میں ایک ریلوے اسٹیشن ہے جو باب عنبریہ کے پاس ہے اس کے اندر ایک قبہ ہے جسے قبۃ الرؤس کہتے ہیں اس میں ایک کنواں بئر السقیا بھی ہے غزوہ بدر کو تشریف لے جاتے وقت حضور ﷺ نے اس جگہ بدر کو جانے والی فوج کا معائنہ کیا تھا نماز ادا فرمائی تھی اور اہل مدینہ کے لئے خیر و برکت کی دُعا فرمائی تھی۔

Marfat.com

## مسجد فضیح:

یہ محلّہ عوالی کے مشرق میں واقع ہے جب حضورﷺ نے یہودی قبیلہ بنونضیر کا ان کی غداری کی وجہ سے محاصرہ کیا تو آپﷺ نے اس مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ فضیح کھجور سے کشید کی ہوئی شراب کو کہتے ہیں شراب کے حرام ہونے کا حکم آنے سے پہلے حضرت ابوایوب انصاریؓ کچھ ساتھیوں کے ساتھ مے نوشی میں مشغول تھے کہ اللہ کی طرف سے شراب حرام ہونے کا حکم نازل ہوا۔ جونہی انہیں اس حکم کی اطلاع ملی تو انہوں نے شراب کے سارے مٹکے توڑ ڈالے اور شراب لنڈھا دی۔ (اس روز مدینہ کی گلیوں میں پانی کی جگہ شراب بہہ رہی تھی) یہ واقعہ اسی جگہ پیش آیا اس لئے اس کا نام مسجد فضیح پڑ گیا۔ بعض حضرات نے اس کا نام مسجد شمس بتایا ہے اس لئے کہ اونچائی پر ہے اور دوسری جگہ کی نسبت سورج یہاں پہلے طلوع ہوتا ہے مسجد قباء سے مشرق کی طرف یہ پون میل ہے۔ بغیر چھت کے کالے پتھروں کی ایک چاردیواری ہے، کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کی عصر کی نماز قضاء ہوگئی دُعا فرمائی جہاں مسجد شمس ہے اسی لئے اس مسجد کو مسجد شمس بھی کہا جاتا ہے۔ سورج کے ٹھہر جانے یا پلٹ آنے کا واقعہ صحیح ہے لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ یہ واقعہ دراصل مقام مہبا کا ہے جو خیبر کے شہروں میں سے ایک ہے۔

## مسجد مشربہ اُم ابراہیم علیہ السلام:

محلّہ عوالی میں حرہ شرقیہ کے نزدیک یہ مسجد واقع ہے مشربہ باغ کو کہتے ہیں یہاں حضرت ماریہ قبطیہؓ کے باغات تھے۔ یہاں خود حضورﷺ کے اپنے ذاتی باغات بھی تھے جو آپﷺ نے فقراء و مساکین کے لئے صدقہ کر دیئے تھے۔ آپﷺ یہاں تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی۔ (ایک روایت یہ ہے کہ یہ جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے لیکن سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی جائے پیدائش تاریخ سے عراق کے شہر "ار" میں ثابت ہوتی ہے۔

Marfat.com

## مسجد ابی بن کعبؓ:

حضرت ابی بن کعبؓ مشہور صحابیؓ اور مشہور قاریوں میں سے تھے۔ جہاں اب مسجد ابیؓ ہے دراصل یہاں ان کا مکان تھا اور اس مکان میں حضور ﷺ حضرت ابی بن کعبؓ کے پاس اکثر تشریف لایا کرتے تھے اور نماز ادا فرماتے تھے۔ حضرت ابی بن کعبؓ سے قرآن سنا کرتے تھے ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابیؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں انہوں نے پوچھا کیا میرا نام لے کر کہا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا! تمہارا نام لے کر کہا ہے یہ سن کر خوشی میں رونے لگے۔

اس واقعہ سے اس مسجد کی عظمت اور زیارت کے ثواب کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ اس وقت کیسا مکان تھا؟ آیئے حضرت جندبؓ بن عبداللہ سے اس کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ حضرت جندبؓ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں اس ارادے سے آیا کہ علم حاصل کروں۔ سیدھا مسجد نبوی ﷺ چلا گیا دیکھا کہ بہت سے حلقے بنے ہوئے ہیں اور اساتذہ حدیث پڑھا رہے ہیں۔ میں سب حلقوں کو دیکھتا ہوا ایک حلقے کے پاس بے ساختہ کھڑا ہو گیا اس حلقے میں ایک استاد مسافروں کے سے انداز میں دو کپڑے بدن پر ڈالے حدیث پڑھا رہا تھا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون سے بزرگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مسلمانوں کے سردار ابی بن کعبؓ ہیں میں ان کے حلقہ درس میں بیٹھ گیا، جب وہ حدیث سے فارغ ہوئے تو گھر کی طرف جانے لگے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے، وہ بہت پرانا اور بے حد خستہ حالت میں تھا جس کے اندر ضروریات زندگی کا سامان نہایت معمولی تھا۔

حضرت ابیؓ اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی لکھنا پڑھنا جانتے تھے عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہیں تھا اسلام آنے کے بعد اس کا رواج تیزی سے ہوا حضرت ابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے اور وحی لکھتے تھے قرآن کے بڑے ماہر تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی زندگی ہی میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا حضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ میری امت کے بڑے قاری ابن بن کعبؓ ہیں ان کے ہاں تہجد کی نماز میں آٹھ

Marfat.com

راتوں میں قرآن ختم کرنے کا اہتمام ہوتا تھا۔

خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے میرا امتحان لیا اور پوچھا کہ بتاؤ تو قرآن میں برکت وفضیلت کے اعتبار سے سب سے بڑی آیت کونسی ہے۔ مجھے ادب ملحوظ رہا اور کہہ دیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں حضور ﷺ نے پھر سوال کیا تو میں نے پھر ادب کی وجہ سے پہلے والا جواب دیا۔ حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ پوچھا تو میں نے کہا "آیت الکرسی" حضور ﷺ جواب سن کر بے حد خوش ہوئے اور فرمایا اللہ تجھے تیرا علم مبارک کرے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک آیت چھوٹ گئی تو حضرت ابی بن کعبؓ نے لقمہ دیا حضور ﷺ نے نماز کے بعد پوچھا کس نے بتایا تھا؟ حضرت ابیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے بتایا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرا بھی یہی گمان تھا علمی مصروفیات کے باوجود یہ عظیم المرتبت صحابی رسول ﷺ کے ساتھ ہر غزوہ میں شریک ہوئے حضور ﷺ کا کوئی جہاد ایسا نہیں جس میں یہ شریک نہ تھے۔

## مسجد ابوذر غفاریؓ:

اس مسجد میں حضور اکرم ﷺ نے نماز ادا فرمائی اور طویل سجدہ کیا اسی لئے اس مسجد کو مسجد سجدہ بھی کہتے ہیں۔ اس مسجد کو مسجد بحیرہ اور مسجد طریق السافلہ بھی کہتے ہیں حضرت حمزہؓ کے مقام شہادت کی طرف جانے والے راستے پر مشرقی جانب دائیں ہاتھ پر بحیری اور بساتیں صدقہ کے درمیان یہ مسجد واقع ہے۔

## مسجد اجابہ:

جنت البقیع سے شمال کی جانب "بستان سمان" ہے اس کے پاس ہی مسجد اجابہ ہے یہ مسجد عمارتوں اور آبادی میں گھری ہوئی ہے مسجد اجابہ کو مسجد بنو معاویہ بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس جگہ پر بنو معاویہ کا قبیلہ آباد تھا ایک مرتبہ حضور ﷺ اس جگہ تشریف لائے نماز ادا فرمائی اور دیر تک اپنے اللہ سے راز ونیاز کرتے رہے۔ طویل دُعا سے فارغ ہونے کے بعد رحمت دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے رب سے اپنی اُمت کے بارے میں تین

Marfat.com

درخواستیں کی تھیں۔

1-اے اللہ! تو میری اُمت کو اجتماعی قحط سالی کے عذاب سے تباہ نہ کرنا۔

2-اے اللہ! تو میری اُمت کو اجتماعی طور پر غرق نہ کرنا۔

3-اے اللہ! تو میری اُمت کو اختلافات اور خانہ جنگی میں مبتلا نہ کرنا۔

اللہ نے میری تین میں پہلی دو درخواستیں قبول فرمائیں محمد بن طلحہؓ سے روایت ہے کہ اس مسجد میں آپ ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ (موجودہ) محراب سے دائیں جانب دو گز کے فاصلے پر ہے۔

## مسجد نبی ظفر:

اس مسجد کے بارے میں مدینہ طیبہ کے لوگوں میں زمانہ قدیم سے یہ بات مشہور ہے کہ اس پتھر پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے ایک صحابیؓ سے فرمائش کی تھی کہ وہ قرآن سنائے۔ چنانچہ صحابیؓ نے قرآن کی تلاوت کی۔ آپ ﷺ پر رقت طاری ہوئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے دیر تک یہ کیفیت رہی۔ یہ مسجد جنت البقیع سے مشرقی جانب حراہ واقم کے کنارے واقع ہے۔ یہاں قبیلہ بنو ظفر آباد تھا آپ ﷺ یہاں تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی اور پھر اس پتھر پر بیٹھ گئے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

## مسجد ذوالحلیفہ:

مدینہ طیبہ سے تقریباً 12 کلومیٹر دور بیر علیؓ ہے جس کا پرانا نام ذوالحلیفہ ہے۔ یہاں سے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ نے احرام باندھا اور تلبیہ (لبیک) شروع کیا مدینہ سے عمرہ اور حج کے لئے جانے والوں کو اسی مقام سے احرام باندھنا اور نیت کرنا ہوتی ہے۔

## مسجد ذباب:

اسے مسجد رایہ بھی کہتے ہیں جبل اُحد کے راستے میں بائیں جانب پہاڑی کے اوپر یہ مسجد ہے۔ جنگ خندق کے موقع پر آپ ﷺ کا خیمہ یہاں نصب تھا۔ یہاں آپ ﷺ نے نماز بھی ادا فرمائی۔

Marfat.com

# جبل صلع اور مسجد بنی حرام:

مسجد بنی حرام جبل صلع کی گھاٹی میں دائیں جانب واقع ہے۔ جو مسجد فتح کے راستے میں ہے۔ حضور ﷺ یہاں تشریف لائے اور نماز ادا کی۔ اسی گھاٹی کے قریب وہ غار ہے جس میں حضور ﷺ نے غزوہ خندق کے دنوں میں رات کو قیام فرمایا اس غار کے اندر وحی بھی نازل ہوئی۔ لہٰذا مسجد کے ساتھ ساتھ اس غار کی زیارت بھی باعث شرف وسعادت ہے۔ ویسے بھی حیات نبوی ﷺ میں غاروں کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اکثر انبیاء و رسل نے یکسوئی قلب کے لئے پہاڑوں اور غاروں کا رُخ کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو جبل رحمت پر ان کی حضرت حوا سے ملاقات ہوئی تو اسی مناسبت سے اس جگہ کا نام "عرفہ" یعنی پہچان کی جگہ ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی" کوہ ارارات" پر ٹھہری تھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر تجلی الٰہی عطا ہوئی، قرآن پاک میں اصحاب کہف کا تذکرہ ہے اس کا نام ہی سورۃ کہف یعنی غار والی سورۃ ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ نیک لوگوں نے ظالم بادشاہ کے ظلم کے خوف سے ایک غار میں پناہ لی۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بیت المقدس میں کوہ زیتون کے ایک کھوہ میں قیام فرمایا۔ حضور ﷺ کی بعثت کا زمانہ جب قریب آ گیا تو آپ ﷺ خلوت کے لئے راتوں کو غار حرا میں چلے جاتے چونکہ اس غار کو حضور ﷺ سے نسبت رہی ہے لہٰذا آج بھی اس غار میں ایک عجیب شان اور عجیب سکون ورحمت کا احساس ہوتا ہے۔ نبوت کے چوتھے سال اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو کچھ تجھے دیا گیا ہے واشگاف کہہ دے۔ تو آپ نے حکم کی تعمیل میں کوہ صفا پر کھڑے ہو کر پکارا اے اہل قریش دوڑو۔ آپ ﷺ پر ظلم وستم بڑھے تو شعب ابی طالب نامی ایک پہاڑ کی گھاٹی میں نظر بند کر دیئے گئے مدینہ کی نیک ارواح سے بیعت عقبہ ہوئی تو بھی منیٰ کی ایک گھاٹی تھی۔ ہجرت کی تو کوہ ثور کی ایک غار میں پناہ لی۔

Marfat.com

## مسجد غمامہ:

حضور ﷺ یہاں عیدین کی نماز ادا فرماتے تھے گویا یہ آپ ﷺ کی عید گاہ تھی ایک مرتبہ آپ ﷺ یہاں تشریف فرما تھے کہ دھوپ نے شدت اختیار کرلی فوری طور پر بادل کے ایک ٹکڑے نے آپ ﷺ پر سایہ کردیا۔ اسی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد غمامہ مشہور ہوا۔ حضور ﷺ یہاں نماز استسقاء بھی ادا فرماتے تھے۔ عجیب اتفاق تھا کہ جب ہم اس مسجد کی زیارت کے لئے پہنچے تو اس روز پورے سعودی عرب میں نماز استسقاء ادا کرنے کے لئے عام تعطیل تھی اور مسجد میں ہمارے پہنچنے پر بارش کی دُعا ہو رہی تھی جب ہم مدینہ سے واپس مکہ کی طرف چلے تو راستے میں زور کی بارش ہو رہی تھی۔

مسجد غمامہ مشہور بازار مناخہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ مسجد نبوی ﷺ کے باب السلام کے سامنے ایک تنگ بازار تھا جسے سوق القماش کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں یہ بھی بازار اسی جگہ تھا۔ اس بازار سے گزر کر جب مین روڈ پر آتے ہیں تو سامنے ہی مسجد غمامہ ہے اس مسجد کو مسجد مصلیٰ بھی کہتے ہیں۔

## مسجد بنی قریظہ:

مسجد فضیح کے مشرق کی طرف تھوڑے سے فاصلے پر مسجد بنی قریظہ ہے جب یہودی قبیلے بنی قریظہ کا محاصرہ ہوا تو آپ ﷺ نے اس جگہ پر قیام فرمایا تھا یہود کے مقرر کردہ حکم حضرت سعد ابن معاذؓ نے اسی جگہ پر وہ تاریخی فیصلہ دیا تھا جس کے مطابق یہودی مردوں کو قتل اور بچوں اور عورتوں کو قیدی بنایا گیا۔ اس کا تاریخی منظر یہ تھا کہ حضور ﷺ جب ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو وہ یہاں پر ایک نئے معاشرے کی تشکیل کے امام اور قائد کی حیثیت رکھتے تھے۔ مدینہ میں آپ ﷺ کو تین طرح کی قوموں سے واسطہ پڑا۔ جن میں ایک قوم یہود تھی، جو اشوری اور رومی ظلم و جبر سے بھاگ کر حجاز میں آباد ہو گئے تھے۔ یہودی دراصل عبرانی تھے۔ برسوں حجاز میں رہنے سے یہاں کی ثقافت، زبان، تہذیب اختیار کرنے اور عربوں میں رشتہ داریاں قائم کرنے کے باوجود ان کی نسلی عصبیت برقرار تھی

Marfat.com

۔ وہ اپنی اسرائیلی اور یہودی قومیت پر فخر کرتے تھے اور عربوں کو نہایت حقیر، بدھو، وحشی، رذیل، پسماندہ اور اچھوت سمجھتے ہوئے ان کے مال پر زبردستی قبضہ کرنا اپنا حق سمجھتے تھے۔

مدینہ میں یہودیوں کے تین مشہور قبیلے تھے۔

1- بنوقینقاع۔ 2- بنونضیر 3- بنوقریظہ

یہ یہودی دولت کمانے کے فن میں بڑے ماہر تھے تجارت کے علاوہ سود خور بھی تھے۔ بڑے بڑے عرب شیوخ کو اپنے قرضوں کی زنجیروں سے باندھا ہوا تھا اس کے علاوہ قبیلوں مین دشمنی کے بیج بوتے تھے اوس وخزرخ کے درمیان جنگ کے شعلے بھی انہوں نے بھڑکائے جس کے نتیجہ میں جنگ بعاث ہوئی۔ جب حضور ﷺ مدینہ میں آئے اور یہودیوں کو اسلامی دعوت کا علم ہوا تو انہیں اسلام اور مسلمانوں سے سخت عداوت ہوگئی۔

حضور ﷺ نے جب مدینہ میں مسلمانوں کے لئے ایک نئے اسلامی معاشرے کی بنیادیں استوار کرلیں تو غیر مسلموں کے ساتھ اپنے تعلقات منظم کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔ مدینہ کے سب سے قریب ترین پڑوسی یہود تھے۔ چنانچہ ان سے 12 نکات پر مشتمل ایک معاہدہ ہوا ان نکات میں یہ باتیں شامل تھیں کہ۔

1- کوئی طاقت اگر معاہدے کے فریقین سے جنگ کرے گی تو اس کے خلاف آپس میں تعاون کریں گے۔

2- جب تک جنگ رہے گی۔ یہودی بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر خرچ برداشت کریں گے۔

3- قریش اور اس کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

4- اگر کوئی یثرب پر (مدینۃ النبی ﷺ) حملہ کرے گا تو اس سے لڑنے کے لئے سب آپس میں تعاون کریں گے۔ اور ہر فریق اپنے اپنے اطراف کا دفاع کرے گا۔

وقت گزرتا گیا حتی کہ جنگ خندق کا واقعہ رونما ہوا دس ہزار کے لشکر نے مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت سے خندق کے پار آ کر محاصرہ کرلیا اور آپ ﷺ تین ہزار کے لشکر سے راستہ روک کر ڈٹ گئے۔ جب مشرکین کے لشکر کا کوئی بس نہ چلا تو بنونضیر کا حیی بن اخطب بنوقریظہ کے پاس آیا یہ ام المومنین حضرت صفیہ کا باپ تھا۔ اس نے قبیلے کے سردار کعب بن اسد کے

Marfat.com

دروازے پر دستک دی کعب نے دروازہ اندر سے بند کر لیا، حیی بن اخطب نے چکنی چپڑی باتوں سے دروازہ کھلوالیا کعب نے اس کی باتوں کے جواب میں کہا کہ۔
حیی! تجھ پر افسوس! مجھے میرے حال پر چھوڑ دے، میں نے محمد ﷺ میں صدق وصفا کے سوا کچھ نہیں دیکھا ہے۔

مگر حیی اسے فریب دیتا رہا اور بالآخر اسے شیشے میں اتار لیا، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر قریش کو شکست ہوئی تو وہ بھی سردار کعب کے ساتھ اس کے قلعے میں داخل ہوگا۔ اور جو انجام سردار کعب کا ہوگا وہی اس کا بھی ہوگا۔ چنانچہ دو یہودیوں کے درمیان یہ معاہدہ طے پا گیا، تو بنو قریظہ نے حضور ﷺ سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا۔ اور مشرکین کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شامل ہو گیا۔ مسلمان اس وقت محاذ جنگ پر تھے اور مدینے کا انتظام حضرت مکتوم ؓ کے حوالے کر کے عورتوں اور بچوں کو مدینہ کے قلعوں اور گڑھیوں میں محفوظ کر دیا گیا تھا ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت صفیہ ؓ کہتی ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک یہودی گزرا اور وہ جاسوسی کرنے کے لئے قلعے کا چکر کاٹنے لگا میں نے حسان ؓ سے کہا یہ یہودی ہمارے قلعے کا چکر لگا رہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ جاسوسی کر رہا ہے۔ اور یہ یہودیوں کو ہماری کمزوری سے آگاہ کر دے گا کہ یہاں صرف عورتیں اور بچے ہیں۔ اس لئے آپ جائیں اور اسے قتل کر دیں۔

حضرت حسان ؓ نے کہا واللہ! آپ جانتی ہیں کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ حضرت صفیہ ؓ کہتی ہیں کہ اب میں نے خود کمر ہمت باندھی، ستون کی ایک لکڑی اٹھائی قلعہ سے اتر کر اس یہودی کو لکڑی مار مار کر ہلاک کر دیا، حسان ؓ سے کہا کہ جائیے اس کا سر کاٹ کر نیچے یہودیوں کے پاس پھینک دیں اور اس کے ہتھیار اتار لیں کہ وہ مرد ہے مگر حسان ؓ نے کہا اس کی کیا ضرورت ہے؟ چنانچہ میں پھر گئی اور یہ دونوں کام کئے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان بچوں اور عورتوں کی حفاظت پر حضور ﷺ کی پھوپھی کے اس دلیرانہ کارنامے کا بڑا گہرا اور اچھا اثر پڑا۔ اپنے ساتھی کا کٹا ہوا سر دیکھ کر حملہ کی نیت رکھنے والے یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ اوپر مسلمانوں کی حفاظتی سپاہ موجود ہے۔

یہودی مدینہ پر حملہ آوروں کو رسد پہنچاتے رہے۔ حضور ﷺ کو یہود کی عہد شکنی کا

Marfat.com

علم ہوا تو آپ ﷺ نے اس کی فوراً تحقیق کی۔ جب اس کی تصدیق ہوگئی تو آپ ﷺ کی کیفیت یہ تھی کہ اپنا سر اور چہرہ دکھ سے کپڑے سے ڈھانک لیا اور دیر تک چت لیٹے رہے یہ دیکھ کر صحابہؓ کا اضطراب بڑھ گیا۔ پھر آپ ﷺ اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہوئے اور کہا۔

مسلمانو! اللہ کی مدد اور فتح کی خوشخبری سن لو۔

چنانچہ مشرکین ذلت آمیز شکست کے بعد لوٹ گئے اور آپ ﷺ مدینہ آگئے جس روز آپ ﷺ تشریف لائے اسی روز ظہر کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ اس وقت آپ ﷺ اُم سلمہؓ کے گھر غسل فرما رہے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے حالانکہ فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں رکھے۔ اٹھئے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ بنو قریظہ کی خبر لیجئے میں آگے آگے جا رہا ہوں، ان کے دلوں میں زلزلہ برپا کروں گا۔ اور ان کے دلوں میں رُعب و دہشت ڈالوں گا۔ یہ کہہ کر وہ فرشتوں کے ساتھ چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں منادی کرادی۔ کہ سب حضرات عصر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھیں۔ مدینے کا انتظام ام مکتومؓ کو دیا اور حضرت علیؓ کو جنگ کا جھنڈا دے کر آگے روانہ فرما دیا۔ حضرت علیؓ بنو قریظہ کے قلعوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر گالیوں کی بوچھاڑ کردی۔ حضور ﷺ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ بنو قریظہ کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا جب محاصرہ سخت ہوگیا تو انہوں نے ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کیا اور اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کا معاملہ سعد بن معاذؓ کے سپرد کیا جاتا ہے قبیلہ اوس کے لوگوں نے کہا ہمیں منظور ہے۔ حضرت سعدؓ کو مدینہ سے بلایا گیا اور انہوں نے فیصلہ دیا کہ مردوں کو قتل کر دیا جائے عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا جائے اور اموال تقسیم کر دیئے جائیں مدینہ کے بازار میں خندق کھود کر ان میں چھ سات سو کے درمیان مردوں کی گردنیں ماردی گئیں۔

حضور ﷺ کا حکم تھا کہ جس کے زیر ناف بال آچکے ہوں اسے قتل کر دیا جائے چونکہ حضرت عطیہ قرظیؓ کو ابھی بال نہیں آئے تھے۔ چنانچہ انہیں چھوڑ دیا گیا بعد میں وہ مسلمان ہوگئے۔ ہتھیار ڈالنے سے پہلے جنہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا انہیں بھی چھوڑ

Marfat.com

دیا جائے اُم المومنین حضرت صفیہؓ کا باپ حیی بن اخطب بھی معاہدہ کے مطابق یہاں بند تھا اسے بھی قتل کیا گیا۔

## حضرت عثمانؓ کا کنواں:

اس کنوئیں کا اصل نام بیئر روما ہے۔ یہ ایک یہودی کی ملکیت تھا جو پانی بیچتا تھا۔ کیونکہ ان دنوں مدینہ کے اردگرد میٹھے پانی کا اور کنواں نہ تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اس کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ اس پر حضورﷺ نے آپ کو جنتی ہونے کی بشارت دی۔ ستم ظریفی دیکھئے جب ظالم بلوائیوں نے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ کے مکان کا محاصرہ کیا تو آپ تک پانی جانا بند کر دیا۔ اُم المومین اُم حبیبہؓ پانی اور کھانا لے کر آئیں، ظالموں نے دونوں چیزیں چھین لیں اور حرم رسولﷺ کو بے ادبی سے واپس کر دیا پیاس سے تنگ آ کر آپ نے بلوائیوں سے کہا کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو حضرت علیؓ سے جا کر یہ کہہ دے کہ وہ ہم پیاسوں کو پانی پلا دیں ایک دردمند نے یہ الفاظ سنے تو بے تابانہ دوڑتے ہوئے حضرت علیؓ کو جا کر سنائے۔ آپؓ نے تین مشکیزے اسی وقت بھجوائے جو بمشکل اندر پہنچ سکے تب حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے باآواز بلند باغیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم وہ وقت یاد کرو کہ جب مدینہ میں بیئر روما کے سوا میٹھے پانی کا کنواں نہ تھا اور تمام مسلمان روزانہ قلت آب سے تکلیفیں اٹھاتے تھے وہ کون تھے جس نے رسول اللہﷺ کے حکم سے اس کنوئیں کو خریدا اور عام مسلمانوں پر وقف کر دیا۔

آوازیں آئیں آپ نے وقف کر دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا، آج اسی کنوئیں کے پانی سے تم مجھے روک رہے ہو۔ میں جب اس کنوئیں کی زیارت کیلئے پہنچا تو ٹیوب ویل کے ذریعے پانی نکالا جا رہا تھا اور بے حساب پانی نکل کر اردگرد کے باغات کو سیراب کر رہا تھا۔ اسکے خریدنے والے کو آخری دنوں میں اس کنوئیں کی ایک ایک بوند کے لئے ترسایا گیا۔

## بیر بضاعہ کا کنواں:

بیر بضاعہ مدینہ منورہ کا وہ کنواں ہے جسکے پانی سے حضورﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین غسل فرمایا کرتے تھے اور اس کنوئیں پر آ کر اپنے کپڑے دھویا کرتے تھے۔

Marfat.com

## عروہ کا کنواں:

بیر عروہ وادی عقیق میں ہے جو مدینہ کے باب عنبریہ سے نکل کر آتا ہے حضور ﷺ کو اس کنوئیں کا پانی بہت پسند تھا۔ آپ ﷺ شوق سے پیا کرتے تھے۔

## حاء کا کنواں:

بیر حاء حضرت طلحہؓ کے گنجان باغ میں تھا نبی کریم ﷺ اکثر یہاں آتے کنویں کا پانی پیتے اور باغ میں آرام فرماتے آیہ کریم لن تنالو البر حتی تنفقو مما تحبون کے نازل ہونے پر حضرت طلحہؓ نے اپنے محبوب باغ کو فوراً وقف کر دیا۔ یہ کنواں باب عثمانؓ سے شمالی رُخ پر تھا۔

## غرس کا کنواں:

یہ مبارک کنواں ہے جسے پوری دنیا کے پانیوں پر یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد اس کے پانی سے آپ ﷺ کو غسل دیا گیا۔

## قلعہ کعب بن اشرف:

مسجد قباء کی زیارت سے واپس مدینہ کی طرف آئیں تو سڑک کے عین اوپر کالے پتھروں کی ایک بوسیدہ عمارت ہے جس کے باہر آثار قدیمہ کا بورڈ آویزاں ہے یہ عمارت دراصل مشہور یہودی کعب بن اشرف کا قلعہ ہے جو حضور ﷺ کو تنگ کرتا تھا۔ اور آپ کے قتل کی سازشیں تیار کرتا تھا۔ یہ قلعہ اسلام کے خلاف سازشوں کا ایک اڈہ تھا۔ معاہدہ امن کے باوجود یہ شخص دشمنوں سے ملا ہوا تھا اور مسلمانوں کی جاسوسی کرتا تھا۔ حضور ﷺ کے اہل بیت کی اشعار کے ذریعے توہین کرتا تھا مجالس میں آپ ﷺ کے بارے میں بے ہودہ گوئی کرتا تھا اسے حضور ﷺ نے دو انصاری صحابہؓ کے ذریعے قتل کرا دیا۔

## زیارت مسجد نبوی ﷺ

رمضان المبارک میں عمرہ کی ادائیگی کے بعد حاضری کے لئے مدینہ پہنچا تو مسجد

Marfat.com

نبوی ﷺ میں نماز ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔نمازیوں کا جم غفیر پتھر و کنکریٹ کے ستونوں اور تر کی قالینوں پر نماز ادا کرتا تھا۔اوپر سورج کی تمازت کو روکنے کے لئے کینوس کے سائبان نصب تھے۔ بڑے بڑے پنکھے ہوا پھینکتے اور سائبان بادبانوں کی طرح پھڑ پھڑاتے۔سنگترہ رنگ کے فائبر گلاس سے تیار شدہ کولروں میں آب زمزم کا ٹھنڈا پانی نمازیوں کو پیش کیا جاتا ہے جسے خاص طور پر مکہ مکرمہ سے لایا گیا تھا۔مسجد کے اندر چاروں طرف یونیفارم پہنے خدام نمازیوں کی خدمت کے لئے چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ توسیع کے لئے تعمیر کا کام دن رات جاری ہے۔بڑی بڑی مشینیں اور ہزاروں کاریگر کام میں مصروف ہیں مگر کچھ اس طرح کہ عبادت گزاروں کو کوئی تکلیف یا رکاوٹ پیش نہ آئے۔ پروجیکٹ منیجر کے مطابق شاہ فہد منصوبہ میں بہ نفس نفیس دلچسپی لیتے تھے۔ٹھیکیدار نے مکمل عمارت کا ماڈل دکھایا۔جس میں کئی رنگ کے پتھروں اور دیگر تفصیلات کو واضح طور پر اجاگر کیا گیا۔شاہ کی خواہش ہے کہ مسجد کے باہر کھلے چوک ہوں اور اسے ہر طرح کی عظمت و رفعت بخشی جائے۔کیونکہ اسی مقام سے اولین اسلامی سلطنت کے احکامات جاری ہوا کرتے تھے۔

آج سے 25 سال قبل شاہ فیصل نے اس رفیع الشان منصوبہ کا سنگ بنیاد رکھا اور اردگرد عمارتیں مسمار کرنے ، مالکان کو متبادل جگہ اور معاوضہ دینے میں دو سال کا عرصہ لگا۔اور 2005ء میں عمارات بن کر تیار ہو گئیں۔

منیجر نے بتایا کہ عمارت سازی کے ماہرین نے چالیس سالہ قدیم توسیع شدہ حصے جسے سلطان سعود بن عبدالعزیزؒ آل سعود نے تیار کروایا ہے۔ان کے ساتھ اس طرز اور انداز کی یکجہتی پیدا کی گئی کہ کوئی پہچان نہیں سکتا۔ساتھ ساتھ اسلامی فن تعمیر پر بھی آنچ نہ آنے دی۔ موجودہ مسجد کا رقبہ 16500 مربع میٹر اور اس میں 28 ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے توسیع کے بعد رقبہ کو بڑھا کر 98500 مربع میٹر کر دیا گیا اور 2 لاکھ 65 ہزار نمازی سطح زمین والے حصہ پر نماز ادا کر سکیں گے۔پہلی چھت پر کھلے اور خوشگوار موسم میں مزید 90 ہزار نمازیوں کو اپنے رب کے حضور عبادت کرنے کا موقع میسر ہے۔اگر حج کے دنوں میں نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی تو ان کے لئے تین طرفہ چوکوں میں نفیس شامیانے نصب کر دیئے

Marfat.com

جائیں گے۔

چھتوں سے ڈھکے وسیع وعریض حصے میں 101 برآمدے تعمیر کیے گئے ہیں جن میں سٹیل کے 33 عدد کھل جانے والے گنبد نصب کردیئے گئے ہیں جنہیں بوقت ضرورت کھولا جاسکتا ہے۔ چوک کے نیچے دوزیرزمین ہال تیار کیے گئے ہیں جہاں متعلقہ محکموں اور عملے کے لوگ رہ سکیں گے۔ ستونوں کو رنگ دار پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے تاکہ پینٹ کے بار بار استعمال سے نجات مل سکے۔

منصوبہ کا سب سے عجیب اور دلچسپ ایئر کنڈیشنگ تعمیر کیا گیا نظام ہے جو دُنیا بھر میں ٹھنڈا کرنے کا سب سے بڑا منصوبہ ہے اصل پلانٹ مسجد سے 7 کلومیٹر فاصلہ پر نصب کیا ہے یہاں سے ساڑھے 6 میٹر قطر کا زیرزمین بڑا پائپ برفانی ہوا کو لاکر مسجد تک پہنچاتا ہے اور کولنگ بھی مثالی ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کو اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا اور شاندار منصوبہ قرار دیا گیا ہے رسول مقبول ﷺ کی زندگی میں دوبارہ مسجد کی تعمیر کی گئی اول پہلی ہجری میں اور دوسری بار 7 سال بعد فتح خیبر کے وقت اسے 2025 مربع میٹر پر پھیلا دیا گیا۔ تاکہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد نماز ادا کر سکے۔ مسجد کی بنیادیں پتھر سے تعمیر کی گئیں دیواریں پتھر اینٹوں سے ستون کھجور کے تنوں سے، چھتیں کھجور کے پتوں اور گارے سے مکمل کی گئیں۔ حضور ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے پتھر اور اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور بعد میں مسجد نبوی ﷺ میں توسیع اور تعمیر حسب ذیل اوقات میں ہوئی۔

توسیع مسجد نبوی ﷺ:

7 ہجری 2475 مربع میٹر۔

17 ہجری 1100 میٹر مربع دور خلافت حضرت عمر فاروقؓ

29/23 ہجری میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے دو، میں 496 میٹر مربع کا اضافہ ہوا۔

88 تا 91 ہجری خلیفہ الولید امویؒ کے دور میں 2329 میٹر کا اضافہ ہوا۔

91 تا 165 ہجری میں خلیفہ مہدی العباسیؒ میں 2435 میٹر کا اضافہ کیا گیا۔

888 ہجری میں خلیفہ سلطان اشرف کو تابیہ 120 میٹر کا اضافہ ہوا۔

Marfat.com

1265 تا 1277 ہجری میں خلیفہ سلطان عبدالمجید عثمانیؒ نے 1239 میٹر کا اضافہ کیا۔
1372 ہجری میں الملک سعود بن عبدالعزیزؒ 6024 میٹر کا اضافہ کیا۔

اس کے بعد خادم الحرمین الشریفین الملک فہد بن عبدالعزیزؒ نے پورا شہر مدینہ منورہ جو حضور ﷺ کے زمانہ انور میں تھا اس شہر کو موجودہ مسجد نبوی ﷺ شریف میں تعمیر کر کے رہتی دُنیا تک مثالی اور عظیم الشان تعمیرات جو 80200 میٹر پر مشتمل ہے پر تعمیر کر کے ریکارڈ رقم خرچ کر کے پوری دُنیا میں المسجد نبوی شریف کو صحیح اور عظیم الشان مقام دلوا کر سعودی خاندان کی حکمرانی کو چار چاند لگا دیئے اور حب رسول ﷺ کے ساتھ اپنی ایمانی جذبہ کی مہر ثبت کر دی۔

## وادی شہداء بدر:

بدر ایک گاؤں کا نام جہاں ہر سال میلہ لگتا تھا زمین ریتلی اور پانی کے چشمے وافر تھے، مدینہ منورہ سے تقریباً 130 کلومیٹر کے فاصلہ پر دشوار گزار گھاٹیوں سے ہو کر گزرنے والا یہ راستہ شام کو جاتا ہے اطلاع کے مطابق قریش کا ایک قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں یہاں سے گزرنے والا تھا یہ وہ وقت تھا جب قریش کے ظلم وستم سے تنگ آ کر آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین مدینہ آ گئے تھے مگر قریش مسلسل تعاقب کر رہے تھے۔ آپ ﷺ امن پھیلانے اور صلح فرمانے میں مصروف تھے۔ اور قریش اپنا جال پھیلا رہے تھے۔ انہوں نے مدینہ اور آس پاس کے یہودی قبائل کو اکسایا مدینہ میں مسلمانوں کی اس جماعت کو ساتھ ملایا جسے قرآن نے منافقین کی جماعت کہا ہے۔ ان کا سردار عبداللہ ابن ابی سلول تھا۔ قریش نے مکہ اور مدینہ کے درمیان آباد قبائل کو ساتھ ملا لیا ان قبائل نے بھی مدینہ آنے جانے والوں پر سختیاں شروع کر دیں۔

اس زمانے میں اہل مدینہ کو ہر وقت مکہ والوں کے حملے کا اندیشہ رہتا تھا۔ صحابہ کرامؓ اور خود حضور اکرم ﷺ راتوں کو پہرہ دیا کرتے تھے اور صحابہؓ ہر وقت مسلح رہتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے 2ھ رجب کے مہینے میں حضرت عبداللہ ابن جحش کو بارہ آدمیوں کے ساتھ بطن نخلہ کی طرف بھیجا اور انہیں ایک خط دیا اور فرمایا کہ وہ اس خط کو دو دن بعد کھولیں دو

Marfat.com

دن کی مسافت کے بعد عبداللہ نے خط کھولا تو لکھا تھا۔

مقام نخلہ میں قیام کرو اور قریش کے حالات کا پتہ لگا کر اطلاع کرو۔

وہ جاسوسی کرنے کے ارادوں سے مکہ کے قریب تک جا پہنچے کہ قریش کا ایک قافلہ نظر آیا جو شام سے واپس آ رہا تھا۔ حضرت عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سمیت ان پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں عمرو بن الحضرمی مارا گیا۔ جو معزز ین قریش میں سے تھا اور دو قریشی قتل ہوئے وہ دونوں رئیس قریش مغیرہ کے بیٹے تھے۔ حضرت عبداللہ واپس مدینہ لوٹے اور سارا واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا۔ اور غنیمت کی چیزیں پیش کیں۔ آپ ﷺ نے غنیمت کا مال قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تم نے جو کچھ کیا میں نے تمہیں اس کی اجازت نہیں دی تھی۔

صحابہؓ نے حضرت عبداللہ سے نہایت برہم ہو کر کہا کہ تم نے وہ کام کیا جس کا تمہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ (یعنی قافلہ لوٹنا) اور ماہ حرام میں لڑے حالانکہ اس مہینے میں تم کو لڑنے کا حکم نہ تھا۔ قریش اور عرب قبائل حرمت کے مہینوں میں لڑنا حرام سمجھتے تھے۔

## گنبد خضراء کی تعمیر:

آپ ﷺ کے روضہ مبارک پر سبز گنبد جسے گنبد خضراء کے نام سے پکارا جاتا ہے امام زین الدین مراغی المتوفی 816ھ 1413ء رقمطراز ہیں۔ پہلے پہل حجرہ مبارک پر گنبد نہیں تھا پہلی آتش زدگی 654 / 1256ء کے بعد کسی وقت چھت پر تقریباً ایک میٹر اونچی پختہ اینٹوں کی دیوار بنائی گئی تھی تاکہ مسجد کی چھت اور حجرہ مقدسہ کی چھت میں امتیاز قائم رہے۔ 678ھ/ 1279 میں ملک منصور قلادون الصالحی نے پہلی مرتبہ گنبد تعمیر کرایا جو چھت کے نیچے سے مربع شکل اور اوپر ہشت پہلو تھا۔ موصوف نے لکڑی کے تختوں سے گنبد بنا کر اس پر پلیٹیں چڑھائیں اور زرد رنگ کرایا بعد میں ملک ناصر بن محمد بن قلادون نے گنبد کی تجدید کرائی۔ 765ھ/ 1363ء میں ملک اشرف شعبان بن حسین بن محمد کے عہد خلافت میں رانگ کی پلیٹیں اکھڑ جانے کی وجہ سے گنبد از سر نو مضبوطی کے ساتھ تعمیر کیا گیا، اس میں لکڑی کے تختوں کے اندر رانگ پلیٹیں لگائیں گئیں اور پختہ دیوار کی جگہ لکڑی کی جالی

Marfat.com

بنادی گئی روضہ مقدسہ کی چھت اور مسجد کی چھت کے درمیان بھی لکڑی کی جالی لگائی گئی جبکہ روضہ شریف کی چھت لکڑی کی بنا کر اس پر پگھلے ہوئے موم میں ترشیدہ کپڑا ڈال دیا گیا روضہ اقدس کی چھت پر بنائی گئی جالی میں دروازہ بھی رکھا گیا، جس کے ذریعے مقصود کائنات ﷺ کے حجرہ مقدسہ اور سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی بنائی ہوئی دیوار کے درمیان بوقت ضرورت آدمی داخل ہوسکے اگرچہ دروازہ ہروقت مقفل رہتا تھا۔

اس سلسلہ میں عثمانی خلیفہ محمود خاں بادشاہ 1223ھ/1255ھ کی محبت و ارادت بہت بڑی ہوئی اور ایک باوفا سچے مومن اور عاشق صادق کے جذبات کی ترجمان و نمائندہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے 1233 میں روضہ اطہر کی تعمیر میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور ذاتی طور پر حصہ لے گنبد پاک پر سبز رنگ کرایا۔ خاندان قلادون کے ملوک مصر کی طرح ترکی سلاطین نے بھی روضہ اطہر کی تعمیر وتزئین میں حسن اہتمام کی تمام تر دلنوازیوں کے ساتھ حصہ لیا۔ گنبد پاک کا سبز رنگ انہی کی پسند ہے ذوق نظر کے ساتھ ان کے حسین انتخاب وحسن عقیدت کی بھی دلیل ہے۔

روضہ اقدس مقصورہ شریف کا طول 16 میٹر (تقریباً 52 فٹ) اور عرض پندرہ میٹر (تقریباً 49 فٹ) ہے چاروں گوشوں میں سنگ مرمر کے بڑے ستون ہیں جن کی بلندی چھت تک ہے۔

## روضہ اقدس میں نقب زنی کی ناکام سازش:

یہ واقعہ چھٹی صدی ہجری کے اسی دور سے تعلق رکھتا ہے جب اسلام دشمنی کی مشترکہ قدر کو سامنے رکھ کر عیسائی حکمران متحد ہو رہے تھے۔ 557ھ میں انہوں نے اسی سلسلہ میں سازش کی کہ مسلمانوں کے نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک روضہ انور سے نکال لیا جائے کیونکہ یہی وجود مسعود مسلمانوں کی محبت کا مرکز ان کی طاقت وروحانیت کا سرچشمہ اور کامیابی کا راز ہے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے دو مغربی عیسائی منتخب کئے اور سمجھایا کہ مدینہ طیبہ جاکر روضہ پاک کے قریب کوئی مکان کرایہ پر لے لیں۔ اور نقب لگا کر تربت شریف تک پہنچ جائیں اور اپنے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

Marfat.com

بے شمار زر و جواہر لے کر یہ دونوں شخص مغربی حاجیوں کے بھیس میں مدینہ طیبہ آئے اور روضہ انور کے قریب ہی ایک مکان حاصل کر لیا۔ مساکین، غرباء اور ناداروں کو انہوں نے اس طرح نوازا کہ وہ انہیں اپنے شہر میں رحمت کا فرشتہ سمجھنے لگا۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ اہل مدینہ کو ان کی ذات کے ساتھ حسن ظن پیدا ہو گیا ہے تو انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ رات کو سرنگ کی کھدائی کرتے اور مٹی چرمی تھیلوں میں بھر کر رکھ لیتے صبح باہر نکلتے اور جنت البقیع کی زیارت کے بہانے یہ مٹی وہاں پھینکتے اور دن بھر روضہ انور پر گزارتے ان کا یہ سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہا تا آنکہ یہ سرنگ روضہ انور کے قریب پہنچ گئی اس رات بجلی اس زور سے کوندی جیسے زمین کا سینہ چیر دے گی اور اتنا زبردست زلزلہ آیا کہ جیسے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔

ایک رات سلطان نورالدین محمود زنگیؒ نے خواب میں دیکھا کہ قرار قلب حزین، امام اولین و آخرین سرور کائنات جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے طلعت زیبا پہ جلال کے آثار نمایاں تھے۔ آپ نے قہر آلودہ نگاہوں سے دو سرخ مغربی شخصوں کی طرف دیکھا اور سلطان کو حکم دیا کہ ان سے بچاؤ یہ مجھے تنگ کر رہے ہیں یہ ہوشربا اور حیرت انگیز خواب دیکھ کر سلطان پریشان ہو گیا اس کی تعبیر و تاویل سمجھ نہ آئی پھر آنکھ لگی تو یہی منظر دیکھا، تیسری بار بھی یہ واقعہ پیش آیا اب تو سلطان کو یقین ہو گیا کہ واقعی کوئی بات ہے۔ اسی وقت اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو بلایا اور بار بار آنے والے خواب سے مطلع کیا۔ وزیر نے کہا کہ مدینہ طیبہ میں کوئی غیر معمول واقعہ پیش آ رہا ہے۔ آپ کسی قسم کی تاخیر کے بغیر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو جائیں میں بھی احتیاط کے طور پر کچھ فوج اور مال و اسباب لے کر آپ کے پیچھے پہنچ جاؤں گا۔ سلطان نے چند ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ کی راہ لی اور سولہ روز بعد یہ مختصر سا قافلہ مصر سے اپنی منزل مقصود پر پہنچ گیا۔

سلطان نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری دی صلوۃ و سلام کے مہکتے پھول پیش کئے اور حیران ہو کر بیٹھ گیا کہ کاروائی کا آغاز کس طرح کرے۔ وزیر جمال الدین نے دریافت کیا، کیا آپ ان دو سرخوں کو پہچان لیں گے جن کو آپ نے خواب میں دیکھا تھا۔ سلطان نے اثبات میں جواب دیا۔ جمال الدین نے فوراً اعلان کروایا کہ

Marfat.com

سلطان دربار رسالت کی حاضری کے لئے آئے ہیں اور اپنے دست مبارک سے تمام اہل مدینہ کو عطایا و ہدایا سے نوازنا چاہتے ہیں لہٰذا تمام لوگ آئیں اور سلطان کے دریائے جود و کرم سے حصہ حاصل کریں سلطان نے آنے والوں کو مال بانٹنا شروع کر دیا ہر سائل کو غور سے دیکھتے رہے مگر مطلوبہ لوگ نظر نہ آئے۔ بڑی تشویش ہوئی آخر وزیر نے چھان بین کی پتہ چلا کہ دو مغربی حاجی روضہ مبارک کے جوار میں رہتے ہیں وہ نہیں آئے لوگوں نے بتایا کہ وہ خود بڑے دولت منداور فیاض ہیں۔ اہل مدینہ کو انہوں نے مالا مال کر دیا ہے وہ آ کر کیا لیں گے؟

مگر وزیر نے حکم دیا کہ ان کو بھی ضرور لایا جائے سلطان نے ان کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیا۔ ان کی ظاہری حالت اتنی شاندار اور بزرگانہ تھی کہ شک کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی مگر سلطان خواب میں ان کی حیثیت دیکھ چکا تھا۔ لہٰذا ان کی رہائش گاہ پر پہنچا وہاں بھی کتابوں اور مشکیزوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا مگر جونہی ایک جگہ سے مصلّٰی اٹھایا نیچے سے سرنگ نظر آئی یہ دیکھ کر سب کے ہوش اُڑ گئے، اور رنگ فق ہو گئے باز پرس کرنے پر ان دونوں نے ساری سازش سے آگاہ کر دیا، سلطان اتنا رویا کہ حد نہ رہی پھر ان دونوں کو قتل کر دیا اور روضہ انور کے چاروں طرف زمین کو اتنا کھدوایا کہ پانی نکل آیا پھر لاکھوں من سیسہ پگھلا کر اس میں ڈالا گیا۔ اور اس طرح سطح آب سے زمین تک قبر مبارک کے اردگرد سیسہ کی دیوار قائم ہوگئی تاکہ آئندہ اس قسم کے خطرے کا امکان ہی نہ رہے۔ یہ اتنی بڑی خدمت تھی جس کو انجام دے کر سلطان کی خوشی کی حد نہ رہی اور اس نے رب العزت کا شکریہ ادا کیا کہ یہ عظیم خدمت اس کو سونپی گئی اور آپ ﷺ نے اس کام کے لئے اس کو منتخب کیا۔

881ھ/ 1476ء میں گنبد کی بعض لکڑیوں میں خلل آ گیا تھا جس کی اصلاح التمش بن الزمن متولی عمارہ نے کرائی تعمیر نو کے وقت طے پایا کہ گنبد مبارک کو بنیادوں سے مضبوطی اور خوبصورتی سے تعمیر کیا جائے چنانچہ بشمول مثلث حصے کے حجرہ مقدسہ کے چاروں بیچ گوشہ دیوار کے باہر ستون بنائے گئے جن پر گنبد مبارک کی کرسی رکھی گئی۔ 888ھ/ 1483ء حاکم مصر ملک قاتیبائی کے حکم سے گنبد کی تجدید کرائی کالے پتھر سے تعمیر کر کے گنبد پر سفید رنگ کرایا جس کے باعث روضہ اقدس ﷺ کا گنبد البعصا کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ حجرہ

Marfat.com

مقدس سے گنبد کے اوپر نصب چاند 81 ذراع (27 فٹ) بلندی پر تھا بعدازاں 892ھ/ 1487ء میں اس گنبد کے اوپر ایک بہت بڑا گنبد بنایا گیا جو بیچ گوشہ دیوار کے گرد بنائے گئے جو مضبوط ستونوں پر قائم تھا لیکن اتفاق سے تکمیل کے ساتھ ہی گنبد میں شگاف پڑ گیا۔ جس کے باعث مصر سے سفید چونا منگوا کر اسے مضبوطی کے ساتھ تعمیر کیا گیا۔ اور اس کی خوبصورتی کے لئے میناکاری بھی کرائی گئی۔ 908ھ/ 1572ء میں سلطان سلیم عثمانی نے حجرہ مقدسہ مطہرہ کا قابل رشک اور پرشکوہ گنبد بنوایا اور اسے رنگا رنگ پتھروں سے سجایا اور اس کے حسن وزیبائش کو مثل جنت بنا دیا۔

سلطان نے گنبد شریف کی پشت پر اپنا نام کندہ کرایا غالباً میناکاری کے دلکش و جاذب نظر منظر نے اسے قبۃ الارزق کے قلب سے نوازا۔

تیرہویں صدی ہجری کے اوائل میں گنبد میں پھر شگاف پڑ گیا جس کے سبب 1233ھ میں سلطان عبدالحمید عثانی نے نیا گنبد بنوایا اور اس پر سبز رنگ کرنے کا حکم دیا جس کی وجہ سے گنبد خضراء کے نام سے شہرت پذیر ہوا۔

☆☆☆☆☆☆

جن لوگوں نے پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر اپنے گھربار، مال ومنال اور جائیدادیں چھوڑیں اور مدینہ منورہ پہنچے۔ انہی لوگوں نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے بعد قرآن وحدیث کی تعلیم وتدریس کی خاطر ایک بار پھر اپنے گھربار، مال ومنال اور کاروبار ترک کئے اور مفتوحہ علاقوں میں پہنچ کر دینی مدارس قائم کئے اور لوگوں کو قال اللہ اور قال الرسول کی تعلیم سے آشنا کیا۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دمشق میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حمص میں مدارس قائم کئے۔

☆☆☆☆☆☆

تین چار ہزار سال گزرنے کے باوجود بتایئے آج حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر مشتمل کتنی کتب دنیا میں پائی جاتی ہیں؟ شاید ایک بھی نہیں۔ اس ذہین وفطین قوم نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت مطہرہ پر مشتمل کیا کوئی مجموعہ مرتب کیا؟

Marfat.com

ایک بھی نہیں۔ پوری دنیا میں تورات شریف کا کوئی ایک ہی حافظ بتایئے ایک بھی نہیں۔ اور یہ تو مسلمہ امر ہے کہ پوری دنیا کو انگلیوں پر نچانے والی یہ ذہین وفطین قوم اپنی کتاب مقدس تک کی حفاظت نہیں کرسکی، اس لائق وفائق قوم نے اپنے نبی کے دس بیس تو کیا کسی ایک صحابی کا نام تک محفوظ نہیں رکھا۔

دین کے معاملہ میں عیسائیوں کا حال بھی یہودیوں سے کچھ مختلف نہیں۔ غور فرمایئے آج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر مشتمل کتنی کتب دنیا والوں کو میسر ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت مطہرہ پر مشتمل کون سا مجموعہ عیسائیوں کے پاس ہے؟ تورات شریف کی طرح انجیل کا بھی دنیا میں کوئی ایک ہی حافظ موجود ہو؟ تورات شریف کی طرح انجیل کے بارے میں بھی یہ امر مسلمہ ہے کہ وہ محرف ہے۔ یہودی علماء کی طرح عیسائی علماء بھی اپنی کتاب مقدس کی حفاظت نہیں کر سکے۔ یہودیوں کی طرح عیسائی بھی اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسی ایک صحابی تک کے حالات زندگی محفوظ نہیں کر سکے۔ تابعین اور تبع تابعین کی بات تو بہت دور کی ہے۔

یہودیت اور عیسائیت کے مقابلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے تمام حالات مکمل تفصیل کے ساتھ کتب سیر میں موجود ہیں۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ ایک ایک دن مکمل حوالہ کے ساتھ موجود ہے۔ بلا مبالغہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے موضوع پر مختلف زبانوں میں مرتب کی جانے والی کتب کی تعداد ہزاروں نہیں لاکھوں سے متجاوز ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی سنت مطہرہ پر مشتمل مجموعوں کی تعداد بھی سینکڑوں سے متجاوز ہے جن میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا عمل مکمل سندوں کے ساتھ درج کیا گیا ہے سندوں کی صحت کا حکم لگانے کے لئے راویوں پر جرح اور تعدیل کا الگ علم وضع کیا گیا ہے جس کے تحت کم وبیش پانچ لاکھ انسانوں کے حالات زندگی قلم بند کئے گئے ہیں۔ سب سے عظیم الشان کارنامہ مقدس کتاب...... قرآن مجید...... کی حفاظت کا ہے۔ جس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک شوشہ چودہ سو سال بعد بھی اسی طرح من وعن موجود ہے جس طرح عہد نبوی میں تھا...... کتاب مقدس کے لاکھوں نہیں کروڑوں حفاظ دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ جن کے سینوں میں قرآن مجید اسی

Marfat.com

صوتی انداز میں موجود ہے جس صوتی انداز میں حضرت جبریل امین علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کے قلب مبارک پر نازل فرمایا تھا۔

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے بعد آج الحمد للہ آپ ﷺ کے ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات زندگی محفوظ ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ہزاروں تابعین اور تبع تابعین کے حالات زندگی بھی محفوظ ہیں تو پھر بتایئے کہ دنیا کی سب سے عظیم (Supper) قوم یہودی اور عیسائی ہیں یا مسلمان؟ دنیا کی سب سے زیادہ لائق و فائق قوم یہودی اور عیسائی ہیں یا مسلمان؟ دنیا کی سب سے زیادہ ذہین و فطین قوم یہودی اور عیسائی ہیں یا مسلمان؟ یقیناً مسلمان قوم!

مسلمان قوم کو یہ اعزاز کس گروہ کے باعث حاصل ہوا؟ مسلمان حکمرانوں کے باعث یا مسلمان سیاستدانوں کے باعث یا مسلمان تاجروں کے باعث یا مسلمان سائنس دانوں کے باعث یا مسلمان ڈاکٹروں کے باعث یا مسلمان انجینئروں کے باعث جدید ٹیکنالوجی کے ماہرین کے باعث؟...... نہیں، ہرگز نہیں!...... صرف اور صرف اہل مساجد اور مدارس کے باعث...... پس صد آفریں اے اہل مساجد و مدارس! تم ہی دراصل "خیر اُمت" ہو تم ہی "امت وسط" ہو تم ہی پوری امت مسلمہ کے ماتھے کا جھومر ہو، تم ہی اُمت کے لئے باعث عز و افتخار ہو...... پوری اُمت آپ کی شکر گزار اور ممنون احسان ہے اور آپ کو خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔

## بلاشبہ اہل مسجد اور اہل مدرسہ ہی وہ مقدس گروہ ہے

جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فاؤلئک کان سعیھم مشکوراO (سورۃ بنی اسرائیل، آیت 19)

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جن کی محنت اور کوشش قابل قدر ہے۔

اور یہ کہ ﴿لسعیھا راضیة﴾ (سورۃ الغاشیہ، آیت 9)

ترجمہ: قیامت کے روز وہ لوگ اپنی محنت اور کوشش پر شاداں و فرحاں ہوں گے۔

اور یہ کہ ﴿وجوہ یومئذ مسفرة O ضاحکة مستبشرةO﴾

Marfat.com

ترجمہ: بعض چہرے اس روز چمکتے ہوں گے، ہنستے مسکراتے اور خوش باش۔

(سورۃ عبس، آیت 38 تا 39)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کروڑ ہا کروڑ رحمتیں نازل ہوں اہل مسجد اور اہل مدرسہ کے اس مبارک اور عالی مرتبت گروہ پر جس نے ماضی میں حفاظت دین کا مقدس فریضہ سرانجام دیا اور اس گروہ پر بھی جو آج یہ مقدس فریضہ سرانجام دے رہا ہے اور اُس گروہ پر بھی جو مستقبل میں یہ مقدس فریضہ سرانجام دے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُمت مسلمہ کے ان محسنوں کو اپنوں اور غیروں کی سازشوں اور دسیسہ کاریوں سے محفوظ فرمائے۔ ظالموں کے ظلم و جبر سے اپنی پناہ میں رکھے اور ہمیشہ اپنی نصرت اور تائید سے نوازتا رہے۔ (آمین)

93ھ میں جب محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ سندھ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تو اس سے قبل خلافت راشدہ سمیت 41 معلمین اسلام برصغیر ہندوپاک میں تشریف لا چکے تھے محمد بن قاسمؒ نے مفتوحہ علاقوں میں بہت سی مساجد تعمیر کرائیں یہی مساجد نومسلموں کے تعلیمی مراکز بھی تھے۔ فتح سندھ کے بعد تو گویا مبلغین، معلمین اور مدرسین اسلام کی آمدورفت کا تانتا بندھ گیا پورے برصغیر میں جابجا قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس کے مدارس بننے لگے جہاں مدارس نہیں تھے وہاں مساجد میں ہی یہ مقدس فریضہ سرانجام دیا جانے لگا۔

.............................

ترکی سے جدید تعلیم حاصل کرنے پر فخر کرنے والے مشرف کے کالے کرتوتوں پر مشتمل آٹھ سالہ دورحکومت پوری ملت اسلامیہ کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کا استہزاء مساجد اور مدارس سے دشمنی علماء کرام کی توہین، مجاہدین کی ڈالروں کے عوض فروخت جامعہ حفصہ کی معصوم اور بے گناہ بچیوں کا قتل عام، کفار سے دوستی پر فخر، کتوں سے محبت، اقتدار کی ہوس، پاکستان کے انتہائی لائق اور جذبہ ایمانی سے سرشار مرد و خواتین کا اغواء افغانستان کی اسلامی حکومت کا انہدام، لاکھوں بے گناہ افغانوں کے قتل عام میں تعاون، اپنے ہی ملک کے بے گناہ غیور قبائلی پٹھانوں کا قتل عام اور ان سارے جرائم پر ضمیر کی ملامت نہ لمحہ بھر کے لئے احساس ندامت۔

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی یہ بھی پڑھ لیجئے کہ بروکنگ انسٹی ٹیوٹ رینڈ کارپوریشن اور کانگریس ریسرچ سروس کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کو واضح طور پر یہ ہدایت کی گئی ہے کہ پاکستان کو دینی مدارس اور مساجد کو ہر قیمت پر کنٹرول میں لانا چاہیے تاکہ انتہا پسند سیاسی اور عسکری نظریات کی ترویج میں ان کا کردار ختم کیا جا سکے۔

آخر میں ہم یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس کے قدیم نصاب کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے میں قطعاً کوئی حرج کی بات نہیں، یہ کام ہونا چاہیے لیکن یہ کام دینی مدارس کے علماء فضلاء اور شیوخ کو خود اپنی آزاد مرضی سے کرنا چاہیے نہ کہ حکومتی جبر کے تحت!

☆☆☆☆☆☆☆☆

# انسانی صحت اور دین اسلام

صحت جسمانی انسان کے لئے ایک قیمتی متاع ہے۔ اگر صحت اور تندرستی نہیں ہے اور اس سے انسان محروم ہے تو یقیناً کوئی کام حسن وصحت اور خوبی کے ساتھ انجام نہیں دیا جا سکتا، صحت جسمانی کو تاریخ کے ہر دور میں خواہ کتنا ہی ماضی میں ہو انتہائی اور بنیادی اہمیت وحیثیت حاصل رہی ہے۔ صحت اور صحت مندی کے لئے انسان نے ہر دور میں انتہائی کوششیں کی ہیں جو مسلسل مثالیں بنتی رہی ہیں۔ صحت اور صحت مندی کی اہمیت اور ضرورت کے بارے میں نقطہ فکر میں شروع سے آج تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔

تاریخ عالم میں جو اقوام اپنے منتہائے کمال کو پہنچی ہیں ان کی کامیابیوں، کامرانیوں اور ان کے کمالات کی تاریخ سے صحت کو کسی طرح خارج نہیں کیا جا سکتا، بلاشبہ کامیاب وکامران اقوام نے صحت سے اپنا رشتہ مضبوط و مربوط رکھا ہے۔ اور صحت ہی کے مضبوط رشتہ کی بدولت وہ سرفراز اور سربلند رہی ہیں اور اقوام و ملل کہ جن کی آزادیاں سلب اور ان میں شدید انحطاط آئے۔ ان کے اسباب انحطاط میں نقص صحت سرفہرست رہا۔ آزادی کی ضبطی اور غلامی اپنے ساتھ اور اپنے جلو میں جہالت لاتی ہے اور یہ جہالت حسن و قبح میں فرق وامتیاز

Marfat.com

کرنے کی صلاحیت سے محروم کردیتی ہے اور ایک غلام اور آزادی سے محروم انسان صرف مسائل ملک و ملت سے غافل ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ خود اپنے مقام کو بھی فراموش کردیتا ہے۔ جہاں تک مطالعہ کرسکا ہوں اور جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں اس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام سب سے پہلا مذہب اور سب سے پہلا ضابطہ حیات ہے جس نے صحت و صفائی کو لازم وملزوم قرار دیا اور جس نے صفائی اور صحت کے رشتے کو مربوط کیا ہے۔ قرآن مجید اور شارع اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے انسانی صحت وثبات سے متعلق ایسی تعلیم دی ہے اور ایسی راہنمائی عطا کی ہے کہ کسی دوسری شریعت یا مذہب نے نہیں دی۔ اس سے کسی طرح انکار نہیں ہے کہ دوسرے مذہب وملل میں بھی پاکیزہ وصفائی کا خیال تھا مگر وہاں اس کی حیثیت عمومی اور ثانوی تھی۔ اسلام نے سب سے ممتاز ہوکر اصول حفظ صحت اور طہارت کو ہم معنی اور ہم مفہوم کردیا اور اس طرح حیات انسانی کو ایک ایسا تخیل دیا اور ایک ایسا راستہ بتایا جس نے مسلمانوں پر کامرانیوں کے دروازے کھول دیئے، اور پھر انہوں نے ان ابواب کو سارے عالم ارضی پر واضح کردیا اور صحت وطہارت کا مفہوم اقوام عالم کو دیا۔ جس سے اسلام سے پہلے انسان ناآشنا تھے اسلام کی روحانی تعلیم جس طرح عدیم النظیر اور عدیم المثال ہے اسی طرح صحت وطہارت کی اسلامی تعلیم بھی بے مثال اور بے عدیل ہے بالکل ابتدائی زمانہ اسلام میں جب اللہ تبارک وتعالیٰ محمد ﷺ کو نور ہدایت سے منور فرماتے ہیں تو تاکیدات میں اس تاکید کو شامل فرماتے ہیں۔

ترجمہ: اپنے کپڑے (لباس) صاف ستھرے اور مطہر رکھا کرو اور ہر قسم کی غلاظت اور گندگی سے پرہیز کیا کرو۔

قرآن وحدیث ایک طرف اصول حفظ صحت بتاتے اور ان کی پابندی پر اصرار کرتے ہیں تو اس کے ساتھ صفائی پاکیزگی اور طہارت کی انتہائی تلقین بھی کرتے ہیں۔ سونے اور جاگنے، غذا اور پانی، دانت صاف کرنے، غسل اور وضو، تازہ ہوا، ورزش، اور آرام، غرض ہر موضوع پر اسلام میں ہمیں بڑی واضح ہدایت ملتی ہیں۔ مثال کے طور پر نیند ہی کو لے لیں مناسب وقت تک نیند صحت مند زندگی کے لئے ضروری ہے۔ اس سے تھکن دور ہوجاتی ہے اعضائے جسم کو آرام ملتا ہے۔ اور بدن کی کھوئی ہوئی طاقت بحال ہوجاتی ہے۔ قرآن کریم

Marfat.com

میں متعدد بار نیند موجب راحت و آرام قرار دی گئی ہے۔اور اس کا ترک کر دینا یا مناسب وقت سے کم کر دینا اسلام میں ہرگز پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ چنانچہ ابتدائے اسلام میں حضرت شارع علیہ التحیۃ والسلام کو جب آپ رات کا زیادہ حصہ بیداری اور عبادت الٰہی میں صرف فرماتے تھے حق وتعالیٰ نے سورۃ مزمل میں تاکیدی حکم دیا۔

آپ مناسب وقت تک ضرور سویا کریں بے شک رات کا جاگنا نفس کو قابو میں لانے کا بہترین ذریعہ ہے لیکن اگر آپ طول دیں گے اور تھکن سے خود کو چور کر لیں گے (یعنی اپنی صحت خراب کر لیں گے) تو دن کے کام اور دنیا کی ہدایت سے متعلق مہمات جلیلہ ومحنت شاقہ کیسے انجام پائیں گے۔

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ آپ دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے آرام فرماتے تھے۔سورۃ نور کے آٹھویں رکوع میں جہاں گھر میں داخل ہونے کے لئے خدام اور باشعور نابالغ بچوں کو اجازت لینے کا حکم ہے وہاں خاص طور پر تین اوقات ایسے بیان ہوئے ہیں کہ گھر میں ان کو بغیر اجازت داخل نہیں ہونا چاہیے۔یعنی نماز عشاء کے بعد نماز فجر سے قبل اور دوپہر کے وقت کہ جب کپڑے اتار کر آرام کیا جاتا ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوپہر کو آرام کرنا چاہیے ہم آج کے دور میں جب انسان تسخیر ماہتاب کر چکا ہے۔اور تسخیر شمس کے لئے تیار ہے۔ نیند کے بارے میں اہل علم وفضل سے ٹھیک ہی باتیں سنتے ہیں جن کے بارے میں قرآن وسنت میں نہایت واضح ہدایات موجود ہیں اور جن کو ترک کر کے آج تک انسان نے اپنی صحت کو شدید خطرے میں ڈال دیا ہے۔ ایک طرف نیند کے بارے میں یہ ہدایات ہیں تو دوسری طرف ذرا سا زور اس بات پر بھی ہے کہ رات جلد سو جاؤ اور صبح جلد بیدار ہو جاؤ۔

حکم ہے کہ نماز عشاء کے بعد فوراً سو جانا چاہیے اور بلاضرورت رات کو دیر تک نہیں جاگنا چاہیے اور فضول باتوں، کاموں، میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ نماز فجر کا وقت ہے جو ہر مومن پر فرض ہے آج دنیا امراض وآلام میں جس بری طرح مبتلا ہے۔اس کے اسباب کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو ایک اہم سبب یہ نظر آئے گا کہ آج کے انسان نے نیند اور بیداری یعنی سونے اور جاگنے کے ان بنیادی اصولوں کو ترک کر دیا ہے۔قرآن وحدیث

Marfat.com

نے اس باب میں جو ہدایات دی ہیں آج ساری دنیا اس کی تائید کرتی ہے اور ہر اصول جو قرآن وسنت نے انسان کی راہنمائی کے لئے عطا کیا ہے ہر حال میں اس کی تائید ہوتی ہے ہمیں سوچنا چاہیے کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر ہم کہاں جارہے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

# مسواک: مختلف بیماریوں کا بہترین علاج

قرآن پاک پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا جائے، قرآن پر ایمان اور سنت رسول ﷺ پر ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں کیونکہ دونوں وحی الٰہی ہیں جن کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ صرف اور صرف قرآن پاک پر ایمان لاؤں گا اور اس پر عمل کروں گا اور سنت رسول سے انکار کرتا ہے تو گویا وہ اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں لیکن یہ شہادت نہیں دیتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ ہمارے رہبر وراہنما ہیں۔ علمائے کرام کے نزدیک وہ اپنے دعویٰ ایمان میں جھوٹا ہے۔ اور اس کی شہادت باطل ہے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ۔

ترجمہ: جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

جب امت اطاعت رسول اکرم ﷺ سے دور رہنے اور اس کے احکام کے آگے سر تسلیم خم نہ کرنے کے باوجود محبت رسول ﷺ کا دعویٰ کرے گی تو اس کا یہ دعویٰ عقل اور قرآن وسنت کی روشنی میں جھوٹا مانا جائے گا۔ نبی کی صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے ہماری کتاب "قرآن" ہے اور حکمت "سنت" ہے لیکن آج کی نئی مسلمان نسل قرآن وسنت کو جدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہاں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے ایک چھوٹی سی سنت مسواک کو بیان کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کا احیاء کریں اور اس کو اپنی زندگی میں جاری وساری کریں۔ ایک بات کا خاص خیال رکھیں کہ سنت پر عمل کرتے وقت اس عمل کو اللہ کی رضا اور رسول اکرم ﷺ کا حکم تصور کریں تو اس پر اللہ کے ہاں بڑا اجر وثواب ہے اور اگر جسمانی یا طبی فوائد کو سامنے رکھ کر اس سنت کو

Marfat.com

کریں گے تو اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اس سے ثواب میں کمی واقع ہو جائے گی کسی ڈاکٹر کے قول کو رسول اللہ ﷺ کے فعل اور حکم پر فوقیت نہیں دی جا سکتی بلکہ آپ ﷺ کا حکم اور طریقہ ہی افضلیت رکھتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو نماز مسواک کے بعد پڑھی جائے وہ اس نماز سے جو بلا مسواک پڑھی جائے 70 ستر درجہ افضل ہے۔

ایک حدیث پاک ﷺ ہے کہ مسواک کا اہتمام کیا کرو اس میں دس فائدے ہیں منہ کو صاف کرتی ہے۔ اللہ کی رضا کا سبب ہے۔ شیطان کو غصہ دلاتی ہے۔ مسواک کرنے والا اللہ کا محبوب ترین بندہ ہو جاتا ہے۔ مسوڑھوں کو قوت دیتی ہے۔ بلغم کو قطع کرتی ہے۔ منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔ صفراء کو دور کرتی ہے نگاہ کو تیز کرتی ہے۔ منہ کی بدبو زائل کرتی ہے۔

مسواک کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ کی ایک مستقل سنت ہے۔ آپ نے پوری زندگی سفر و حضر میں مسواک کو پابندی سے استعمال کیا اور پھر آپ ﷺ نے اس کو کرنے کا حکم بھی فرمایا۔

امام شافعیؒ کے نزدیک نماز پڑھنے سے پہلے مسواک کرنا نماز کے درجے کو بلند کرتا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وضو کرنے سے پہلے ہاتھ دھو کر کلی کرنے کے بعد مسواک کرنا احسن ہے اور مسواک کرنے کے بعد وضو شروع کیا جائے۔ اس لئے احناف وضو کرنے سے پہلے اور مسلک شافعیؒ سے تعلق رکھنے والے نماز پڑھنے سے پہلے مسواک کرنا سنت قرار دیتے ہیں۔

مسواک کے فضائل لکھنے یا پڑھنے بیٹھیں تو شاید ہزاروں فوائد مزید نکل آئیں۔ جن میں ایک یہ بھی تھا کہ صرف مسواک کرنے سے ایک جنگ میں حیرت انگیز فتح نصیب ہوئی، مسواک کا کرنا مرد عورت دونوں کے عمل میں ہونا چاہیے۔ مسواک کرنے سے کھانا ہضم ہو جاتا ہے۔ حلق کی بیماریوں کے لئے ایک بہترین علاج ہے جس سے زبان کا ذائقہ بھی اچھا اور خوشگوار رہتا ہے آپ ﷺ کا مسواک کے استعمال کا عمل مداومت کے ساتھ تھا۔ مسواک نہ ہونے کی صورت میں آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ مبارک کی انگلی دانت

Marfat.com

مبارک پر پھیرتے تھے اوردانت صاف فرماتے تھے۔ یہ ایک مسنون عمل ہے اس کے کرنے سے انسانی صحت پراچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اورروحانی زندگی میں عبادت کا اجر بھی بڑھ جاتا ہے۔ جوانسانی فطرت کے عین مطابق ہےاورتمام رسولوں اورنبیوں کی عظیم سنت ہے۔اس لئے سونے سے اٹھنے پر، وضو سے قبل، اورنماز سے قبل مسواک کرنا رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ اللہ پاک ہم سب کواس پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

☆☆☆☆☆

# عجوہ کھجور (حضوراکرم کا محبوب ترین پھل)

عجوہ کھجور حضور ﷺ کی محبوب ترین کھجوروں میں تھی یہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کی عمدہ ترین انتہائی لذیز مفید سے مفید تر قیمتاً بہت ہی عالی اوراعلیٰ قسم کی کھجور ہے۔ حدیث میں اس کے متعلق آیا ہے کہ یہ جنت کی کھجور ہےاس میں قلب مرض سے شفا کا ہونا وارد ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ نہار منہ اسکے سات دانے کھانے میں زہراورسحر سے حفاظت ہوگی علماء کہتے ہیں کہ اس کھجور کا درخت آپؐ نے اپنے دست بابرکت سے لگایا تھا

## عجوہ کھجور کی تاثیر سحروزہر سے حفاظت:

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جوشخص صبح کے وقت کوئی اورچیز کھانے سے پہلے عجوہ کھجوریں کھائے گا اس کو اس دن کوئی زہراور جادو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

عجوہ مدینہ منورہ کی کھجوروں میں سے ایک قسم ہے جوصیحانی سے بڑی اور مائل بہ سیاہی ہوتی ہے یہ قسم مدینہ منورہ کی کھجوروں میں سب سے عمدہ اوراعلیٰ ہے۔

زہر سے مراد وہی زہر ہے جومشہور ہے) یعنی وہ چیز جس کے کھانے سے آدمی مرجاتا ہے۔ (یاسانپ، بچھواوران جیسے دوسرے زہریلے جانوروں کا زہر بھی مراد ہوسکتا ہے)۔

Marfat.com

یعنی دافع سحر و زہر ہونا (اس کھجور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کی گئی ہے جیسا کہ قدرت نے از قسم نباتات دوسری چیزوں جڑی بوٹیوں وغیرہ ) میں مختلف اقسام کی خاصیتیں رکھی ہیں یہ بات آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی معلوم ہوئی ہوگی کہ عجوہ کھجور میں یہ خاصیت ہے یا یہ کہ آنحضرت کی دُعا کی برکت سے اس کھجور میں یہ خاصیت ہے

1- مغز یعنی بھیجا۔ 2- رگیں 3- گوشت 4- پٹھے

5- ہڈیاں 6- خون 7- جلد یعنی کھال

یہ سب سات ہوئے ان ساتوں اجزاء کے شکریہ میں سات فرض رکھے گئے ہر ایک چیز کا شکریہ ایک فرض۔9) کیا بعید ہے کہ اللہ کے نبی نے سات کھجور کھانے کی تاثیر یہ بیان فرمائی ہے کہ انسان کا جسم سات اشیاء سے بنا ہے۔ ہر شئی کے بدلہ میں ایک کھجور، حافظ ابن قیم جوزی سات کے عدد کی حکمت بیان فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں رہ گئی سات عدد کی بات تو اس کو حساب اور شریعت دونوں میں خاص مقام حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے، سات زمین پیدا کیں ہفتے کے سات دن مقرر فرمائے، انسان کی اچھی تخلیق سات مرحلوں میں ہوئی اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کا طواف اپنے بندوں کے ذمہ سات چکروں سے شروع کیا، سعی بین الصفا والمروۃ کے چکر بھی سات ہیں۔ سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دلانے کا حکم ہوا۔ حدیث میں ہے۔

مروھم بالصلاۃ وھم سبع سنین ۔یعنی اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دو۔ پیغمبر خدا نے اپنے مرض میں سات مشکیزہ پانی سے غسل کرانے کے لئے فرمایا: اللہ نے قوم عاد پر طوفان سات رات تک جاری رکھا۔

رسول اللہ ﷺ نے دُعا فرمائی، اللہ پاک: میری مدد فرما ایسے سات سے جیسے سات حضرت یوسفؑ کو عطا فرمائے تھے۔ اللہ کی طرف سے صدقہ کا ثواب جو صدقہ دینے والوں کو ملے گا سات بالیوں سے ) جو ایک دانہ سے اگتی ہیں جن میں سو سو دانے ہوں ( تشبیہ دی اور وہ خواب جو حضرت یوسفؑ نے دیکھا اس میں سات بالیاں ہی نظر آئی تھیں اور جن سالوں میں کاشت نہایت عمدہ ہوئی وہ سات سال تھے اور صدقہ کا اجر سات سو گنا تک اور اس سے بھی زائد۔ سات کے ضرب کے ساتھ ملے گا۔ اس سے اندازہ ہوا کہ سات

Marfat.com

کے عدد میں ایسی خاصیت ہے جو دوسرے عدد کو حاصل نہیں اس میں عدد کی ساری خصوصیات مجتمع ہیں اور اطباء کو سات کے عدد سے خاص ربط ہے۔ خصوصیت سے ایام بحران میں بقراط کا مقولہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز سات اجزاء پر مشتمل ہے۔ ستارے سات، ایام سات، بچہ کی طفولیت کی عمر سات ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عالیہ کی عجوہ کھجوروں میں شفاء ہے اور وہ زہر وغیرہ کے لئے تریاق کی خاصیت رکھتی ہیں جب کہ ان کو دن کے ابتدائی حصہ میں (یعنی نہار منہ کھایا جائے)

مدینہ منورہ کے اطراف قباء کی جانب جو علاقہ بلندی پر واقع ہے وہ عالیہ یا عوامی کہلاتا ہے۔ اسی مناسبت سے ان اطراف میں جتنے گاؤں اور دیہات ہیں ان سب کو عالیہ یا عوالی کہتے ہیں اسی سمت میں نجد کا علاقہ ہے اور اس کے مقابل سمت میں جو علاقہ ہے وہ نشیبی ہے اور اس کو سافلہ کہا جاتا ہے۔ اس سمت میں تہامہ کا علاقہ ہے اس زمانہ میں عالیہ یا عوالی کا سب سے نزدیک والا گاؤں مدینہ سے تین یا چار میل اور سب سے دور والا گاؤں سات یا آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا عالیہ کی عجوہ میں شفا ہے کا مطلب یا تو یہ ہے کہ دوسری جگہوں کی عجوہ کھجوروں کو بہ نسبت عالیہ کی عجوہ کھجوروں میں زیادہ شفاء ہے۔

یا اس سے حدیث سابق کے مطلق مفہوم کی تقید مراد ہے یعنی پچھلی حدیث میں مطلق عجوہ کھجور کی جو تاثیر وخاصیت بیان کی گئی ہے اس کو اس حدیث کے ذریعہ واضح فرما دیا گیا ہے کہ مذکورہ تاثیر وخاصیت عالیہ کی عجوہ کھجوروں میں ہوتی ہے۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شدید بیمار ہوا آپ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور آپ نے اپنا دست مبارک میری چھاتیوں کے درمیان رکھا اور اتنی دیر تک رکھا کہ میں نے اپنے قلب میں آپ ﷺ کے دست مبارک کی خنکی (ٹھنڈک) محسوس کی اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: تم کو قلب کی شکایت ہے جاؤ حارث بن کلدہ کے پاس جا کر اپنے علاج کرواؤ جو بنو ثقیف کا بھائی ہے اور وہ طبیب ہے پس اسے چاہیے کہ مدینہ طیبہ کی سات کھجوریں لے کر اور انہیں ان کی گھٹلیوں سمیت پیس لے اور ان کا مالیدہ سا بنا کر تمہارے منہ میں ڈالے۔ عجوہ میں جنون سے شفاء ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا عجوہ جنت میں سے ہے اوراس میں جنون سے شفاء ہے۔ عجوہ جنت کی کھجور ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عجوہ جنت کی کھجور ہے اوراس میں زہر سے شفاء ہے۔ عجوہ جنت کی کھجور ہے کا مطلب یا تو یہ ہے کہ عجوہ کی اصل جنت سے آئی ہے یا یہ کہ جنت میں جو کھجور ہوگی وہ عجوہ ہے اور یا یہ کہ عجوہ ایسی سود مند اور راحت بخش کھجور ہے گویا وہ جنت کا میوہ ہے زیادہ صحیح مطلب پہلا ہی ہے عجوہ جنت کا میوہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عجوہ جنت کا میوہ ہے اوران روایات میں عجوہ کی برکت اوراس کی منفعت میں مبالغہ مقصود ہے کہ عجوہ جنت کا میوہ ہے۔ اور جنت کا کھانا تعب و تکلیف کو دور کرتا ہے۔

علامہ ابن قیم جوزیؒ اسی حدیث کو نقل فرما کر تحریر فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس عجوہ سے مراد مدینہ منورہ کی عجوہ کھجوریں ہیں جو وہاں کی کھجور کی ایک عمدہ قسم ہے۔ حجازی کھجوروں میں سب سے عمدہ اور مفید ترین کھجور ہے۔ یہ کھجور کی اعلیٰ قسم ہے انتہائی لذیز اور مزیدار ہوتی ہے۔ جسم اور قوت کے لئے موزوں ہے۔ تمام کھجوروں سے زیادہ رس دار اور لذیز اور عمدہ ہوتی ہے۔ زمین پر تین چیزیں جنت کی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ زمین پر تین چیزیں جنت کی ہیں۔ 1- عجوہ کھجور کا پودا (درخت)، 2- حجر اسود، 3- وہ برکت کی مقدار کثیر جو روزانہ جنت سے دریائے فرات پر اترتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

# آزادی وطن عزیز کی کچھ یادیں...... کچھ باتیں

13 مارچ 1939ء کو اللہ کریم نے راقم الحروف کو اس دنیا فانی میں بھارت کے شہر امرتسر میں بھیجا یہ زمانہ سیکنڈ وار اور جبکہ دوسری جنگ عظیم کا اینڈ ہو رہا تھا۔ بچپن سے شعور کی حالت میں آنے پر والد محترم الحاج میاں خوشی محمد (مرحوم) نے پرائمری سکول جو کہ بھارت محلّہ عیدگاہ دائم گنج سے ملحق محلّہ ہری پورہ اسلام آباد واقع تھا۔ ابتدائی کلاس میں داخل کروایا۔ الحمدللہ گھر کا ماحول دینی و پاکیزہ تھا، اچھی تربیت میں ابتدائی و دینی تعلیم میسر

Marfat.com

آرہی تھی، پرائمری تعلیم کا اینڈ ہو رہا تھا کہ بھارت بالخصوص امرتسر شہر جو بھارت کے بڑے شہروں میں تھا اور تقریباً مسلمان، ہندو اور سکھ برابر آبادیوں پر مشتمل تھا۔ ہندو لیڈر خاص سیاست کے تحت سکھوں کو مسلمانوں سے جنگ و جدل کے لئے بھرپور استعمال کیا کرتا تھا اور متحدہ پنجاب میں یونینسٹ وزارت جو خصوصاً انگریز و ہند کے خاص آلہ کار کی قیادت میں نظریہ پاکستان اور دو قومی نظریہ کی پوری شدومد سے مخالفت کر رہی تھی لیکن مسلم قوم جس کی آبیاری میں علامہ محمد اقبال، مسدس الطاف حسین حالی، مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی جوہر برادران، قائداعظم محمد علی جناحؒ، سید محمد داؤد غزنویؒ، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا حامد بدایونی ودیگر بے شمار علمائے کرام اور سکول، کالج و یونیورسٹی کے طالب علموں نے مسلم اُمہ جو سوئی ہوئی تھی، شبانہ روز محنت شاقہ سے قریہ قریہ گاؤں گاؤں و شہر شہر میں نظریہ پاکستان کے نعرہ کو عام کیا اور نظریہ پاکستان سے آگاہ کرتے ہوئے کوئی کسر نہ چھوڑی اور پوری قوم ایک ہی نعرہ کہ پاکستان کا مطلب کیا ......لا الہ الا اللہ پر کھڑی ہوگئی۔

جس کی بنیاد پر پوری قوم قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت و سیاست میں کھڑی ہوگئی، الحمدللہ انگریز، ہندو قیادت پاکستان بنانے پر مجبوراً تیار ہوگئی، اللہ کریم کے خاص فضل و کرم سے مملکت خداداد پاکستان 27 رمضان المبارک بمطابق 14 اگست 1947ء کے مبارک دن وجود میں آ گیا۔ ہندو، سکھ اور انگریز سامراج ناکام ہوئے اور الحمدللہ پاکستان بن گیا۔

چچا جان، ہم دونوں بھائی اور اور چچازاد بھائی محمد ابراہیم کو اپنے بھائی سے زبردستی وناراض ہو کر ہم کو امرتسر اسٹیشن پر لے آئے۔ بارش اور شدید ہجوم تھا صرف ایک ٹرین تھی جس میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی ٹرین کے اوپر بے شمار مسلمان سوار تھے بڑی مشکل ومحنت سے چچا جان نے ہم دونوں بھائیوں کو کھڑکیوں کے ذریعہ سے سوار کرا دیا اور خود بھی سوار ہو گئے۔ اسٹیشن پر صرف چار بلوچ رجمنٹ کے بہادر سپاہی حفاظت کے لئے تھے اسٹیشن کے اردگرد بے شمار مسلمانوں کی لاشیں تڑپتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ اسٹیشن سے گاڑی چلی تو سوار باہر چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ ان کے پیارے وطن کی آزادی میں قربان ہو گئے۔

Marfat.com

لائنوں کے دونوں طرف لاشیں ہی لاشیں نظر آ رہی ہیں آگ اور خون کے دریا عبور کر کے الحمدللہ ہماری گاڑی واہگہ اسٹیشن پر پہنچی۔ گاڑی رکتے ہی پاکستان زندہ باد کے نعرے گونج اٹھے۔ ہمارے والد صاحب میرے چھوٹے بہن و بھائی کو لے کر بڑی مشکل سے دوسری ٹرین سے لاہور پہنچے۔ لیکن دادا اور دادی جان اپنا گھر چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ہمارے بزرگ صبح و شام تین دن تک اسٹیشن پر جاتے لیکن والدین کو نہ پا کر شدید پریشانیوں میں ڈوبے ہوئے مایوس واپس آ جاتے۔

ہمارے ننھیال و دیگر رشتہ دار دریائے بیاس و راوی کو عبور کرتے ہوئے عزیز و اقارب کے پاس لاہور پہنچے۔ ہمارے خاندان کے کم از کم دس افراد کا خون وطن کو آزاد کرنے میں صرف ہوا۔ دادا جان اور دادی جان تیسرے دن یعنی 17 اگست کو لاہور پہنچے۔ تو ہمارے والدین نے سکھ کا سانس لیا۔ اور کہا کہ اے مولا تیرا بے شمار شکر ہے کہ تو نے ہمیں زندہ والدین کو ملنے و دیکھنے کا شرف بخشا۔

امرتسر میں ہندوؤں و سکھوں کے اتحاد نے مسلمانوں کے خلاف جنگ و جدل اور قتل و غارت کی انتہا کر دی تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت والی آبادیاں تھیں مسلمان قلعہ بند ہو کر رہ گئے۔ دشمنان اسلام اور نظریہ پاکستان کے دشمن وہاں سے نکل گئے۔ الحمدللہ بندہ کے والد محترم میاں خوشی محمد و چچا میاں محمد رمضان کی قیادت میں سینکڑوں نوجوانوں کی جہادی تنظیمیں تلواریں و دستی بموں وغیرہ سے مسلح و مزین ہو کر ملحقہ ہندوؤں سکھوں کی آبادیوں پر شب خون مار رہے تھے اور الحمدللہ سینکڑوں، ہزاروں کو جہنم بھیج رہے تھے۔ ہماری آبادی میں سکھوں، ہندوؤں غنڈوں، دہشت گردوں نے ایک بڑے جتھے سے حملہ کیا لیکن ہمارے بزرگوں و نوجوانوں جن میں میاں خوشی محمد، حاجی محمد اسماعیل، مولوی عبدالغنی، حاجی عبدالرحیم و دیگر نوجوانوں کی راہنمائی میاں محمد رمضان کر رہے تھے اور اس ٹیم نے اکثر و بیشتر رات کو بھرپور دفاعی طریق کار کا استعمال کرتے ہوئے بے شمار کافروں کو جہنم واصل کیا اور بڑی تعداد کو زبردست زخموں سے دو چار کرتے ہوئے غنڈوں کو بھگا دیا۔ اس طرح یہ غیر مسلم اپنی تقریباً 10 لاشوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے اس کے بعد کسی بھی ہندو، سکھ کو ہماری آبادی پر آنے کی جرات نہ ہوئی ہمارے بزرگوں نے ہندوؤں و سکھوں کی لاشوں کو

Marfat.com

مین روڈ پر رکھ کر پٹرول و مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگا دی۔ اس کے فوراً بعد گھور کھا فوج و ہندوؤں و سکھوں پر مشتمل فوج نے کرفیو لگا دیا اور گھر گھر تلاشی شروع کر دی، مگر فوج کو کوئی قابل اعتراض ہتھیار نہ مل سکے۔ کرفیوں کے باوجود صبح کی نماز کے لئے مسجد سے اذان کی آواز سنائی دی تو ہمارے بزرگوں نے ہمت کرتے ہوئے کرفیو کو توڑتے ہوئے مسجد میں پہنچے اور نماز با جماعت ادا کر کے واپس گھروں کی طرف آ رہے تھے کہ فوجی سپاہیوں نے پیچھا کیا۔ لیکن ہمارے والد چچا صاحبان بخیریت گھر پہنچ گئے، کرفیو ختم ہوا تو ہمارے بزرگوں و نوجوان مجاہدین اسلام نے اردگرد غیر مسلموں کی آبادیوں پر حملے جاری رکھے ہوئے تھے۔ امرتسر شہر میں سکھوں کا مرکزی گولڈن ٹمپل ہے جو ان کی مرکزی عبادت گاہ ہے ہال بازار پر اس داس چوک میں ہماری دکان سلائی مشین مرمت و نئی مشینیں فروخت کرنے کی تھی اس کے ساتھ ہی ہماری ایک جامع مسجد تھی مسجد میں جمعہ کی نماز پر ہندوؤں اور سکھوں نے پابندی لگا دی لیکن ہمارے بزرگ و دیگر مجاہدین نے وہاں جمعہ کی نماز ادا کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان کے ساتھ ہی ہمارے ہزاروں مجاہدین وہاں پہنچے ہمارے مسلمان نہتے تھے ہندو اور سکھ تلوار و کرپانوں سے مسلح تھے مسجد کا گھیراؤ کر دیا وضو کے لئے مشکیزے و مٹی کے لوٹے رکھے ہوئے تھے نماز جمعہ کے ختم ہوتے ہی مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ دفاعی ہتھیار کے طور پر ہمارے بزرگوں نے لوٹے اٹھائے اور ان پر وار شروع کر کے ان کے ہاتھوں سے تلواریں چھین لیں، الحمدللہ خوب مقابلہ ہوا، ہندو اور سکھ بھاگ کھڑے ہوئے، لوٹوں کے زبردست استعمال سے دشمن ناکام ہوئے اس وضو والے لوٹوں کو "بم" سے مشہور کیا گیا۔

ہمارے بزرگوں و نوجوانوں نے جہاد کا عمل جاری رکھا۔ اور ہم نوجوان طالب علم گدھوں کے گلوں میں جوتیوں کے ہار ڈال کر جلوس نکالتے رہے۔ اور ہمارا ایک ہی نعرہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ، اور بن کے رہے گا پاکستان ...... متعدد بار کرفیو اور تلاشی کا عمل گھر گھر جاری رہتا رہا۔ ہمارے بزرگوں اور بندۂ ناچیز کو شہر بھر میں نمایاں طور پر کام کرنے کا شرف حاصل رہا۔

Marfat.com

## جہادی حصہ

ضلع امرتسر میں اٹاری گاؤں جو آج کل پاک و بھارت کے سرحد پر بھارت میں واقع ہے۔ یہ ہمارے والد و چچا جان صاحبان کے نانکہ گاؤں ہے ان کے ماموں اور کزن دیگر نوجوان و قبیلہ رہائش پذیر تھا اور یہ لوہے کے دروازے واوزار وغیرہ تیار کرتے تھے الحمدللہ یہاں سے تلواریں، برچھیاں، کلہاڑیاں اور چھوٹے اسلحہ کا جن میں بندوق وغیرہ شامل تھے گویا کہ یہ اسلحہ کی منی فیکٹری تھی اور یہ جہادی سامان ہندوؤں، سکھوں اور انگریزوں کے خلاف جنگ میں ہمارے بزرگ استعمال کر کے جہاد فی سبیل اللہ اور نظریہ پاکستان کی جنگ نعرہ تکبیر بلند و جاری رکھے ہوئے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اسلحہ کی تیاری میں رائفل کے اچانک چل جانے سے چچا جان کے کزن مستری محمد شریف کی ٹانگ شدید زخمی ہوگئی، اور ان کے بھائی سراجدین جو راقم الحروف کے پھوپھا تھے وہ بھی شدید زخمی ہوئے،

## آزادی وطن کے بعد پاکستان میں والد و چچا جان کی طرف سے مساجد کی قیام

لاہور پہنچنے کے بعد سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے دوسرے دن مغلپورہ گنج ریلوے اسٹیشن سے آگے بڑھتے ہوئے دھرمپورہ پھاٹک کے نزدیک ٹھہرے ہوئے مکان سے ملحقہ ربڑ کی مصنوعات کا ایک کارخانہ تھا جو کسی ہندو کی ملکیت تھی تقسیم کی وجہ سے وہ کارخانہ چھوڑا گیا تھا اس میں ایک مندر و مورتی وغیرہ تھی والد و چچا جان نے اپنے دیگر ساتھیوں سے مل کر مندر کو تہس نہس کیا اور اس جگہ کو پاک صاف کر کے مسجد کا قیام عمل میں لائے اور الحمدللہ وہاں پہلی اذان دی اور نماز باجماعت ادا کر کے اللہ کریم کا شکریہ ادا کیا اور وطن عزیز کی آبادکاری کے لئے خاص دعائیں کیں۔ تقریباً دس دن کے بعد مین روڈ دھرم پورہ متصل تھانہ ایک مکان جو ایک تھانیدار چھوڑ کر کسی دوسرے بڑے مکان میں چلا گیا تھا۔ اس سے چچا جان نے قبضہ لے کر ہم سب کو شفٹ کر دیا۔ دھرم پورہ میں

Marfat.com

جامع مسجد مہاجرین کے نام پر قائم کر کے نماز باجماعت اور خطبہ جمعتہ المبارک کا خاص اہتمام کروایا جو الحمدللہ اب بہت بڑی مسجد کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ چچا جان الحاج محمد رمضان ہم کو لیکر لائل پور کے لئے کوئٹہ سے چلنے والی بس میں سوار ہوئے جو شرقپور و جڑانوالہ روڈ سے تقریباً صبح سے لیکر شام تک پہنچے اور یہاں ماڈل ٹاؤن میں ایک مکان میں رہائش پذیر ہو گئے وہاں بھی دوسرے روز گول چوک ماڈل ٹاؤن اے میں نماز باجماعت کا اہتمام کروایا جو آہستہ آہستہ اب ایک جامع مسجد کی شکل میں موجود ہے۔ سنت نبوی ﷺ پر بہترین عمل کرتے ہوئے کہ جہاں مسلمان جمع و آباد ہوں وہاں مسجد کا قیام لازمی و بہترین شکل و عمل ہوتا ہے۔ ہماری رہائش گاہ کے قریب محلہ دھوبی گھاٹ میں وطن عزیز کی آزادی سے ایک مسجد موجود تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ پورے لائل پور میں مسلمانوں پر مشتمل ٹوٹل یہ ایک آبادی مسلم تھی جو وہاں عظیم عالم دین جناب حافظ عبدالمجید نابینا (مرحوم) جو دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیا کے علوم میں گریجویٹ تھے حافظ مرحوم صبح و شام قرآن مجید اور احادیث ﷺ کا درس باقاعدگی کے ساتھ دیا کرتے تھے۔ جو بعد میں لائل پور (فیصل آباد) کے معروف دینی درسگاہ مدرسہ اشاعت العلوم کے مہتمم کے منصب پر بھی فائز رہے۔

راقم الحروف کی چچا جان مرحوم نے سیاسی و دینی تربیت کے لئے خصوصی توجہ مرکوز کر رکھی تھی جس کی ایک وجہ راقم الحروف کو اپنے بڑے بھائی الحاج میاں خوشی محمد (مرحوم) سے مانگ کر لیا ہوا تھا۔ اور یہ صورتحال آزادی وطن سے پہلے اختیار کی ہوئی تھی مشاہدے میں آیا کہ ہمارے والد چچا جان کے درمیان کمال کا تعلق و احترام تھا جو فی زمانہ بہت ہی کم نظر آتا ہے ...... چچا جان دینی تربیت کے ساتھ بندہ کی مروجہ تعلیمات پر خاص نظر رکھتے تھے پرائمری تعلیم کے بعد ہائی سکول میں پہنچا دیا، میٹرک تک پہنچتے ہی انارکلی بازار میں کریم جنرل سٹور کے نام سے دکان بنوا دی۔

مرکزی جامع مسجد اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد جو نامکمل ہونے کے ساتھ ساتھ مسجد کی تعمیر میں دلچسپی کم ہونے پر چچا جان (مرحوم) نے مولانا عبدالواحدؒ کے ساتھ بھرپور تعاون اور خطبہ جمعتہ المبارک دینا شروع کر دیا۔ الحمدللہ مسجد تعمیر و حاضری نمازیوں میں خاطر خواہ اضافہ شروع ہو گیا۔ جمعتہ المبارک خطبہ کے لئے ممتاز علماء تشریف لانے

Marfat.com

شروع ہو گئے، اور اس طرح مسجد اپنی اہمیت اختیار کر گئی، اور ڈویژن بھر میں ممتاز دینی و روحانی شخصیت جناب میاں باقر رحمۃ اللہ نے اپنے خاص شاگرد مولانا محمد صدیق ؒ کو مستقل خطیب بنوا دیا۔

1953ء تحریک ختم نبوت میں چچا جان (مرحوم) کے ساتھ مل کر حصہ لیا۔ چچا جان گرفتار کر لئے گئے، رہائی کے بعد چچا جان مرحوم 1954ء میں اپنے جیب خاص سے ایک پلاٹ افغان آباد میں خرید لیا اور اس پلاٹ پر تعمیر کر کے ماڈل ٹاؤن سے یہاں شفٹ ہو گئے، افغان آباد کی مرکزی مسجد المعروف مکی جامع مسجد کی تعمیر شروع کرا دی اور خطبہ جمعۃ المبارک بھی شروع کر دیا اور پانچ وقتی نمازوں کے لئے مستقل امام مقرر کر دیا۔ قریبی محلہ گوروونانک پورہ گلی نمبر 11 میں ایک خالی پلاٹ پر حاجی معراج دین و محمد صدیق کی دعوت پر مسجد کی بنیاد ڈالی اور تعمیر شروع کر دی، خطبہ جمعۃ المبارک بھی طویل عرصہ تک اسی مسجد میں دیتے رہے ایک مستقل خطیب کے لئے مولانا عبدالرحمٰن کو وہاں تعینات کر دیا۔ اس طرح یہ مسجد جامع اشرف المدارس کی حیثیت اختیار کر گئی۔ محلہ گوبند پورہ بالمقابل جامعہ زرعیہ گیٹ کی تعمیر اور آبادکاری کا خاص اہتمام کیا اور جمعۃ المبارک شروع کر دیا اور مسجد اکبری کے نام سے مشہور ہوئی۔ گجر بستی کی پرانی مسجد کو آباد کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا اور خطبہ جمعۃ المبارک شروع کر دیا شہر کے اردگرد دیہات، گاؤں میں تبلیغی پروگرام قرآن و سنت کی اشاعت و تبلیغ میں چچا جان مرحوم نے اپنی ذاتی جیب سے خرچ کرتیا اور جمعہ کا دن اس کام کیلئے مخصوص کر رکھا تھا۔ ہر پروگرام خطبہ جمعۃ المبارک ہو یا جلسہ و جلوس ہو، چچا جان (مرحوم) راقم الحروف کو ساتھ لیکر اکثر و بیشتر سواری سائیکل ہو یا مختلف ذرائع سے قرآن و سنت کی دعوت و تبلیغ میں شامل رکھا اور قرآن مجید کے ترجمہ و تفسیر کی تعلیم سے مزین فرما کر الحمد للہ بندہ ناچیز کی تربیت میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ جو مجھ پر ان کا احسان عظیم ہے۔

مولانا محمد ثناء اللہ امرتسری وقت کے جید علماء دین اور اسلام کے بہترین مناظر خاص تھے جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ مختلف مناظرے کئے اور اسے ہر مناظرے میں شکست فاش دی۔

چچا جان مرحوم کے ہمراہ اپنے ساتھیوں بالخصوص حاجی محمد اسماعیل، مولوی عبدالغنی، حاجی

Marfat.com

عبدالرحیم، چوہدری محمد اسماعیل و دیگر مولانا ثناء اللہ امرتسری کی خاص ٹیم میں شامل تھے۔ آخری مناظرہ مرزا غلام احمد قادیانی سے 1902ء میں ہوا۔ معاملہ کی شرائط کے تحت چالیس دن کے اندر اندر کذاب جھوٹا ہونے والے کی موت واقع ہو جائے گی۔ الحمدللہ مرزا غلام احمد قادیانی لاہور براندرتھ روڈ میں احمدیہ مارکیٹ میں بیت الخلاء میں مر گیا اور جہنم واصل ہونے کا مظہر ہوا جو اس کے جھوٹا جعلی نبی کا سٹرفکیٹ ہے۔ جناب شیر پنجاب مجاہد ملت مناظر اسلام مولانا محمد ثناء اللہ تقریباً پچاس برس زندہ رہے اور شہر سرگودھا میں دفن ہوئے اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے (آمین)۔

دین اسلام کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہر انسان خصوصاً جس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا، اور قرآن وسنت کو سمجھنا اور پڑھنا لازمی ہو جاتا ہے الحمدللہ اس روح پرور بنیاد پر بندہ کو قائم رہنا پڑا۔ قرآن مجید کے ترجمہ وتفسیر پڑھنے کے بعد جستجو بڑھتی رہی چنانچہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے لٹریچر کے مطالعہ کا شوق بڑھا۔ ابتدائی طور پر اسلام دور حاضر کے مطالعہ نے ذہنی طور پر انقلاب برپا کر دیا۔ پھر اس کے بعد خطبات، دینیات، الجہاد فی الاسلام، دستور، مسائل و دیگر سید صاحب کی کتب کا مطالعہ ہوا اور الحمدللہ جماعت اسلامی میں شمولیت اختیار کر لی جو راقم الحروف اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ کی رکنیت ملنے پر ڈپٹی کمشنر فیصل آباد نے طلب کیا اور کہا کہ مجلس شوریٰ کی رکنیت میں جماعت اسلامی کی رکنیت حائل ہے۔ یہ ساری صورتحال پر ضلع کے امیر سے مشورہ کیا تو انہوں نے میرا امتحان لیا کہ منظور کر لو تو فوراً بندہ نے جواب دیا کہ مجھے جنرل ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ سے جماعت اسلامی زیادہ عزیز ہے تو امیر ضلع خوش ہو گئے اور کہا کہ میں تمہارا امتحان لے رہا تھا

چنانچہ میں نے ڈپٹی کمشنر کو اپنے ارادے سے آگاہ کر دیا اس طرح یہ معاملہ ختم ہوا۔ شہر بھر میں ہر تحریک جو نظریہ پاکستان وقرآن وسنت کی ہو بھرپور کردار ادا کیا۔ جیسا کہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن، جو مرکزی وزارت تعلیم میں ڈائریکٹر جنرل رہے ہیں ان کی منافی اسلام تحریروں و کتابوں کے خلاف ملک میں ہر جگہ احتجاج ہوا لائل پور میں اس کے خلاف بھرپور احتجاج، جلسہ وجلوس ہوا الحمدللہ یہ احتجاج ٹریڈز یونین سے بلند کیا راقم الحروف ان دنوں

Marfat.com

لائل پور جنرل مرچنٹس ایسوسی ایشن کا صدر تھا اس کی بھر پور نمائندگی پر شہر میں ایک مثالی ہڑتال ہوئی جس کی شہر و ضلع بھر میں مثال نہیں ملتی ہڑتال کی وجہ سے ہر قسم کی خرید و فروخت اور ذرائع آمد و رفت سے محرومی ہوئی۔ صبح سے لیکر شام تک بندہ نے اکیلے اعلان لاؤڈ سپیکر پر کیا ان دنوں جذبہ و جوش خوب تھا اس ہڑتال کی کامیابی ٹریڈ کے نمائندوں و دیگر حلقوں علماء کرام و قائدین جن میں نمایاں قاری محمد اکبران دنوں گول بازار کریانہ مسجد کے خطیب و امام تھے اور چوہدری محمد اکرم زم زم کیمسٹ صدر کچہری بازار و حاجی عطاء محمد میڈیسن والے ، ملک عبدالرشید، ملک محمد دین سابق ایم پی اے ،مولانا عبدالرحیم اشرف ،مولانا عبدالرشید ارشد اور مولانا محمد صادق صدیقی ،مولانا تاج محمود، شیخ محمد بشیر امین پور بازار ،میاں طفیل احمد ضیاء ،غازی عبدالجبار، غازی پولٹری والے و دیگر علمائے کرام و دینی و سیاسی رہنماؤں کی تائید و نصرت حاصل تھی۔ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ تحریک ختم نبوت ﷺ و تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بندہ کا کردار نمایاں اور مثالی رہا جو لائل پور میں ہر دینی و سیاسی لیڈر و کارکنان جانتے ہیں۔ مادر ملت مرحومہ کے الیکشن کے سلسلہ میں کردار بھی مثالی رہا اور الیکشن کمپین میں چوہدری حبیب الرحمٰن لدھیانوی ایڈووکیٹ و شیخ تاج دین ایڈووکیٹ اور لطیف انور بیگ ایڈووکیٹ اور میاں طفیل احمد ضیاء ملک محمد دین سابقہ ایم پی اے غلام محمد آباد، سیاسی و ٹریڈ یونین ہمراہ اہم کردار ادا کرتے ہوئے قومی امور پر بھر پور جنرل محمد ایوب خان کے خلاف عظیم و ممتاز جدوجہد کی جو اپنی مثال آپ ہے۔ راقم الحروف سات مرتبہ سے زائد قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے ڈسٹرکٹ جیل سنٹرل جیل اور حوالات تھانہ جاتے رہے ہیں جو کہ ریکارڈ پر موجود ہیں۔ الحمدللہ محلّہ افغان آباد میں تقریباً دس سال تک فری ڈسپنسری کا قیام اور مریضوں کو مفت ادویات مہیا کی گئیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ادارہ صوت الاسلام ٹرسٹ بنایا اس کا بندہ ناچیز ٹرسٹی اور صدر رجسٹرڈ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ 5 سال کے زائد عرصہ تک موبائل شفا خانہ جاری و ساری رکھا اور 6 محلوں میں ایم بی بی ایس کوالیفائیڈ ڈاکٹر کی سربراہی میں فری سروس خدمت خلق جاری رکھی جو ریکارڈ موجود ہے۔

جنگ 1965 میں بطور وارڈن ذمہ دار شہری دفاع کام کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

اور اسی طرح 1970ء کی جنگ میں شہری دفاع پوسٹ وارڈن سی ون ذمہ

Marfat.com

داریاں سنبھالنے کا شرف حاصل رہا اور اس کے بعد شہری دفاع میں آج کل گروپ وارڈن (ہیڈ وارڈن) کام کرنے کا موقع ملا ہوا ہے۔ جو بڑا اعزاز ہے فیصل آباد میونسپل کارپوریشن میں تین مرتبہ کونسلر منتخب ہو کر اہل محلہ، گلبرگ کالونی، فرید گنج، سنت پورہ، واہالیان شہر کی خدمت کرنے کا اعزاز بھی حاصل رہا ہے اور بطور با اختیار ڈپٹی کمشنر مصالحتی عدالت و ثالثی کونسل کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کا منفرد و مثالی اعزاز بھی حاصل رہا اور مزید برآں دو مرتبہ غیر سرکاری جیل وزٹر ڈسٹرکٹ جیل، سنٹر جیل فیصل آباد رہنے کا خصوصی اعزاز بھی حاصل رہا۔ مہاجرین و متاثرین جنگ 1970ء دس ہزار رضائیوں کی کھیپ جناب حکیم سلطان احمد داؤدی کی سربراہی میں بنوانے اور تقسیم کرنے کا اعزاز ملا اور اسی طرح داؤدی مرحوم کے ہمراہ بہاری کالونی میں ان کی رہائش کے لئے 20 عدد کوارٹر ڈی سی فنڈز سے رعایتی داموں میں بنانے کا شرف حاصل رہا ہے۔ الحمدللہ سماجی سطح پر بھرپور زندگی سرانجام دینے کا شرف اپنے بزرگوں کی تربیت اور برکت سے سرانجام دینے کا مثالی کردار ادا کیا ہے۔ جو الحمدللہ دنیا میں نیک نامی کا بین ثبوت و پروف ہے۔ اللہ کریم قبول و منظور کرتے ہوئے آخرت میں کامیابی اور جنت میں داخلے کا ذریعہ بنائے۔

(آمین ثم آمین)

## زکوۃ وعشر کے نظام میں کردار:

جنرل ضیاء الحق شہید صدر اسلامیہ جمہوریہ پاکستان نے وطن عزیز میں زکوۃ وعشر کا نظام جب نافذ کیا تو نظام میں لوکل زکوۃ وعشر کمیٹی جس کا باقاعدہ چناؤ الیکشن برمقام مقامی مسجد محلّہ میں ہوا۔ جس میں چیئرمین وممبران منتخب کیے گئے، الحمدللہ محلّہ افغان آباد شہر فیصل آباد کی مقامی کمیٹی میں بطور چیئرمین انتخاب عمل میں آیا اور بذریعہ انتخاب تحصیل و ضلع زکوۃ و عشر کمیٹی کا انتخاب ہوا جس میں بھی ممبر منتخب ہوئے اور ضلعی چیئرمین جناب حکیم الحاج سلطان احمد داؤدی مرحوم منتخب ہوئے۔ الحمدللہ ضلع بھر میں چیئرمین کے ہمراہ دیہاتوں تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں خطاب وراہنمائی کا شرف حاصل ہوا۔ مقامی کمیٹی میں بھی بھرپور اور مثالی کام کرنے کا موقع ملا۔ زکوۃ اکٹھی کرنے میں ریکارڈ کام کیا اور ضلع بھر میں اول

Marfat.com

پوزیشن کا ایوارڈ حاصل کیا۔ دو مرتبہ کمیٹی میں بطور چیئرمین منتخب ہوئے۔
عمر کے اس حصے میں آج کل نظریہ پاکستان فورم فیصل آباد ڈویژن کے منتخب صدر کی حیثیت سے کام کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ الحمدللہ ضلع و ڈویژن بھر میں فورم کے تحت اور جناب مجید نظامی دامت برکاتہم عالیہ کی سربراہی میں جو نظریہ پاکستان ٹرسٹ کے صدر ہیں میں ہمراہ اپنی منتخب ٹیم کام کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے۔ جامع مسجد کوثر چوک گلبرگ، افغان آباد جامع مسجد الحاج محمد رمضان والی گلی نمبر 2 محلہ رشید آباد جھنگ روڈ شہر فیصل آباد کے صدور و متولی ہیں شہر و ضلع میں کئی ایک سماجی و دینی انجمنوں کے عہدیدار کی ذمہ داری بھی نبھا رہے ہیں۔
ڈویژنل سوشل ویلفیئر رابطہ کونسل رجسٹرڈ کے چیئرمین ہیں الحمدللہ، اللہ کریم اپنے خاص فضل و کرم سے صاحب جائیداد و عزت و تکریم سے نوازا ہے۔ جو خاص رحمت و فضل و کرم رب العالمین ہے بندہ کا اس میں کوئی کمال و عمل نہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

# آزادی کی قیمت

## ایک ہزار مسلمان چالیس ہزار حملہ آور

یو پی کے ضلع بلند شہر میں کیسر کلاں نامی ایک بستی ہے ڈھائی ہزار کے لگ بھگ آبادی آدھے مسلمان، آدھے ہندو، مسجدیں، پکی سڑک جو علی گڑھ اور دلی کو جاتی ہے اور ریلوے لائن بھی۔ اگست 1947ء کے تیسرے ہفتے تک ارض دلی میں اندیشہ و اضطراب کی لہریں تو اٹھنے لگی تھیں مگر یہ شہر ابھی تک فساد کے شعلوں سے محفوظ تھا۔ پاکستان بنتے ہی ہندوؤں کے برتاؤ اور ملنے جلنے کے طور طریق میں ایکا ایکی تبدیلی آ گئی۔ ان کے تیوروں سے برہمی ظاہر ہونے لگی۔ مسلمانوں کو نفرت اور غصے کی نگاہوں سے دیکھتے۔ ہمارے گاؤں

Marfat.com

کے ہندوؤں کا بھی یہی رنگ تھا۔

12 ستمبر کی صبح کچھ اس طرح طلوع ہوئی جیسے وہ انتہائی بھیانک اور خطرے کی خبر دے رہی ہے۔ ساڑھے تین بجے کے قریب چاروں طرف سے حملہ آور آتے ہوئے نظر آئے۔ ریل کی پٹڑی پر کئی فرلانگ تک آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے۔ ان کے پاس مسلمان عورتوں کو لے جانے کے لئے کوتل گھوڑے تھے بندوق، دستی بم، نیزے تلواریں بلم کلہاڑیاں اور وہ سب کچھ تھا جس سے مسلمانوں کو ذبح کیا جا سکتا تھا میرے مکان سے چند قدم کے فاصلے پر دروازے کے بالکل سامنے مسجد ہے اس کی چھت پر ہمارے محلے کے لوگوں نے مورچہ لگایا تھا اور اس پر چھوٹی سی خانہ ساز توپ نصب تھی تھوڑی دیر بعد حملہ آوروں نے مسلمانوں پر ہلہ بول دیا اور گولیاں چلنے لگیں۔

ریلوے اسٹیشن کی طرف سے جو سڑک آتی ہے وہاں حملہ آوروں کا سب سے زیادہ دباؤ تھا۔ محتاط اندازہ یہ ہے کہ حملہ آوروں کی کل تعداد 40 ہزار کے لگ بھگ تھی دور دور کے گاؤں سے ہندو اس کام میں حصہ لینے کے لئے آئے تھے۔

## ننھی بہن کی پکار:

نہتے مسلمانوں پر حملہ کرنے والوں کا خیال تھا کہ ابھی پولیس والے آئیں گے اور لاشیں اُٹھالے جائیں گے شاید کچھ پوچھ گچھ بھی ہو۔ چنانچہ انہوں نے یہ دیکھنا شروع کیا کہ لاشوں میں کوئی زندہ تو نہیں، کہیں وہ سارے حالات نہ بتا دے۔ بلوائیوں کو ایک لاش برآمدے میں پڑی ہوئی نظر آئی، یہ لاش ایک بارہ تیرہ برس کے لڑکے کی تھی، غالباً اسے اچھی طرح آگ نہیں لگی تھی۔ کہنے لگے تیل ڈال کر اس لاش کو جلدی سے آگ لگاؤ۔

چنانچہ اس لاش کو آگ لگائی گئی، اس اثناء میں چار پانچ سال کی بچی اندر سے روتی ہوئی نکلی۔ وہ اپنے بھائی کی جلتی ہوئی لاش سے توتلی زبان میں مخاطب ہو کر کہہ رہی تھی۔

بھیا جی...... اُٹھو تمہیں آگ لگی ہوئی ہے۔

جیسے جیسے آگ تیز ہوتی تھی وہ کہے جا رہی تھی ہائے بھائی تمہیں کیا ہو گیا تم اٹھتے کیوں نہیں جلدی سے اٹھ جاؤ دیکھو، آگ تمہارے سارے بدن میں لگ چکی ہے۔

Marfat.com

ظالم پہلے اس بچی کو منع کرتے رہے، بعدازاں اس کے ایک بار زور سے چلانے کی آواز آئی اور رفتہ رفتہ اس کی یہ آواز فضا میں گم ہو کر رہ گئی۔ جس وقت اس لڑکے کی لاش کو آگ لگ رہی تھی اور بچی چلا رہی تھی تو مجھے پہلی بار شدت کے ساتھ محسوس ہوا جیسے میں حشر کے میدان میں کھڑا ہوں۔ بس قیامت کا منظر تھا۔

## خواتین کی بے حرمتی:

پائیل (ریاست پٹیالہ) کے مسلمانوں نے علاقہ تھانیدار سے درخواست کی کہ ہم سب سے معاوضہ لے کر مالیر کوٹلہ چھوڑ آئے۔ یہ معاوضہ 5 لاکھ روپے تھا، 3 اور 4 ستمبر کی درمیانی شب 16 ہزار مسلمانوں کا قافلہ چند غیر مسلم شہریوں اور سکھ پولیس کی حفاظت میں نکلا۔ تقریباً 10 میل کے فاصلے پر ایک میدان میں قافلہ روک دیا گیا۔ جب قافلہ اس جگہ رکا تو تھانیدار نے ایک ہوائی فائر کیا۔ یہ گویا بلاوا تھا قریب چھپے ہوئے چالیس ہزار بلوائیوں کو جو مسلح تھے حملہ ہوا اور کئی گھنٹوں تک ہولناک منظر آنکھوں کے سامنے رہا۔ مسلمانوں نے جہاں تک بن پڑا مقابلہ کرتے رہے۔ اتنے میں کئی ہزار حملہ آور آ گئے ان میں اکثر فوجی تھے جنہوں نے بچوں اور بوڑھوں کو جی بھر کر قتل کیا اور سینکڑوں عورتوں کو اغواء کر لیا۔ بعض کی عصمت دری کی گئی قرآن مجید کی بے حرمتی کی بچوں کو نیزوں پر اُچھالا گیا۔

## لاشوں کے ڈھیر:

24 اگست کو لاہور میں خون سے رنگی ہوئی ٹرین نمبر 15 آپ پہنچی تھی جس کے ہزاروں مسلمان مسافروں کو ریاست پٹیالہ میں واقع بھٹنڈا جنکشن پر بے دریغ تہ تیغ کر دیا گیا، گاڑی 9 ڈبوں پر مشتمل تھی جن پر تین ہزار مسافر آسانی سے سوار ہو سکتے تھے، اس رپورٹ کے لئے میں جس ٹرین پر سوار ہوا اس سے ذرا فاصلے پر انسانی لاشوں کا ڈھیر نظر آ رہا تھا، میرے دیکھتے ہی دیکھتے پولیس کے دو سپاہی وہاں مزید لاشوں سے بھری ہوئی ایک گاڑی لائے لاشیں اس ڈھیر پر پھینک دیں۔

Marfat.com

## جب آٹے میں پسا ہوا شیشہ ملایا گیا:

فوج کا سب سے مشکل کام پیدل قافلوں کی حفاظت اور دیکھ بھال کرنا تھا جن لوگوں نے کسی پیدل قافلے کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا وہ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ بیس ہزار، چالیس ہزار، ساٹھ ہزار اور بعض اوقات ایک ایک لاکھ مرد، عورتیں اور بچے اپنے گھر کی بچی کھچی چیزیں اٹھائے ہوئے اور ان میں اکثر اپنے مویشی اور گاڑیاں لئے ہوئے ان قافلوں میں شامل ہوتے تھے۔

اتنے بڑے بڑے قافلوں کی حفاظت اور نگرانی سے فوجیوں کی صحت پر برا اثر پڑا۔ یہ چھوٹے فوجی دستے تقریباً 8 سے 100 نوجوانوں پر مشتمل ہوتے اور ان کی کمان کسی نوجوان افسر کے ہاتھ میں ہوتی، وہ مہاجرین کے ساتھ رہتے۔ کھانا پکا کر ان میں تقسیم کرتے، یتیموں، بیواؤں اور بازیافتہ لڑکیوں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرتے۔ انہیں چوبیس گھنٹے چوکنا اور چوکس رہنا پڑا۔

پرویز ہارس رسالے کا ایک سکواڈرن بیاس اور اٹاری کے درمیان گشت کر رہا تھا کہ اسے ایک پڑاؤ پر دو ہزار بیمار مہاجرین سونپ دیئے گئے۔ تحقیق کرنے پر ان کی بیماری کا سبب یہ معلوم ہوا کہ ہندوستانی سول حکام نے جو آٹا مہیا کیا تھا اس میں پسے ہوئے شیشے کے ذرے ملے ہوئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد کھانے پینے کا سارا سامان پاکستان سے بھیجا جانے لگا۔

میرا خیال ہے کہ کانگریسی لیڈروں نے کبھی تصور نہ کیا ہوگا کہ یہ کٹا پھٹا پاکستان زیادہ عرصہ تک قائم رہ سکے گا۔ لائل پور (فیصل آباد) کے ایک سکھ ایڈووکیٹ سردار سمپورن سنگھ نے جو بعد میں ہندوستان کے ڈپٹی کمشنر ہو کر لاہور آئے تھے مجھے بتایا کہ ماسٹر تارا سنگھ نے فیصل آباد کے سکھوں کے پاس گیانی کرتار سنگھ کو یہ پیغام دے کر بھیجا تھا کہ نقل مکانی نہایت پرامن طریقے سے کریں کیونکہ انہیں اپنی کھڑی فصلوں کی کٹائی کے لئے چھ مہینے بعد ہی واپس آنا ہوگا۔

Marfat.com

## باپ کے گلے میں بیٹے کی آنتیں:

کار ایک غلیظ میدان کے سامنے رُکی جس کے ایک طرف دو لمبی بیرکیس تھیں اور دوسری طرف تازہ اور باسی غلاظت بکھری ہوئی تھی۔ سفید داڑھیوں والے سوکھے ہوئے بھوک کے مارے ہوئے گنجے، اندھے، بوڑھے اور بوڑھیاں زمین پر بچھے ہوئے میلے گدوں پر دراز تھے، گدے پانی سے بھیگی ہوئی رگوں والے تھرتھراتے ہاتھوں میں چڑھی ہوئی سانسوں میں جیسے زندگی کا نچوڑ دھڑک رہا تھا۔

مری آواز والا ایک بڈھا ہاتھ ہلا ہلا کر کرنل کو اپنی سرگزشت سنا رہا تھا، ظالموں نے میرے بیٹے کی آنتیں نکال کر میرے گلے میں پہنا دی ہیں اور میری بیٹی کے کپڑے میرے سامنے پھاڑ کر الگ کر دیئے۔

☆☆☆☆☆☆

# 14 اگست یوم آزادی

رمضان کا مبارک مہینہ تھا رمضان کی ستائیسویں تھی لیلۃ القدر کی برکات کا نزول ہو رہا تھا، نور و عرفان کی بارش برس رہی تھی رحمت خداوندی جوش میں آئی ہوئی تھی 14 اگست 1947ء بمطابق 27 رمضان المبارک کا ناقابل فراموش دن تھا، مسلمانان ہند نے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے بے انتہا قربانیاں دی تھیں۔ ایثار کیا تھا، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی تھیں یہ دن جب بھی آتا ہے طرح طرح کی یادیں ہر پاکستانی کے دل میں تازہ ہو جاتی ہیں۔ 14 اگست وہ یادگار دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے برصغیر کے درماندہ مسلمانوں کو الگ وطن عطا کر کے عزت بخشی، مسلمانوں کے مستقبل کو محفوظ و یقینی بنایا، اور دنیا کی ہر نعمت سے نوازا۔

یہ دن ہمیں ان عظیم لازوال ہستیوں کی یاد دلاتا ہے جنہوں نے فرنگی استبداد اور چانکیہ کے چیلوں کی ساری عیاریاں ناکام بنا کر ہمارے لئے پاکستان بنایا آج کے مبارک دن قوم

Marfat.com

خاص طور پر علامہ اقبال، قائداعظم اوران کی ہمشیرہ فاطمہ جناح اور علمائے کرام ومجاہدین جدوجہد آزادی کوخراج تحسین پیش کرتی ہے اوران کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعائیں کرتی ہے۔

قوم ان لاکھوں مسلمانوں کے لئے دعاء مغفرت کرتی ہے جنہوں نے حق وباطل کی جنگ میں جام شہادت نوش کیا۔ آج کے دن ہمیں اپنے کشمیری بھائی یاد آتے ہیں جو ابھی تک غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ہمارا مشرقی بازو (سابقہ مشرقی پاکستان) جو دشمنوں کی سازشوں سے ایک علیحدہ ملک بن چکا ہے وہ یاد آتا ہے وہاں رہنے والے بنگالی بھائی یاد آتے ہیں۔

## پاکستان......تحفہ خداوندی

اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی صورت میں مسلمانان ہند کو ایک پیارا تحفہ عطا کیا۔ پاکستان سورۃ الرحمٰن کی عملی تفسیر ہے۔ سورہ رحمان میں رب العالمین نے اپنی جن نعمتوں کا ذکر کیا ہے غور کریں تو پاکستان میں حیرت انگیز حد تک ان میں اکثر نعمتیں پائی جاتی ہیں۔ ہموار زرخیز زمین ان میں اپنے بسنے والے کروڑوں تندرست وتوانا مرد اور عورتیں، بلند قامت کے مالک، خوبصورت حسین متوازن خدوخال والے خوش جمال وخوش خصال، آسمانوں سے باتیں کرتے ہوئے خشک چٹیل اور برف پوش پہاڑ، لق دق صحرا، ہر طرف پھیلی ہوئی ہریالیاں اورشادابیاں رنگ برنگ کے پھول پھلواریاں، لدے پھدے کھجوروں کے جھنڈ، خوشبوؤں میں رچے بسے پھول، گلاب وسنبل ریحان کی کیاریاں بڑے چھوٹے دریاؤں کے جال، بحیرہ وعرب جیسا وسیع وعریض سمندر، اس کی تہہ میں رنگ برنگ کی مچھلیاں، موتی مونگے، لولوؤ مرجان سمندر کے سینے پر چلتے ہوئے لاکھوں ٹن کے جہازوں کے بیڑے۔ اس ملک کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ان نعمتوں کے دیکھتے ہوئے ہم پر یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔

اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے

ہمیں رب کریم کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں آبادی کے لحاظ

Marfat.com

سے دنیا کا گیارہواں بڑا ملک دیا، رقبے کے لحاظ سے ممالک عالم میں ہماری 33ویں پوزیشن ہے۔ وطن عزیز میں ان گنت دریا اور ندیاں ہیں جبکہ دنیا کے سولہ ممالک میں ایک بھی دریا نہیں، ایک طویل ساحل سمندر ہے جبکہ دنیا کے سترہ ممالک صرف خشکی میں واقع ہیں۔ اس میں گندم، کپاس، گنا، اور چاول، سبزیات، جڑی بوٹیاں ومعدنیات پیدا ہوتی ہیں جو دنیا کے 45 ممالک میں پیدا ہی نہیں ہوتے۔ 77 ممالک میں قدرتی گیس ہے ہی نہیں جبکہ ہمیں خالق کائنات نے اس کے وسیع ذخائر سے نوازا ہے۔
قصہ مختصر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا حال اور مستقبل سنوارنے کے لئے ایک بڑا ملک دیا ہے جن میں کسی شے کی کمی نہیں ہے اور کمی ہے تو دیانت، محنت اور امانت کی۔

# پاکستان کی بنیاد......نظریہ پاکستان

تحریک پاکستان کے دوران ہندوستان "پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ" کے نعروں سے گونج رہا تھا، اس نعرے میں نظریہ پاکستان کی روح سموئی ہوئی تھی نظریہ پاکستان کی تحریک چلائی گئی۔ مسلمان چونکہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کی رہنمائی دین واسلام سے حاصل کرتے ہیں اس لئے اسلامی نظریہ حیات ہی نظریہ پاکستان ہے۔ مسلمانان ہند ایک ایسے خطہ زمین کے خواہش مند تھے۔ جہاں وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق بسر کرسکیں۔ یہی قیام پاکستان کا مقصد ہے اور یہی نظریہ پاکستان کا مفہوم ہے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ نظریہ پاکستان اور اسلام ہم معنی ہیں۔

گویا حصول پاکستان کی غرض وغایت فقط یہ ہے کہ مسلمان زندگی کے تمام شعبوں یعنی انفرادی واجتماعی، روحانی ومعاشی، معاشرتی وسیاسی ملکی اور بین الاقوامی تعمیر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے مطابق کریں گے۔ قائداعظم نے علی گڑھ میں مارچ 1944ء میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا پاکستان کے مطالبہ کا جذبہ محرکہ کیا تھا، تقسیم ہند کی ضرورت کیوں پیش آئی اور اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال یہ صرف اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا۔

Marfat.com

لاہور میں 23 مارچ 1940ء کو خطاب کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا اسلام اور ہندومت محض مذاہب نہیں بلکہ درحقیقت دو معاشرتی نظام ہیں چنانچہ اس خواہش کو خواب و خیال ہی کہا جائے گا، ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کر سکیں، یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے نہ ایک دستر خوان پر کھانا کھاتے ہیں۔ میں واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ وہ دو مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

علی گڑھ میں 13 جنوری 1946ء کو خطاب کرتے ہوئے دو قومی نظریہ کی بنیاد بیان کرتے ہوئے فرمایا، پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان کا پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے وطن نہیں اور نہ ہی نسل، ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا وہ جداگانہ قوم کا فرد ہو گیا۔ اسلامیہ کالج میں 13 جنوری 1946ء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا" ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا مقصود تھا جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔

## مفکر پاکستان......علامہ اقبالؒ

علامہ اقبالؒ ہندوستانی مسلمانوں کے ایک عظیم رہنما اور بہت بڑے مفکر اور دانش ور تھے۔ آپ نے اپنی شاعری کے ذریعے اس سوئی ہوئی قوم کو جگایا۔ آپ ہندوؤں کی مکاری اور عیاری کو سمجھتے تھے آپ کافی سوچ بچار کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہندوستان کی تقسیم کے علاوہ ہندو غلبہ سے بچنے کا اور کوئی طریقہ ممکن نہیں۔

دسمبر 1930ء میں الہ آباد کے مقام پر مسلم لیگ کے زیر اہتمام سالانہ جلسہ علامہ اقبال کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ آپ نے اپنے صدارتی خطبہ میں مسلمانوں کی علیحدہ قومیت کے نظریہ کے بارے میں تفصیل سے بتایا آپ نے فرمایا:

میری خواہش ہے کہ پنجاب صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دی جائے...... شمال مغربی مسلم ریاست کا قیام (برصغیر کے تمام) مسلمانوں یا کم از کم شمالی مغربی علاقوں کے مسلمانوں کا نوشتہ تقدیر ہے۔

Marfat.com

آپ نے اپنے خطاب کے ذریعے مسلمانان ہند کو ایک راہ عمل Guideline دے دی۔ مسلمانوں پر ہندو رویہ نے بھی جلدی واضح کر دیا کہ علامہ اقبال کے بتائے ہوئے اس راستے کے علاوہ اور کوئی صورت مسائل کا حل نہیں ہے۔ علامہ اقبال ایک مردم شناس رہنما تھے، انہوں نے مسلمانوں کی قیادت کے لئے قائداعظم کا انتخاب کیا۔

## ہمارے قائد ہمارے رہنما......محمد علی جناحؒ

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے محمد علی جناحؒ کی صورت میں مسلمانان ہند کو ایک بلند مرتبت، دانش منداور مدبر قائد عطا فرمایا۔

قائداعظم مجسمہ اخلاق تھے۔ رب تعالیٰ نے آپ کو بے بہا خوبیوں سے نوازا تھا۔ قابلیت وجاہت عزت، مقبولیت، عزم، ہمت، شجاعت اور فصاحت حاصل ہونے کے باوجود آپ میں عاجزی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، آپ خوب سوچ سمجھ کر اپنے عمل کا ایک راستہ متعین کرتے اور جب عزم کر لیتے تو پھر مضبوطی اور استقامت سے اسے عملی جامہ پہنانے پر ڈٹ جاتے، اور تذبذب کو اپنی راہ میں کبھی حائل نہ ہونے دیتے۔ آپ بے پناہ قوت ارادی کے مالک تھے، کوئی ترغیب اور کوئی تحریک آپ کے فیصلے کو نہیں بدل سکتی تھی یہ اسی فیضان اور توکل کا نتیجہ تھا کہ حصول پاکستان کی جنگ میں کامیابی اور کامرانی نے آپ کے قدم چومے۔ ہر قسم کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے باوجود آپ کا پاکستان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔

## مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح

آپ قائداعظم کی چھوٹی بہن تھیں۔ آپ 31 جولائی 1891ء آبائی گھر نیونہام روڈ کراچی میں پیدا ہوئیں، دو سال کی تھیں کہ آغوش سے محروم ہوگئیں۔ 1910ء میں آپ نے میٹرک پاس کیا۔ 1913ء میں سینئر کیمرج کرنے کے بعد 1922ء میں دندان سازی کی ڈگری حاصل کی۔

فاطمہ جناح نے ڈینٹل کلینک تو کھولا لیکن قائداعظمؒ کی بیوی کی وفات کی وجہ سے کلینک

Marfat.com

بند کردیا، آپ نے قائداعظمؒ کی خدمت اور دیکھ بھال کے لئے مستقل طور پر قائد کا ساتھ دیا تھا۔ جس کو بڑی مستعدی سے نبھایا۔

فاطمہ جناح کی تربیت اپنے بھائی قائداعظمؒ کے ہاتھوں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ اصول پسند، ہمت اور عزم کی پیکر اور مدبرانہ شخصیت کی مالک تھیں اور اپنے بھائی کی ہو بہو تصویر تھیں۔ انہوں نے اپنے بھائی اور تحریک آزادی کے لئے اپنی زندگی وقف کردی۔ آپ قائداعظمؒ کی سیکرٹری، مشیر، تیماردار، اور رازداں تھیں۔ قائداعظم نے آپ کے بارے میں ایک دفعہ فرمایا تھا، میری بہن میرے لئے امید کی کرن ہے۔

آپ کی وفات کے موقع پر حبیب جالب نے ایک نظم کی صورت میں آپ کو خراج عقیدت پیش کیا تھا۔

مر کے بھی مرتے نہیں مادر ملت کی طرح
شمع تاریک فضاؤں میں جلانے والے

## ہمارا دوسرا بازو...... مشرقی پاکستان

14 اگست 1947ء کو پاکستان کی نئی سلطنت جب وجود میں آئی تو اس کے دو بازو تھے، انڈیا کے مغرب میں مغربی پاکستان اور مشرق میں مشرقی پاکستان، بلحاظ رقبہ مغربی پاکستان بڑا تھا اور بلحاظ آبادی مشرقی پاکستان۔

مشرقی اور مغربی پاکستان میں اتحاد کی قوت صرف اسلام تھی، پاکستان کے دونوں حصوں کو آپس میں باندھنے والا نظریہ پاکستان تھا۔ افسوس کے ہم مذہب سے دوری اختیار کرتے رہے ہم مسلمان کہلانے کی بجائے پنجابی، سندھی، پٹھان، بلوچ اور بنگالی بن گئے۔ مشرقی پاکستان میں تمام تعلیمی اداروں میں ہندو اساتذہ چھائے ہوئے تھے اور وہ اپنے طلبہ کے ذہن میں تعلیم کے ساتھ ساتھ نظریہ پاکستان کے خلاف زہر بھرتے رہے۔ نتیجتاً 1971ء میں بنگالیوں کے دل میں مغربی پاکستان کے خلاف جو لاوا ابھرا ہوا تھا وہ پھٹ کر بہہ نکلا۔ ہندوستان نے مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے کاٹنے کے لئے اپنی افواج وہاں داخل کردیں اور وہاں موجود مقامی بنگالیوں کے تعاون سے پاکستان کو دولخت کرکے

Marfat.com

اعلان کیا کہ ہم نے دوقومی نظریہ کو خلیج بنگال میں ڈبو دیا ہے اور اپنی ایک ہزار سالہ شکست کا بدلہ لیا ہے۔ آج دنیا بھر کے نقشہ پر مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کے نام سے ایک آزاد ملک ہے انڈیا وہاں کے تمام داخلی و خارجی مسائل میں دخیل ہے۔

## پاکستان کی شہ رگ...... کشمیر

تقسیم ہند کے فارمولے کے مطابق کشمیر کا پاکستان کے ساتھ الحاق ہونا تھا لیکن ہندو قیادت نے انگریزوں کے ساتھ مل کر زبردستی اس کو ہندوستان کا حصہ بنالیا۔ کشمیر کے مسلمان ہندوؤں کے چنگل سے آزاد ہونے کے لئے اب تک لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ کشمیر کی خاطر انڈیا اور پاکستان کے درمیان تین جنگیں ہو چکی ہیں اقوام متحدہ نے اس مسئلہ کو حل کروانے کی ذمہ داری لی تھی۔ لیکن ڈھاک کے وہی تین پات کشمیر کو قائداعظم نے پاکستان کی شہ رگ کہا تھا۔ پاکستان میں داخل ہونے والے تمام دریاؤں کے منبع کشمیر میں ہیں۔ ہندوستان اب تک وہاں 62 ڈیم بنا چکا ہے۔ کشمیر کے بغیر پاکستان نامکمل ہے۔

## شہیدوں کے خون سے بنی ہوئی سرحد

آزادی کی پوری جدوجہد میں قائداعظم کے قانونی ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ تنگ نظر اور انتہا پسند ہندو قتل و غارت گری بھی کر سکتا ہے۔ حالانکہ ہندو تنظیموں نے اس مذموم کام کی ایک مدت سے تیاری کر رکھی تھی، مسلمانوں نے کسی قسم کی کوئی تیاری نہیں کی۔ جون 1947ء میں تقسیم ہند کے اعلان کے بعد ان تنظیموں نے مسلمانوں پر حملے کرنے اور اہل ایمان کی بستیوں کو آگ لگانے کا سلسلہ شروع کر دیا۔

ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کو اپنے آبائی گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ مسلمانوں کو انڈیا کے حصے میں آنے والے علاقوں سے ہجرت کرنا پڑی اور ان علاقوں میں منتقل ہونا پڑا جو اس وقت پاکستان میں شامل ہیں۔

مسلمان انتہائی کسمپرسی کے عالم میں انتہائی محدود ذرائع اور ساز و سامان کے

Marfat.com

ساتھ پاکستان میں داخل ہوئے۔ عوام کی اکثریت بذریعہ ٹرین آئی پاکستان کے قرب و جوار میں رہنے والے خوف و دہشت کے سائے میں ہندو اور سکھ کے وار سہتے ہوئے بیل گاڑیوں، خچروں اور اونٹوں پر سوار ہو کر یا پا پیادہ پاکستان میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر لاکھوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اور پچاس ہزار خواتین کی عصمت دری ہوئی۔ انڈیا اور پاکستان کے درمیان سرحد زمین پر کھینچی ہوئی صرف ایک لکیر نہیں ہے بلکہ اس سرحد کی بنیادوں میں لاکھوں مسلمانوں کا خون شامل ہے۔

## تجدید عہد

آیئے! ہم عہد کریں کہ ہم سب مل کر اپنے پیارے پاکستان کو ایک جمہوری اور روشن خیال ملک بنائیں گے ہم اپنے ذاتی مفاد کو کسی صورت میں قومی مفاد پر ترجیح نہیں دیں گے۔ ہر لمحہ ہر آن ملک کی بہتری اور فلاح کے لئے کام کرتے رہیں گے۔ ضرورت پڑنے پر وطن عزیز کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں۔

خدا کرے کہ مری ارض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جو سبزہ اُگے وہ ہمیشہ سبز رہے
اور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

# تہذیبوں کی سرزمین پاکستان

خداوند کریم نے اس ملک کو بے پناہ خوبصورتیوں اور نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے۔ بدقسمتی سے ہم لوگوں نے اس ملک کی قدر نہیں کی۔ دنیا میں وہی اقوام ترقی کی دوڑ میں آگے ہیں جنہوں نے اپنے ماضی پر نہ صرف فخر کیا بلکہ حفاظت کرتے ہوئے حال کی اصلاح کی اور مستقبل کے لئے مربوط منصوبہ بندی کی۔ اس کے برعکس ہم نے ماضی کو محفوظ کیا اور نہ ہی اس سے سبق سیکھا۔ حال محض ڈنگ ٹپاؤ کی پالیسی کے تحت گزار رہے ہیں۔ رہا

Marfat.com

مستقبل تو اس کی ہمیں سرے سے فکر نہیں یہی وجہ ہے کہ بے پناہ نعمتوں کے باوجود پاکستان ایک ترقی پذیر ملک کے طور پر جانا جاتا ہے۔

یہ خطہ ارضی تہذیبوں کا مرکز رہا ہے۔ یہاں اس وقت بھی مہذب معاشرہ قائم تھا جب یونان اور مصر میں انسانیت اپنی تربیت کے ابتدائی ایام گزار رہی تھی۔ پاکستان کی دھرتی پر اس وقت علم و آگہی کے سوتے پھوٹ رہے تھے۔ جب یورپ میں انسان کیڑے مکوڑوں کی طرح رینگ رینگ کر زندگی گزار رہا تھا۔

تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اڑھائی ہزار سال قبل مسیح میں وادی سندھ ایک مہذب اور ترقی یافتہ علاقہ تھا۔ آثار قدیمہ نے اس بات کے شواہد پیش کر کے سند دے دی ہے۔ 1500 قبل مسیح میں آریاؤں نے اس علاقے کو اپنا مسکن بنایا اور لوگوں پر اپنے گہرے اثرات مرتب کئے۔ علاوہ ازیں یہ خطہ کئی فاتحین کی گزرگاہ رہا۔ لہٰذا ان اقوام نے بھی علاقے پر اپنے اپنے اثرات مرتب کئے اور اس کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ ایرانی قوم نے شمالی علاقوں میں سن چھ قبل مسیح سے سن 2 عیسوی تک حکمرانی کی قبل ازیں 327 قبل مسیح میں سکندر یونانی نے اس سرزمین پر قدم رکھا اور یونان کے تہذیبی اثرات چھوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ عربوں نے 712ء عیسوی میں محمد بن قاسم کی قیادت میں یہاں قدم رکھے۔ سندھ میں انہوں نے دو سال تک حکومت کی اسی عہد میں پورے برصغیر میں اسلام کی روشنی پھیلی۔ اسلام نے اس سرزمین پر دیرپا اثرات چھوڑے بعد ازاں وسطی ایشیاء کے مسلمانوں نے اسلامی حکومت کو فروغ دیا، اور انہوں نے یہاں کئی سو سال حکومت کی۔ 1947ء میں تقسیم برصغیر کے موقع پر دنیا کی پہلی اسلامی مملکت پاکستان کی صورت میں وجود میں آئی، یہ پہاڑوں دریاؤں، سمندروں صحراؤں اور خوبصورتیوں کی سرزمین ہے۔ یہاں کے ٹو اور نانگا پربت جیسی عظیم پہاڑی چوٹیاں بھی ہیں اور چولستان جیسے عظیم صحرا بھی۔ رقبہ کے اعتبار سے ملک کا سب سے بڑا صوبہ بلوچستان ہے۔ یہ سنگلاخ پہاڑوں پر مشتمل علاقہ 3000 مربع میل پر پھیلا ہوا ہے۔ صوبہ بلوچستان میں قدیم تہذیبوں کے آثار نمایاں ہیں۔ یہ معدنیات سے بھرپور دھرتی ہے۔

بلوچستان میں تقریباً 6 ہزار قبل مسیح کے آثار بھی ملے ہیں۔ مغل دور میں یہ علاقہ

Marfat.com

آزاد اور رہا البتہ 1841ء میں انگریز یہاں قابض ہوگیا تھا۔ اسی تاریخ سرزمین پر پاکستان نے اپنا پہلا ایٹمی تجربہ کرکے عالم اسلام میں نمایاں مقام حاصل کیا تھا۔ پانچ دریاؤں کی سرزمین پنجاب ایک زرخیز خطہ ہے۔ یہ آبادی کے اعتبار سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ اس کی آبادی 10 کروڑ سے زیادہ ہے۔ اس علاقے میں زرخیز میدانی علاقوں کے علاوہ کوہستان نمک اور صحراء بھی موجود ہیں۔ مغلوں نے پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں کئی یادگار عمارتیں تعمیر کرائیں۔ لاہور کو پاکستان کا دل کہا جاتا ہے۔ باب الاسلام سندھ کئی اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ثقافت وتاریخ کا خطہ ہے۔ دریائے سندھ اس کی امتیازی نشانی ہے۔ سندھ کا دارالحکومت کراچی دنیا کے بہترین شہروں میں سے ایک ہے۔

اٹھارویں صدی کی ماہی گیروں کی یہ چھوٹی سی بستی ایک بڑے شہر کی صورت اختیار کرچکی ہے ساحلی شہر ہونے کی وجہ سے یہاں پورے ملک سے لوگ تلاش روزگار اور کسب معاش کے لئے آتے ہیں۔ اسی لئے کراچی کو منی پاکستان بھی کہتے ہیں۔

خیبر پختونخواہ صوبہ پاکستان کے ایسے مقامات سے مزین ہے جہاں قدرت نے فیاضی کے ساتھ ساتھ خوبصورتی عطاء کی ہے۔ کاغان، ناران، شوگران، دیر، سوات، چترال، بابوسر اور ایسے بے شمار علاقے اس خطے کی پہچان اور فطرت سے محبت کرنے والوں کی جان ہیں۔ مون سون خطے میں واقع ہونے کی وجہ سے یہاں بارشوں کا تناسب بہت زیادہ ہے یہ گھنے جنگلات اور سرسبز پہاڑوں کی سرزمین ہے۔

درہ خیبر پشاور کو کابل سے ملاتا ہے جس کی وجہ سے اسے بہت شہرت حاصل ہے صوبے کا دارالحکومت پشاور ایک خوبصورت شہر ہے جو کبھی اپنے گلابوں کے لئے بہت مشہور تھا۔ پشاور کے قصہ گو اب نہیں رہے، مگر ان کی یادگار قصہ خوانی بازار موجود ہے۔

شاعر نے سچ کہا ہے۔

پاکستان کے شہر زندہ ہو ، پائندہ ہو
روشنیوں رنگوں کی لہر زندہ ہو پائندہ ہو

غیر ملکی مہم جوؤں کے لئے پاکستان میں سب سے بڑی کشش کا باعث اس کے پہاڑوں میں واقع بلند ترین چوٹیاں ہیں جن میں 8611 میٹر بلند کے ٹو 8047 میٹر بلند

Marfat.com

براڈ پیک 8125 میٹر بلند نانگا پربت 8035 میٹر بلند گشر برم 2 اور 8068 میٹر بلند چوٹی گشر برم شامل ہیں۔ یہ اتنی بلند اور دشوار گزار پہاڑی چوٹیاں ہیں جنہیں سر کرنے کے لئے صرف پرمٹ کی ہی نہیں بلکہ مہارت، بہادری اور خطرات سے کھیلنے والی فطرت بھی چاہیے۔ گزشتہ سال 3 بلند ترین چوٹیوں کو سر کرنے کے لئے جانے والی ٹیموں میں سے 20 کامیاب ہوئیں اور 15 کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کم بلند چوٹیوں کو سر کرنے کے لئے جانے والی بیشتر ٹیمیں بھی ناکام رہیں۔ صرف 3 ٹیمیں کامیابی سے ہمکنار ہوئیں۔ 1993ء کے دوران ان مہمات کے دوران 13 کوہ پیما اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے جن میں 5 صرف کے ٹو سر کرنے کی کوشش میں ہلاک ہو گئے۔

کوہِ پیمائی حقیقتاً ایک بہت ہی خطرناک شوق ہے جس میں ہر وقت جان جانے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ کوہ پیمائی کے لئے سب سے پہلی شرط کوہ پیما کا بہادر ہونا ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆

# قدرتی وسائل سے مالا مال پاکستان

دنیا میں کل 207 ممالک ہیں جن میں 49 غریب ممالک میں 33 افریقی، 5 ایشیائی اور ایک لاطینی، امریکہ کا ملک ہیٹی شامل ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق وہ ممالک جن کی فی کس سالانہ آمدنی 745 ڈالر سے کم ہو، غریب ممالک میں شمار کئے جاتے ہیں۔ دنیا میں 38 ممالک کی فی کس سالانہ آمدنی بہت زیادہ ہے جبکہ دنیا کے 27 ممالک انتہائی ترقی یافتہ ممالک کے درجے میں آتے ہیں۔ وطن عزیز پاکستان کا شمار دنیا کے ترقی پذیر ممالک میں ہوتا ہے۔ قومی معاشی ترقی کے لئے جن وسائل کی ضرورت ہوتی ہے ان میں زیادہ تر قدرتی وسائل میں ہمارا شمار دنیا کے سرفہرست ممالک میں ہوتا ہے۔

پاکستان دنیا بھر میں چنے کی پیداوار میں دوسرے نمبر، کپاس، چاول اور خوبانی کی پیداوار میں چوتھا بڑا ملک ہے۔ 80% خوبانی شمالی علاقہ جات بالخصوص گلگت میں پیدا

Marfat.com

ہوتی ہے۔ جو وہاں زیادہ تر مویشیوں کو چارے کے طور پر کھلا دی جاتی ہے اسی طرح دودھ کی پیداوار میں پانچواں، گندم اور کھجور کی پیداوار میں چھٹا، آم کی پیداوار میں ساتواں، مالٹے اور سنگترے کی پیداوار میں آٹھواں، اور حلال گوشت کی پیداوار میں سولھواں بڑا ملک ہے۔ کپاس کے استعمال سے ہماری ٹیکسٹائل کی صنعت 180 ملین افراد کو غمی اور خوشی میں ملبوسات فراہم کرنے کے علاوہ 10 ارب ڈالر سے زیادہ کی ایکسپورٹس کر رہی ہے۔

پاکستان کا باسمتی چاول اپنی کوالٹی کے اعتبار سے دنیا میں سب سے بہترین چاول تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور اس وقت ہماری چاول کی ایکسپورٹ تقریباً 2 ارب ڈالر تک پہنچ گئی ہے۔ دنیا کے کئی ممالک ایسے ہیں جنہیں ساحلی علاقے اور پورٹس میسر نہیں ہیں جو ملکی معاشی ترقی میں ایک رکاوٹ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو ایک ہزار کلومیٹر سے زائد طویل ساحل اور تین قدرتی پورٹس عطا کئے ہیں۔ پاکستان کا جغرافیائی محل وقوع نہایت اسٹریٹجک ہے اور ہم ایشیاء کا گیٹ وے ہیں۔ وسطی ایشیاء ایران سے انڈیا اور یورپ کے دوسرے ممالک کو گیس صرف پاکستان کے راستے پائپ لائن کے ذریعے ہی پہنچائی جاسکتی ہے۔ بصورت دیگر انہیں زیر سمندر پائپ لائن ڈالنا ہوگی جو نہایت مشکل اور مہنگی ہوگی۔

دُنیا کا ایک ترقی پذیر ملک ہونے کے باوجود پاکستان کو بعض شعبوں میں پوری دنیا پر سبقت حاصل ہے۔ ملک میں ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کے لئے ٹرانسپورٹ میں پٹرول اور ڈیزل کے بجائے سی این جی کے استعمال کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ پاکستان اس وقت سی این جی سے چلنے والی گاڑیوں کے استعمال میں دنیا میں پہلے نمبر پر ہے۔ اقوام متحدہ کے فوڈ اینڈ ایگری کلچر آرگنائزیشن کے مطابق پاکستان دنیا میں سب سے زیادہ گھی پیدا کرنے والا ملک ہے۔ پنجاب کے علاقے کھیوڑہ میں دنیا کی سب سے پرانی اور بڑی نمک کی کانیں پائی جاتی ہیں ہمارے پاس ایران اور سعودی عرب کے تیل کے مجموعی ذخائر سے زیادہ کوئلے کے ذخائر ہیں جن کی مقدار قریباً 185 ارب ٹن ہے۔ جو ہماری 100 سال سے زیادہ عرصے تک بجلی پیدا کرنے کی ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں۔ 80 ہزار مربع کلومیٹر پر محیط پاکستان جنوبی ایشیاء کا اہم ملک ہے پاکستان کا 27% رقبہ زیر کاشت ہے جس میں 80% زرعی رقبے کی آبپاشی کی جاتی ہے۔ اس طرح پاکستان کا شمار دنیا کے ان ممالک میں

Marfat.com

ہوتا ہے جن میں آبپاشی سے کیئے جانے والے رقبے کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ پاکستان میں دنیا کا بہترین اور سب سے بڑا نہری نظام موجود ہے ہماری یہ بدنصیبی ہے کہ دنیا کے تیسرے بڑے تھر کول کے ذخائر، دنیا کے پانچویں بڑے سونے اور تانبے کے ذخائر والا ملک اپنے قومی وسائل کو استعمال نہ کر کے آج قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔

پاکستان اسلامی دنیا کی پہلی اور پوری دنیا کی ساتویں ایٹمی طاقت ہے۔ پاکستان کے پاس نہایت تربیت یافتہ اور جدید اسلحہ سے لیس دنیا کی پانچویں بڑی فوج موجود ہے۔ اور آج ہم جیٹ فائیٹر، آبدوزیں، میزائل اور دیگر جنگی ساز و سامان اپنے ملک میں ہی تیار کر کے ایکسپورٹ کر رہے ہیں۔ دنیا کی 14 بڑی بلند ترین چوٹیوں میں سے 5 چوٹیاں پاکستان میں ہیں جن میں کے ٹو، نانگا پربت، ترچ میر، پامیر اور کوہ گوادر پورٹ دنیا کی گہری ترین بندرگاہ ہے۔ یہ بندرگاہ چین کے تعاون سے تیار کی گئی ہے۔ اور حال ہی میں اس نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اپنی گنجائش، انفراسٹرکچر اور بڑے پیمانے پر بحری جہازوں کو ہینڈل کرنے کی بناء پر یہ پورٹ مستقبل قریب میں دنیا کی ایک اہم پورٹ کے طور پر ابھرے گی۔ گوادر پورٹ نہایت اہم جیواسٹریٹجک کی حامل ہے۔ اور خلیج فارس میں داخلے کا راستہ ہے۔ لہٰذا اسے دوبئی پورٹ کا متبادل تصور کیا جا رہا ہے۔

پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے چاروں موسم عطا کیئے ہیں یہاں قدرت کے عجوبے جھیل سیف الملوک، جھیل شاندر، جھیل دودی، پت سر، کنول جھیل، زلزل جھیل، ہالجی جھیل اور دیگر اسی طرح کی کئی جھیلیں ہمارے ملک میں موجود ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ جگہ ایشیاء کے پرندوں کا سب سے بڑا مسکن ہے۔ موسم سرما میں سائبیریا کے سرد علاقوں سے مختلف پرندوں کی ہزاروں اقسام ہانجی کا رخ کرتے ہیں رحیم یار خان کے قریب تلور اور تیتر کے خطے کی بہترین شکارگاہیں ہیں۔ جو خلیج ممالک کے حکمرانوں کے لئے نہایت کشش رکھتی ہیں اور وہاں کے شیوخ ہر سال بڑی تعداد میں شکار کے لئے یہاں آتے ہیں۔

پاکستان میں صحرائے تھر کا شمار دنیا کے سب سے بڑے صحراؤں میں ہوتا ہے۔ یہ صحرا زیادہ تر بھارتی ریاست راجستھان میں ہے۔ مگر یہ ہمارے مشرقی سندھ اور پنجاب کے جنوبی مشرق میں پھیلا ہوا ہے۔

Marfat.com

پاکستان وادی سندھ اور موئنجو ڈرو جیسی قدیم ترین تہذیبوں کا حامل ہے۔ وادی سندھ کی تہذیب ہزاروں کلومیٹر پر محیط ہے۔ جو کشمیر کے بلند برفانی پہاڑوں سے شروع ہوتی ہے اور بحیرہ عرب سے آ کر ٹکراتی ہے۔ پاکستان میں بہت سے تاریخی مقامات ہیں ان میں سب سے دلچسپ ہڑپہ اور موئنجو ڈرو ہیں۔ ہڑپہ وادی سندھ کی تہذیب کا بڑا شہر ہے۔ جو 1920ء کی دہائی میں دریافت ہوا تھا۔ دونوں شہر سیاحوں کے لئے نہایت دلچسپی کا باعث ہیں۔

پاکستان کی آبادی کا تقریباً 60% نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ جو ہمارے ملک کا ایک سرمایہ ہیں۔ یہاں محنت کشوں کی کمی نہیں، ملک قدرتی وسائل اور افرادی قوت سے مالا مال ہے لیکن اس کے باوجود ہماری نصف آبادی ناخواندہ اور غربت کی نچلی سطح پر زندگی بسر کر رہی ہے گندم اور چینی ہمیں درآمد کرنا پڑ جاتی ہے پاکستان سیمنٹ برآمد کرنے والا ملک ہے مگر پھر بھی ہمارا انفراسٹرکچر جدید دور کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہا۔ کپاس کا چوتھا بڑا ملک ہونے کے باوجود ہماری ٹیکسٹائل کی ایکسپورٹ 14 ویں نمبر پر ہے جبکہ بنگلہ دیش میں کپاس بالکل پیدا نہیں ہوتی مگر اس کے باوجود وہ ٹیکسٹائل کی مصنوعات کی پیداوار اور ان کی برآمدات میں ہم سے سبقت لے گیا ہے۔

ایسا کیوں ہے......؟ اس کی وجہ ملک میں بڑھتا ہوا کرپشن کا ناسور اور اپنے قدرتی وسائل کو بہترین منصوبہ بندی کے ساتھ بروئے کار نہ لانا ہے۔ اگر ہم ایک متحد قوم ہونے کا عہد کر لیں تو بلاشبہ پاکستان مختصر عرصے میں دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے ہمیں بے لوث، مخلص، قابل اور ملک کی تقدیر بدلنے والی قیادت کی ضرورت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

# بادشاہی مسجد

اگر آپ کسی کار، بس، موٹر سائیکل، سائیکل یا کسی بھی آمدورفت پر سفر کرتے ہوئے راوی سے گزر کر رنگ روڈ سے ہوتے ہوئے شہر لاہور کی حدود میں داخل ہوں تو دور

Marfat.com

سے آپ کی نظر سامنے والی مسجد پر پڑے گی۔ تو آپ اچانک حیران ہو جائیں گے کہ یہ مسجد تو سڑک کے درمیان میں ہے۔ لیکن یہ آپ کا وہم ہے اگر آپ تھوڑا اور آگے آئیں گے تو آپ اور بھی حیرت میں گم ہو جائیں گے یہ مسجد تو آپ کی بائیں طرف ہے۔
بائیں طرف آپ کی نظر مینار پاکستان پر ٹک جائے گی جو پاکستان کی ابتدائی کوششوں کا نشان ہے اگر آپ نے واقعی (بادشاہی مسجد) یہ مسجد دیکھنی ہے جو کہ شاہی مسجد یا بادشاہی مسجد کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ تو آپ کو بائیں جانب مڑنا ہوگا۔ تو مینار پاکستان کے جنوب مشرق میں اس مسجد تک جانے کا مین راستہ ہے۔ اس دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اگر حضوری باغ سے آگے نظر دوڑائیں تو شاہی مسجد کا مین دروازہ ہے اس کی سیڑھیاں تو حضوری باغ سے بھی اونچی ہیں یہ تھی وہ مسجد جو سڑک پر دور ہی سے نظر آتی ہے اس کے بلند و بالا مینار اور موتی جیسے چمکدار سفید گنبد بھی اس کی شان کو چار چاند لگائے ہوئے ہیں۔

بادشاہی مسجد چھٹے مغل بادشاہ اور اورنگزیب عالمگیر کی یاد میں ہے اسکی تعمیر مئی 1671ء تا اپریل 1673ء یعنی یہ مسجد دو سال کے عرصے میں مکمل ہوئی۔
بادشاہی مسجد کی تعمیر کا نگرانی فدائی خان کوکا جس کا اصل نام مظفر حسین تھا اس نے تمام طریقوں سے آراستہ مسجد کی نگرانی کر کے اپنا نام بھی اس کی تاریخ میں سنہری حرفوں سے قلمبند کروایا۔ یہ اورنگزیب کا رضاعی بھائی تھا۔ وہ تقریباً پانچ سال تک لاہور کا گورنر رہا۔ اورنگزیب کے والد کا نام شہنشاہ شہاب الدین شاہجہان تھا۔
بادشاہی مسجد کا شمار دنیا کی خوبصورت اور وسیع مساجد میں ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک اور مسجد جو کہ (شاہی مسجد دہلی) کے نام سے مشہور ہے اسی طرز کی ہے۔ مگر اس کے بلند و بالا مینار گنبدوں کے کونوں پر ہیں جبکہ بادشاہی مسجد لاہور کے بلند و بالا مینار مسجد کے چاروں کونوں پر ہیں۔ یہ مسجد شہر لاہور کی شان ہے۔ بیس، بائیس سیڑھیاں چڑھنے کے بعد اس کا بلند و بالا حسین و دلفریب دروازہ آتا ہے۔ دروازہ کیا یہ تو پتھروں کا شاہکار ہے جس کو جوڑ کر یہ دروازہ وجود میں آیا۔ اس کو بنانے میں سنگ سرخ کے بڑے بڑے پتھروں (سلوی) کو استعمال کیا گیا۔ سیڑھیوں کے چبوترے پر کھڑے ہو کر اگر اوپر کی طرف دیکھیں تو

Marfat.com

خوبصورت مینار، برجیاں، سنگ مرمر کے بنے ہوئے پھول اور پھر درمیان میں دروازے کے اوپر سنگ سرخ میں جڑا ہوا سنگ مرمر کا کتبہ جس پر یہ عبارت عربی، اور فارسی خط میں کندہ ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مسجد ابوظفر محی الدین محمد عالمگیر بادشاہ غازی

سنہ ہزار شہتاء چہار ہجری اتمام یافت

باہتمام کمترین خانہ زادان فدائی خاں کوکہ

سب سے پہلے خدا پاک اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کا نام درج ہے۔اس کتبے کے نیچے مسجد کا خوبصورت بیل بوٹوں سے مزین محراب نما دروازہ ہے۔اور اس میں نصب لکڑی کا دروازہ بھی بہت ہی ہنر مندی سے کندہ کیا گیا جو آج بھی اپنی محنت اور ہنر مندی کا ثبوت ہے۔

دروازے میں سے گزریں تو آگے اندر کا حصہ آتا ہے اس کے دونوں اطراف چبوترے ہیں۔ان چبوتروں پر بادشاہی مسجد کے پرانے نقشہ جات ہیں جن میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہیں اور اسی کے نیچے مسجد کی تاریخ بناوٹ وغیرہ درج ہے۔

چبوتروں کے اوپر بالکونی ہیں اور اس کے ساتھ بنے ہوئے کمروں میں تبرکات مقدسہ رکھے ہوئے ہیں اس دروازے کے چار مینار، چار برجیاں ہیں دروازے سے باہر نکلیں تو مسجد کا سنگ سرخ سے آراستہ فرش آتا ہے۔اس سے چند گز کے فاصلے یعنی دروازے اور مسجد کی عمارت کے درمیان میں تالاب ہے جب بھی کوئی دروازے سے باہر آتا ہے تو پہلی نظر فرش، تالاب جبکہ دوسری نظر مسجد کے خوبصورت سنگ مرمر کے بنے ہوئے گنبدوں پر پڑتی ہے یہ گنبد بہت ہی محنت سے بنائے گئے ہیں ان میں کوئی بھی کمی بیشی نہیں۔

درمیان والا گنبد سب سے اونچا اور بڑا ہے۔جبکہ دائیں بائیں کم چھوٹے بڑے گنبد ہیں۔کونوں پر چار بلند مینار ہیں جبکہ درمیان والے گنبد کے سامنے اور بیک پر بھی چھوٹے چھوٹے مینار ہیں۔گنبدوں کے اوپر نصب کلس بھی خوبصورت، چمکدار ہیں اور یہ

Marfat.com

کلس سونے کے ہیں۔ خدا کا شکر ہے یہ کلس محفوظ ہیں۔

مسجد کا فرش بہت ہی بڑا ہے۔ مسجد کے شمالاً جنوباً خوبصورت سنگ سرخ سے بنی ہوئی محرابیں اور اس کی راہداریاں ہیں۔ یہ راہداریاں مسجد کے وضوخانے سے شروع ہوتی ہیں اور مسجد کے اندر تک (عمارت) جاتی ہیں ان کی دیواریں بہت چھوٹی ہیں جو اس کی مضبوطی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

ایک روایت کے مطابق مسجد کے مینار بنانے کے لئے بہت مشکلات کا سامنا تھا کیونکہ انسان اتنے بھاری پتھر اوپر مینار تک نہیں لے جا سکتے تھے تو اس کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ معمار جتنا اونچا مینار بناتے اس کے گرد مٹی ڈال دیتے اور پھر ہاتھیوں پر سنگ سرخ کے سل (پتھر) باندھ کر اوپر لے جاتے اور اس طرح یہ مینار معرض وجود میں آئے۔ اس طرح مسجد کے کل چار بڑے، چار کم بڑے اور چار کم چھوٹے مینار ہیں۔ اس طرح 16 جبکہ بڑے گنبد کے 4 چھوٹے مینار ہیں۔ اگر کسی بھی بادشاہی مسجد کی تصویر کو دیکھیں تو یوں لگتا ہے کہ مسجد کے مین دروازے کے اوپر بھی گنبد ہے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اس کی بناوٹ دیکھنے والے کو یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے اور یہ تھا مسجد کا اندرونی حصہ، اور اب جب آپ واپس مڑیں گے تو واپس مین دروازے تک آ کر آپ کا رُخ اب وضوخانے کے ساتھ بنے ہوئے احاطہ (قرآن گیلری) کی طرف ہوگا۔ اس گیلری میں طلائی پانی سے لکھے ہوئے قرآن کے تیس پارے رکھے گئے ہیں۔ جو کہ لاہور کے رہائشی نے تحفہ کے طور پر دیئے ہیں اس کے اندر شمالاً جنوباً دیواروں پر اللہ اور محمدؐ کے نام کو طلائی پانی سے لکھ کر فریموں میں لگا کر آویزاں کیا گیا ہے۔

مسجد میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف یعنی شمالاً طرف سیڑھیاں جانے کے لئے جبکہ دوسری طرف جنوباً طرف نیچے آنے کا راستہ ہے۔ سیڑھیاں بل دار ہیں۔ چند سیڑھیاں چڑھنے کے بعد بالکنی آتی ہے اور اس سے گزر کر تبرکات مقدسہ ہر خاص و عام کے لئے زیارت فی سبیل اللہ بنی ہوئی ہے۔

ان تبرکات مقدسہ میں حضرت محمد ﷺ کا سبز عمامہ، سبز رنگ کا جبہ، بستر کی چادر، عصا مبارک، نقش قدم، موئے مبارک، سفید علم جس پر قرآنی آیات منقوش، حضرت علیؓ کا

Marfat.com

عمامہ تعویز، حضرت فاطمہؓ کا رومال، جائے نماز، حضرت امام حسنؓ کا صندلی رنگ کا عمامہ، حضرت امام حسینؓ کا عمامہ، پرچم، کلاہ، حضرت اویس قرنیؒ کے دانت مبارک، کربلا معلّٰی کی مٹی۔ یہ تبرکات مقدسہ ہمارے مسلمانوں اور خاص کر پاکستانیوں کے لئے بہت ہی عقیدت واحترام کا مرتبہ رکھتے ہیں یہ پاک سرزمین کی زینت ہیں۔ان کی وجہ سے بادشاہی مسجد اور بھی مشہور ہوگئی ہے۔ بیرون ممالک سے لوگ ان کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں جو بھی اس زیارت خاص کو جائے وہ اس کا احترام اور تقدس بجالائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

# ویرانے میں چمکتا موتی......مسجد بھونگ

بعض عمارت فن تعمیر کا ایسا شاہکار ہوتی ہیں کہ اپنی خوب صورتی کی بدولت نہ صرف علاقے بلکہ پوری دنیا میں ملک کی بھی پہچان بن جاتی ہیں۔مسجد بھونگ کا شمار بھی ایسی ہی مساجد میں ہوتا ہے قصبہ بھونگ اگرچہ مسجد کی تعمیر سے قبل وجود میں آچکا تھا لیکن دنیا میں اس کی کوئی شناخت نہ تھی پاکستان میں بھی اس کا نام انتہائی پسماندہ قصبے کے طور پر لیا جاتا تھا۔لیکن 1932ء میں جب سردار رئیس غازی محمد نے صادق آباد کے گاؤں بھونگ کے نام پر اپنے محل میں ایک اعلیٰ طرز تعمیر کی مسجد بنائی تو قصبہ بھونگ کا نام پہلی بار دنیا میں سنا گیا اب صورت حال یہ ہے کہ روزانہ سیاحوں کی بڑی تعداد دنیا بھر سے اس مسجد کو دیکھنے آتی ہے۔اوراس کی غیر معمولی تعمیر پر رئیس غازی محمد کو داد دیتی ہے۔

ضلع بہاولپور سے 200 کلومیٹر اور رحیم یار خان سے 50 کلومیٹر دور واقع یہ مسجد فن تعمیر کا خوبصورت شاہکار ہے۔جس کی تزئین و آرائش میں سونے کے پتے، چاندی کے تار، سنگ مرمر، ماربل رنگ دار شیشہ، چمک دار ٹائلیں، سرامک ورک، کیلی گرافی، سلیمانی پتھر، رنگ دار مرصع پتھر، چپس، ہاتھی کے دانت اور مصنوعی پتھر استعمال کئے گئے ہیں۔

سردار رئیس غازی محمد مرحوم بہاولپور کے عباسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

سردار غازی ایک بہت بڑی ریاست کے جاگیر دار تھے اور ایک انتہائی متمول خاندان سے

Marfat.com

تعلق رکھتے تھے۔ 1932ء میں انہوں نے قصبہ بھونگ میں اپنے شاندار محل کے صحن میں مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا۔ اگرچہ اس سے قبل بھی اس صحن میں ایک چھوٹی مسجد اور مدرسہ موجود تھا۔ جہاں طلبہ دینی تعلیم حاصل کرتے۔ سردار رئیس غازی محمد چونکہ خود دولت مند نواب تھے۔ اس لئے انہوں نے مسجد کی تعمیر کے تمام اخراجات خود برداشت کئے چونکہ وہ اس مسجد کو فن تعمیر کا شاہکار بنانا چاہتے تھے، لہٰذا انہوں نے اس کے اچھوتے طرز تعمیر کے لئے پاکستان بھر اور بھارت سے ماہرین تعمیرات کو اکٹھا کیا۔ راجھستان سے استاد، مستری اور دست کار، کراچی سے کیلی گرافر، لکڑی کا کام کرنے کے لئے کاری گر، ملتان سے نقاش اور لاہور، ایران، ترکی اور اسپین سے اس کی آرائش کا سامان منگوایا گیا، اس طرح اس کے طرز تعمیر میں پنجاب ایران، ترکی اور اسپین کی ثقافت ہم آہنگ دکھائی دیتی ہے۔ دست کاروں کے کام میں مہارت پیدا کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ورکشاپس منعقد کی گئیں اور مسجد کی آرائش میں روایتی ثقافت کی جھلک کو نظر انداز نہیں ہونے دیا گیا، مسجد کی تعمیر 1982ء میں 50 برس کے عرصے میں مکمل ہوئی اس دوران ہزاروں مزدوروں، دست کاروں، کاشی گروں اور نقاشوں کو روزگار میسر آیا۔ اس مسجد کی غیر معمولی تعمیر کے دوران کم وبیش ہزاروں ہنر مندوں اور دست کاروں کی تربیت ہوئی۔ مسجد کی تعمیر سے اہل قصبہ کو نہ صرف ایک خوبصورت عبادت گاہ میسر آئی بلکہ سماجی اور معاشی ترقی بھی ممکن ہوئی، مسجد کے اردگرد سڑکیں، بازار، سکول، بینک، ہسپتال اور پوسٹ آفس بھی قائم ہوئے۔

مسجد کا مرکزی دروازہ فن وثقافت کا ایک دلکش نمونہ ہے جس کے اوپر حضور اکرم ﷺ کا نام محمد خوبصورت انداز میں تحریر ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی پہلی نظر اس دروازے پر پڑتی ہے جو درگاہ امام رضا مشہد شریف ایران کے گیٹ کے مشابہ ہے۔ مسجد کا بیرونی اور اندرونی منظر بے مثال ہے۔ مسجد کے برآمدے اور اندر کی چھت پر خوبصورت شیشے کا کام سونے سے ملا کر کیا گیا ہے۔ نصف صدی گزرنے کے باوجود اس کی چمک دمک کم نہیں ہوئی۔ مسجد کے احاطے میں مغلیہ انداز کے خوبصورت باغ ان میں نصب فوارے، دلکش نظارہ پیش کرتے ہیں مسجد کی اندرونی اور بیرونی دیواروں پر قرآنی آیات فن خطاطی کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ مسجد کا منبر سونے کا تخت معلوم ہوتا ہے۔ بین الاقوامی ماہرین تعمیر نے اسے

Marfat.com

دُنیا کی چھٹی خوبصورت ترین عمارت قرار دیا ہے۔

مسجد بھونگ میں قدم رکھتے ہی ذہن میں یادوں کے کئی در وا ہو گئے تھے مرحوم غازی محمد خان نے مکہ مکرمہ اور مدینہ اور دیگر ممالک میں بھی مساجد تعمیر کرائیں لیکن یہ مسجد ان کے ذوق وشوق کا عمدہ نمونہ ہے۔

بھونگ مسجد کا ڈھانچہ ایک چبوترے پر واقع ہے اور یوں دور سے یہ مسجد ویرانے میں دمکتے کسی موتی کی مانند دکھائی دیتی ہے۔ مسجد کے اندر داخل ہوں تو اس کی ظاہری خوبصورتی آنکھوں کو چکا چوند کر دیتی ہے اس کی اندرونی دیواریں سنگ مرمر سے تعمیر کی گئی ہیں جب کہ منبر ومحراب سونے اور چاندی کے نقش ونگار سے مزین ہیں۔ اندرونی چھتوں پر شیشے سے مینا کاری کی گئی ہے۔ جب کہ چھت اور راہ داری پر قرآنی آیات کے نقش ونگار بنائے گئے ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصے کا منظر بھی انتہائی دل کش ہے جا بجا لگے قیمتی فانوس مسجد کی خوبصورتی کو چار چاند لگاتے ہیں۔ بیرونی مرکزی دروازہ بازار میں کھلتا ہے۔ اور صحن میں سنگ مرمر کے ٹھنڈے پتھر لگائے گئے ہیں جن سے موسم گرما میں بھی ٹھنڈک کا احساس رہتا ہے۔ صحن سے اندر داخلی دروازے پر قرآنی آیات تحریر ہیں ساتھ دیگر نقش ونگار بھی بنے ہوئے ہیں بھونگ مسجد کے مختلف حصے ہیں۔ ایک حصہ عبادت گاہ، دوسرا لائبریری، مدرسے اور اقامت گاہ پر مشتمل ہے۔ جہاں مدرسے میں تعلیم پانے والے طلباء اور سیاح رہائش رکھتے ہیں۔

بھونگ مسجد کو اسلامی ثقافت کی بہترین عکاسی کرنے پر 1986ء میں ایوارڈ دیا گیا جو رئیس غازی کے بیٹے سردار رئیس شبیر نے وصول کیا۔ جیوری کے الفاظ کے مطابق مسجد بھونگ پاکستان اور اسلامی طرز تعمیر کا خوبصورت نمونہ ہے۔ پاکستان میں اب تک صرف چند ہی عمارتوں کو ان کے خوب صورت فن شاہکار پر ایوارڈ دیا گیا ہے۔ اور ان میں سے ایک بھونگ مسجد اور دوسرا شاہ رکن عالم کا مزار ہے۔ اگر چہ سردار رئیس غازی محمد 1974ء میں انتقال کر گئے، لیکن مسجد کے حوالے سے ان کے شان دار کام کے اعتراف میں حکومت پاکستان کی طرف سے 23 مارچ 2004ء کو انہیں سب سے بڑے سول ایوارڈ "ستارہ امتیاز" سے نوازا گیا، مغربی نقادوں نے مسجد بھونگ کو ایک حیران کن تعمیر قرار دیا ہے اور ان

Marfat.com

کا کہنا ہے کہ ہنر مندوں کی ایسی صناعی شاید اب اس علاقے میں دوبارہ نہ دیکھی جائے۔

رئیس غازی محمد کی وفات کے بعد ان دنوں مسجد کی دیکھ بھال ان کے بیٹے سردار رئیس شبیر احمد کر رہے ہیں۔ رئیس شبیر نے بتایا کہ 30 سے زائد افراد مسجد کی دیکھ بھال پر مامور ہیں جب کہ مسجد کے اخراجات لامحدود ہیں جن کا کبھی کوئی حساب نہیں رکھا گیا، بس جو آتا ہے راہ خدا میں خرچ کر دیا جاتا ہے اس کے لئے حکومت سے کوئی امداد قبول نہیں کی جاتی اور نہ ہی حکومت نے خود بھی اس حوالے سے دلچسپی ظاہر کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ سوائے حسن کارکردگی ایوارڈ کے حکومت کی طرف سے کبھی کوئی پذیرائی نہیں ہوئی، مسجد کی تزئین و آرائش کے تمام تر انتظامات ہم خود کرتے ہیں قیام پاکستان سے لے کر اب تک مسجد کی تزئین و آرائش جاری ہے اور جب تک مسجد قائم ہے یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ ویسے تو روزانہ سیاحوں کی بڑی تعداد اس شاہکار مسجد کا نظارہ کرنے آتی ہے مگر جمعہ اور اتوار کو سیاحوں کی تعداد کم و بیش 10 ہزار ہوتی ہے۔ جو مسجد کی خوبصورتی سے مسحور ہو کر ایک درویش صفت انسان کی اکیلی کاوش کو داد دیتے ہیں۔

قصبہ بھونگ میں سیلاب سے ہونے والی تباہی نے اس مسجد کو کتنا متاثر کیا اس حوالے سے رئیس شبیر نے بتایا کہ اسے معجزہ ہی کہیں گے کہ سیلاب سے جہاں پورا قصبہ پانی میں گھر گیا مسجد کی دیوار کے قریب بھی پانی نہ آیا اور یہ نظارہ سب لوگوں نے دیکھا۔ سیلاب سے قصبے میں 10,10 فٹ پانی جمع تھا مسجد کے اردگرد بھی پانی ہی پانی تھا۔ لیکن مسجد کے اندر پانی داخل نہ ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆

# مسجد قرطبہ (اسپین)

مسجد کی بلند و بالا مرکزی محراب سنگ مرمر کے سات ستونوں پر مشتمل تھی اور اس کی خوبصورتی کو دیکھنے لوگ دور دور سے آتے تھے۔ جب قرطبہ پورے یورپ کا سب سے زیادہ تہذیب یافتہ شہر تھا آبادی 10 لاکھ کے قریب تھی سڑکیں نہایت پختہ سنگ مرمر کے

Marfat.com

مکانات اور نکاسی آب و روشنی کا انتہائی عمدہ انتظام تھا جبکہ اس کے برعکس عین اسی وقت لندن اور پیرس کی گلیاں تاریک اور کیچڑ میں لت پت ہوا کرتی تھیں۔شہر کے اندر بھی نفیس و دلکش باغیچے تھے اور نواح شہر میں تو ایسے رشک فردوس باغیچوں کی کثرت تھی شہر میں مکانات کی تعداد ایک لاکھ تیرہ ہزار تھی ،ان میں وزراء امراء، وخلیفہ کے محلات شامل نہیں تھے۔اسی ہزار چار سو دکانیں سات سو مسجدیں اور نو سو حمام تھے۔اس طرح قرطبہ کی شان اور پرشکوہ مسجد جسے قرطبہ کا نام دیا جاتا ہے۔اس مسجد کے صدر دروازے پر سینٹیا گو کے گرجا گھر کا وہ گھنٹہ لٹک رہا تھا جو عجوبہ روزگار تھا اس مسجد کی تعمیر میں ملک کے انجینئروں کی کمال مہارت اور بے بہا دولت صرف ہوئی تھی

اس مسجد میں 1417 منقش ستون نصب تھے۔شاہ فلسطین نے جہاز پر ساڑھے چار سو من قیمتی پتھر بھجوائے اس کتبے پر خط کوفی میں سونے کے موٹے موٹے لفظوں میں لکھے گئے۔ صدیاں گزر گئیں مگر آج بھی اس کے آثار سے وہ کچھ نظر آتا ہے۔کہ عقل انسانی حیرت میں ڈوب جاتی ہے۔اور جس کی تعمیر عبدالرحمٰن اول نے وادی الکبیر کے کنارے 758 میں شروع کرائی اور اس کی توسیع 10 ویں صدی تک جاری رہی۔اور شام کے دور میں تقریباً دو سو سال میں مکمل ہوئی، بعد میں الحکم اور المنصور کے دور حکومت میں توسیع ہوتی ہے۔ عبدالرحمان نے عیسائیوں سے یہ جگہ مبلغ ایک لاکھ دینار میں خریدی تھی ، مسجد کا رقبہ 22,000 مربع میٹر ہے اور اس کی خوشنما محرابیں 1417 سنگ مرمر کے ستونوں پر قائم ہیں جن پر سنہری رنگ کیا ہوا ہے۔اس مسجد کی مرکزی محراب سنگ مرمر کے 7 ستونوں پر قائم تھی اور اس قدر بلند اور خوبصورت تھی کہ دور دور سے لوگ اسے دیکھنے کے لئے آتے تھے۔صناعوں نے اسے ہفت پہلو کمرہ بنا دیا تھا محراب کے اندر خوبصورت پچی کاری اور رنگین نقش ونگار بنائے گئے ہیں ان نقش ونگار کے اردگرد کوفی رسم الخط میں قرآنی آیات لکھی گئی ہیں عبدالرحمٰن ثالث نے قدیم میناروں کو گرا کر ایک نیا مینار 108 فٹ بلند تیار کروایا جن پر چڑھنے اترنے کے لئے 7 زینے تھے،اور ہر زینہ میں 60 سیڑھیاں تھیں اس مسجد میں 10,000 فانوس روشنی کے چھوٹے بڑے جلا کرتے تھے۔جن میں تین سب سے بڑے فانوس خالص چاندی کے اور باقی پیتل کے تھے۔بڑے سے بڑے فانوس میں ایک ہزار

Marfat.com

ایک سواسی پیالے روشن ہوتے تھے اوران تین چاندی کے فانوس میں سے 36 سیر تیل جلا کرتا تھا۔ 300 ملازمین اور خدام اس مسجد میں متعین تھے۔ جو جدید تعمیر عبدالرحمٰن ثالث کے عہد میں کی گئی اس پر دولاکھ اکسٹھ ہزار دینار خرچ ہوئے تھے۔ مسجد کی بڑی محراب میں سونے کا کام اب برائے نام رہ گیا ہے۔ لیکن اس کی عظمت اپنی جگہ قائم ہے مسجد کے 19 دروازے مکمل طور پر بند ہیں صرف دو دروازے استعمال کئے جاتے ہیں۔

تقریباً 800 سال گزرنے پر علامہ اقبال کو یہ شرف حاصل ہوا کہ انہوں نے اس پر پابندی کے باوجود مسجد قرطبہ میں نہ صرف اذان دی بلکہ نماز ادا کی۔ اگرچہ اس حوالے سے علامہ اقبال کی کوئی تحریری شہادت موجود نہیں ہے تاہم تصویری ثبوت موجود ہیں۔ قرطبہ پہنچنے کے بعد علامہ اقبال وہاں کی یگانہ روزگار مسجد میں تشریف لے گئے جواب گرجا گھر بن چکی ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے گائید سے کہا کہ میں یہاں نماز ادا کرنا چاہتا ہوں گائیڈ نے بتایا کہ یہ بات پادریوں کو ناگوار ہوگی اور وہ ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ اقبال اس جگہ مصلیٰ بچھا کر بیٹھ گئے، جس کو بے حد مقدس سمجھا جاتا ہے اتنے میں ایک پادری آ پہنچا اور زور وشور سے احتجاج کرنے لگا۔ اقبال نے پادریوں کی طرف رُخ کر کے گائیڈ سے کہا ایک بار مکہ میں عیسائیوں کا وفد کوئی التماس لے کر پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس آیا۔ اس کے اراکین کو مسجد نبوی ﷺ میں ٹھہرایا گیا تھا، جب ان کی عبادت کا وقت آیا تو وہ متردد تھے کہ انہیں اس کی اجازت دی جائے گی کہ نہیں......؟ آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ یقیناً اپنے طور طریقے کے مطابق عبادت کر سکتے ہیں۔ اگر عیسائیوں کو آنحضرت ﷺ نے اپنی ہی مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دی تھی تو انہیں ایک ایسی جگہ پر نماز ادا کرنے کی اجازت دی تھی جو کبھی مسجد تھی اقبال سے یہ سن کر اس پادری نے کہا میں بڑے پادری سے پوچھ کر آتا ہوں۔ اقبال نے پادریوں اور محکمہ آثار قدیمہ کی اجازت لے کر مسجد میں اذان دی جس کی فضا صدیوں سے بے اذان پڑی تھی۔ پھر نماز پڑھی نماز کی حالت میں ایک پادری نے آپ کی تصویر بھی اتاری۔

مسجد قرطبہ میں علامہ اقبال کی دو تصاویر چھپ چکی ہیں ان میں ایک تصویر میں وہ مصلیٰ پر قعود کی حالت میں نماز ادا کرنے میں مشغول ہیں جبکہ دوسری تصویر میں مصلیٰ پر ہاتھ میں چھڑی

Marfat.com

لئے کھڑے ہیں اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نماز سے فراغت کے بعد کی ہے۔ یہ تصاویر مسجد کے اس مقام پر لی گئی ہیں جو بڑی تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ علامہ اقبال نے جس جگہ نماز ادا کی وہ مسجد قرطبہ کا دلان ہے۔ اس ہاتھ ایک محرابی راستہ ہے جو خلیفہ الحکم ثانی نے 961ء میں تعمیر کرایا تھا۔ یہ فن تعمیر کے حوالے سے انتہائی منفرد خصوصیات کا حامل ہے اور اس قدر اہم ہے کہ اسلامی فن تعمیر اور آرٹ کے نقطہ نظر سے تقریباً تمام کتب میں مختلف زاویوں سے اس محراب کی تصویر پیش کی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

# شالامار باغ

خطہ لاہور میں ویسے تو بہت سے باغ لگائے گئے مگر جو پذیرائی شالامار باغ کو نصیب ہوئی وہ کسی دوسرے باغ کے حصے میں نہ آئی، شالامار باغ شہر لاہور سے 5 میل (مشرقی جانب) باغبانپورہ میں آج بھی قائم ودائم ہے۔ 1636ء میں جب شہنشاہ شہاب الدین شاہجہان لاہور آیا تو اس کے دل میں لاہور دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی، چنانچہ اس نے اپنے نامور انجینئر علی مردان خان کو حکم دیا کہ لاہور کے گردونواح میں کوئی ایسا موزوں مقام تلاش کیا جائے جہاں ایک خوبصورت باغ بنایا جا سکے۔ علی مردان خان نے حکم پر سر تسلیم خم کیا اور جگہ کی تلاش شروع کی اور اس کی نظر قصبہ باغبانپورہ کی سرسبز اراضی پر پڑی، یہ قطعہ زمین مہر مہنگا کی ملکیت تھی۔ شاہجہان نے مہر مہنگا کو منہ مانگی رقم دینا چاہی مگر اس نے رقم لینے سے انکار کیا بلکہ یہ زمین نذرانہ کے طور پر بادشاہ کی خدمت میں پیش کردی۔ بادشاہ مہر مہنگا کی اس وسیع القلبی سے بہت متاثر ہوا اور باغ کی تکمیل کے بعد اس باغ کی نگرانی کے تمام فرائض مہر مہنگا کو سونپ دیئے جو پھر ایک عرصہ تک اس کی اولاد تک منتقل ہوتے رہے۔

شاہجہان نے شالامار باغ کو کشمیر کے شالامار باغ کی طرز پر بنانے کا فیصلہ کیا۔ مشہور زمانہ ماہر تعمیرات جانی کا نقشہ اس کو بے حد پسند آیا۔ 1637ء سے علی مردان خان

Marfat.com

اور نواب فاضل خان میر کی زیر نگرانی یہ باغ پانچ سال کے عرصہ میں مکمل ہوا اور 1662ء میں جب شاہجہان کو اطلاع ملی کہ باغ مکمل ہو چکا ہے۔ تو وہ اس کو دیکھنے کے لئے لاہور پہنچا۔ اس کی خوبصورتی کی تعریف کی۔ اس باغ میں اس وقت کے 6 لاکھ روپے صرف ہوئے۔ جبکہ اس وسیع الارض باغ کو سیراب کرنے کیلئے دریائے راوی کو مادھو پور کے مقام پر کاٹا گیا اور نہر کی صورت میں شالامار باغ تک لایا گیا۔ یہ نہر شاہ نہر کہلاتی تھی مگر اب یہ دریائے راوی میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے بند ہے۔ اور باغ پہاڑوں کے تازہ پانی سے محروم ہے۔ باغ کے تالابوں میں اب پانی کئی دنوں کا ٹھہرا ہوا ہوتا ہے۔ جو اس کی خوبصورتی کو دھندلا رہا ہے۔

جب رنجیت سنگھ لاہور پر قابض ہوا تو اس کے شیطانی اور ذلیل ہاتھوں سے یہ باغ بھی نہ بچ سکا۔ اس نے اس کے بیش قیمت پتھر، سنگ مرمر، سنگ یشب فوارے اور نجانے کیا کیا اکھاڑ لیا اور ہندوستان کے گوردواروں میں لگوایا۔ اس ذلیل انسان نے خطہ لاہور کو کبھی نہ بھرنے والے زخم دیئے۔ جو وقت کے ساتھ ساتھ اور بھی گہرے ہو رہے ہیں رہی سہی کسر موجودہ حکمرانوں نے پوری کر دی، جو کہ اس باغ کا فنڈ کھا جاتے ہیں۔

اس کا مین دروازہ جو کہ اپنی خوبصورتی کا ثبوت تھا وہ بھی گرا دیا گیا، اب باغ میں داخل ہونے کے لئے ایک چھوٹا سا دروازہ اور وہ بھی سڑک سے 4 فٹ کے قریب نیچا ہے۔ مگر حکومت پاکستان نے اس کی خوبصورتی میں یہ اضافہ کیا کہ ایک اور تخت (تخت روڈ) بنا دیا جو کہ تختِ فیض سے بھی 6 فٹ بلند ہے اگر آپ کو اس بات کی سمجھ نہیں آئی تو جب آپ اس کی سیر کو جائیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں۔

اس باغ کو بہت سے عروج بھی حاصل ہوئے اور اس کے ساتھ اس کو زوال بھی دیکھنے پڑے۔ جب اس کو تعمیر کیا گیا تھا اس وقت اس کے سات تختے تھے مگر ماضی کے بے رحم ہاتھوں نے اس کے چار تختے مکمل طور پر برباد کر دیئے۔ جن کا اب کوئی نام ونشان تک بھی باقی نہیں۔ مٹنے والے چار تختوں میں انگوری باغ، عنایت باغ، مہتابی باغ اور گلابی باغ تھے۔ اس وقت شالامار باغ کے تین تختے ہیں۔ پہلا تختہ فیض بخش ہے اس تخت پر شاہی گھرانے کے لئے شاہی عمارتیں، حمام وغیرہ تعمیر کئے گئے تھے مگر آج ان کے بوسیدہ کھنڈر

Marfat.com

موجود ہیں۔اس تخت پر بادشاہ فوج کا معائنہ کرتا اور سلامی لیتا تھا۔اس تخت کی دیواریں مضبوط اور چاروں کونوں پر برجیاں بنائی گئی تھیں جو آج بھی موجود ہیں۔شاہی سپاہی ان برجیوں پر کھڑے ہو کر شالامار باغ کی حفاظت کرتے تھے۔اس تخت کے درمیان میں ایک سنگ مرمر کی بارہ دری ہے اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر فوارے بھی نصب ہیں۔پانی اس بارہ دری سے ہوتا ہوا آبشار تک پہنچتا ہے۔تخت فیض بخش سے نیچے تخت حیات بخش تک جانے کے لئے سیڑھیاں اور گھوڑوں کے لئے بھی انتظام کیا گیا تھا گھوڑے پر سوار آسانی سے تخت حیات بخش تک پہنچ جاتا اس تخت سے آبشار نمودار ہوتی ہے اور جب پانی یہاں سے گرتا ہے تو خوبصورت منظر پیش کرتا ہے۔یہ پانی ایک اور بڑے سنگ مرمر کے حوض میں گرتا ہے۔اس حوض میں فوارے بکثرت تھے جن کو رنجیت سنگھ نے اکھاڑ کر امرتسر رام باغ میں لگوا دیا۔اس حوض کے مشرقی اور مغربی جانب لال پتھروں سے بنائے گئے وہ تخت ہیں جن پر موسیقی کی محفلیں ہوتی تھیں جو آج بھی قائم ہیں۔اس تختے پر پھولوں کے بکثرت پودے ان گنت درخت ہیں اور اس کے بھی چاروں طرف حفاظتی برجیاں ہیں۔

حیات بخش کے آخر اور فرح بخش کے شروع میں قیمتی سنگ مرمر سے دیواروں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے طاق بنائے گئے تھے اور ان میں رات کے وقت چراغ جلائے جاتے تھے پانی فواروں کے ذریعے ان طاقوں سے گرتا تھا، تو "ساون بھادوں" یعنی بارش اور بجلی کی چمک کا نظارہ دکھائی دیتا تھا۔مگر اب یہ خاص خاص موقعوں پر ہی روشن کئے جاتے ہیں ان سنگ مرمر کے بنائے ہوئے طاقوں کو دیکھ کر بنانے والے کی ذہانت یاد آتی ہے مگر اس پاک پروردگار کی یاد سب سے پہلے آتی ہے کہ اس ذات کریمی نے کیسے کیسے ماہر تعمیرات اس دور میں پیدا کئے تھے اور اس وقت کے کاری گر حقیقت میں تعریف کے قابل تھے۔جب ہم ان کی بنائی ہوئی عمارتیں بغیر (مشینری) کے استعمال کے دیکھتے ہیں تو ان کی محنت پر رشک آتا ہے کہ وہ لوگ واقعی محنتی تھے۔

ساون بھادوں سے پانی تیسرے تخت فرح بخش میں داخل ہوتا ہے۔یہ تخت مکمل کمال نفاست کو روشناس کراتا ہے۔اس تخت پر بھی سایہ دار درخت اور پھلدار درخت اُگے ہوئے ہیں۔اس حوض کے آخر میں دونوں جانب کمرے بنے ہوئے ہیں اور پہلے کی

Marfat.com

طرح حفاظتی برجیاں بھی موجود ہیں۔

شالامار باغ جنوب سے شمال کی طرف ہے۔ پانی فیض بخش سے گرنا شروع ہوتا ہے تو آبشار حوض، ساون بھادوں اور پھر فرح بخش میں آ کر ٹھہر جاتا ہے۔ اور اس کے سامنے پہلے شمال کی جانب دروازہ تھا جو کہ آج مکمل طور پر بند ہے۔ شاہجہان جب بھی لاہور آتا تو وہ شالامار باغ میں ہی ٹھہرتا۔ کیونکہ یہ باغ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی عکاسی کرتا تھا اس میں ہر طرح کی آسائشیں، درخت پھل، پھول اور خوبصورت منظر ہیں اور واقعی شہر لاہور کے لئے یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت تھی جو شاہجہان کے ہاتھوں پایہ تکمیل تک پہنچی۔ شالامار باغ پاکستان اور شہر لاہور کے خاص ورثوں میں سے ایک ہے۔ جو اپنی علیحدہ پہچان اور اہمیت رکھتا ہے۔

شکر ہے دو جہان کے والی کا جس نے مجھے توفیق عطا فرمائی، کہ میں اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں جو کہ میری دلی آرزو تھی، یہ لاہور شہر کا حسن ہے کیونکہ اس کے بغیر لاہور کی خوبصورتی نامکمل ہے۔

باغبانپورہ کے شروع میں دائی نگر (دایہ انگا) کا مزار ہے۔ جو کہ شاہجہان کی دائی تھی۔ شاہجہان ان سے محبت کرتا تھا لہٰذا ان کی یاد میں ان کا مقبرہ بنوایا۔ شالامار باغ کی بیگ پر حضرت مادھولال حسینؒ کا مزار اقدس ہے جو اللہ کے نیک ولی تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مند آپ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔ لہٰذا رب العزت کا ہر حال میں شکر بجا لائیے اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیئے گا۔

☆☆☆☆☆☆

# شاہی قلعہ لاہور

قلعہ لاہور جسے مقامی طور پر شاہی قلعہ بھی کہا جاتا ہے پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر لاہور میں واقع ہے۔ یہ قلعہ شہر کے شمال مغربی کونے پر واقع ہے۔ گو کہ اس قلعہ کی تاریخ زمانہ قدیم سے جا ملتی ہے لیکن اس کی ازسر تعمیر مغل بادشاہ اکبر اعظم

Marfat.com

(1556-1605) نے کروائی جبکہ اکبر کے بعد آنے والی نسلیں بھی تزئین و آرائش کرتی رہیں۔لہٰذا یہ قلعہ مغلیہ فن تعمیر وروایت کا ایک نہایت ہی شاندار نمونہ نظر آتا ہے۔ قلعے کے اندر واقع چند مشہور مقامات میں شیش محل، عالمگیری دروازہ نولکھا محل اور موتی مسجد شامل ہیں۔1981ء میں یونیسکو نے اس قلعے کو شالامار باغ کے ساتھ عالمی ثقافتی ورثہ قرار دیا تھا۔

قلعہ لاہور کی تعمیر کے حوالے سے مختلف مبہم اور روایتی حکایات موجود ہیں۔تاہم 1959ء کی کھدائی کے دوران جو کہ محکمہ آثارِ قدیمہ نے دیوان عام کے سامنے کی جس میں محمود غزنوی 1025ء کے دور کا سونے کا سکہ ملا جو کہ باغیچہ کی زمین سے تقریباً 762 میٹر گہرائی میں ملا۔جبکہ پانچ میٹر کی مزید کھدائی سے ملنے والے قومی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں پر آبادی محمود غزنوی کے لاہور فتح کرنے سے بھی پہلے 1021ء میں موجود تھی۔مزید براں کہ اس قلعہ کی نشانیاں شہاب الدین غوری کے دور سے بھی ملتی ہیں جب اس نے 1180ء تا 1186ء لاہور پر حملے کئے تھے۔یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی کہ قلعہ لاہور کی بنیاد کس نے اور کب رکھی تھی چونکہ یہ معلومات تاریخ کے اوراق میں دفن ہو چکی ہیں شاید ہمیشہ کے لئے تاہم محکمہ آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران ملنے والے اشارات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ 1025ء سے بھی بہت پہلے تعمیر کیا گیا تھا جو کچھ اس طرح سے ہے۔1241ء منگولوں کے ہاتھوں تباہ ہوا۔1267ء سلطان غیاث الدین بلبن نے دوبارہ تعمیر کرایا۔1398ء امیر تیمور کی افواج کے ہاتھوں تباہ ہوا۔1421ء سلطان مبارک شاہ سید نے مٹی سے دوبارہ تعمیر کروایا۔1432ء قلعے پر کابل کے شیخ علی کا قبضہ ہو گیا۔اور اس نے قلعے کو شیخا کھوکھر کے تسلط کے دوران پہنچنے والے نقصان کا ازالہ کرتے ہوئے اسکی مرمت کروائی۔1566ء مغل فرمانروا اکبر نے پکی اینٹوں کی کاریگری سے اس کی پرانی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کروائی اور شاید اسی وقت اس کو دریائے راوی کی سمت وسعت دی تقریباً 1849ء میں جب راوی قلعہ لاہور کی شمالی دیوار کے ساتھ بہتا تھا اکبر نے دولت کدہ خاص و عام بھی تعمیر کروایا جو کہ جھروکہ درشن کے نام سے مشہور ہے اور اس کے علاوہ مسجد دروازہ وغیرہ بھی بنوایا۔1618ء جہانگیر نے دولت کدہ جہانگیر کا اضافہ کیا۔1631ء شاہجہان نے شیش

Marfat.com

محل تعمیر کروایا۔1633ءشاہجہان نے خوابگاہ "حمام" خلوت خانہ اور موتی مسجد تعمیر کروائی۔1645ءشاہجہان نے دیوان خاص تعمیر کروایا۔1674ءاورنگزیب نے انتہائی جسیم عالمگیری دروازہ لگوایا1799ءیا1839ءکے دوران شمالی فصیل جوکہ کھائی کے ساتھ واقع ہے۔سنگ مرمر کا ہتھ ڈیرہ حویلی مائی جنداں، بارہ دری راجہ دھیان سنگھ، کی تعمیر رنجیت سنگھ نے کروائی، ایک سکھ حکمراں جوکہ1799ءتا1839ءتک حاکم رہا۔1846ءبرطانیہ کا قبضہ1927ءقلعے کی جنوبی فصیل کو منہدم کر کے اس کی مضبوط قلعے کی حیثیت کوختم کر کے اسے برطانیہ نے محکمہ آثار قدیمہ کوسونپ دیا۔مغلیہ سلطنت میں کابل، ملتان، اور کشمیر کے فرمائرواؤں کے حملے کے پیش نظر لاہور کی جغرافیائی اہمیت اس بات کی تقاضی تھی کہ قلعہ لاہور کو پکی اینٹوں کی کاریگری کر کے ایک مضبوط قلعہ بنایا جائے۔اس کے تعمیری ڈھانچے میں فارسی رنگ جھلکتا ہے جوکہ مختلف شاہوں کی فتوحات کے ساتھ ساتھ گہرا ہوتا چلا گیا۔یہ قلعہ واضح طور پر دو حصوں میں منقسم ہے پہلا حصہ منتظم جوکہ تمام تر داخلی راستوں سے بخوبی جڑا ہوا ہے۔اور اسکے اندر تمام باغیچے اور شاہی حاضرین کے لئے دیوان عام بھی شامل ہے جبکہ دوسرا حصہ نجی وخفیہ رہائش گاہوں پر مشتمل ہے۔جوکہ شمالی سمت میں صحن اور دالانوں میں پھیلے ہوئے ہیں جن تک رسائی کے لئے ہاتھی دروازہ استعمال ہوتا تھا اس میں شیش محل بھی شامل ہے وسیع آرام دہ کمرے اور چھوٹے باغیچے بھی اس میں موجود ہیں بیرونی حصے کی دیواریں نیلی فارسی کاشی کاری کا بہترین نمونہ ہیں۔اس کا اصل داخلی راستہ "مریم زمانی مسجد" کے سامنے ہے جبکہ بڑا عالمگیری دروازہ حضوری باغ کی طرف کھلتا ہے۔جہاں عظیم الشان بادشاہی مسجد بھی واقع ہے۔لاہور کا تاریخی شاہی قلعہ دیکھنے ہزاروں لوگ آتے ہیں اور ایسا ممکن نہیں کہ کوئی شاہی قلعہ دیکھنے آئے مگر اس کا شیش محل نہ دیکھے۔تاہم اب شیش محل کو دور ہی سے دیکھا جاسکے گا۔کیونکہ اس کی حفاظت کے پیش نظر مغل دور کی خوبصورت عمارت کے اندر عام لوگوں کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔شاہی قلعہ لاہور کے کیوریٹر یعنی مہتمم افضل خان نے بتایا کہ شیش محل کے اندر جانے کی اجازت صرف فن تعمیر کی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء وطالبات کو دی جاتی ہے وہ بھی اس وقت جب کہ وہ ایک گروپ کی شکل میں اپنے کسی ٹیچر کی نگرانی میں یہاں آتے ہیں۔شاہی قلعہ دیکھنے آنے والے عام لوگوں میں

Marfat.com

سے اکثر کو یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ شیش محل کے اندر جانے کی اب اجازت نہیں ہے۔ لہٰذا وہ خاصے مایوس لوٹتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

# بارہ دری وزیر خان

لاہور برصغیر کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک اہم تاریخی اور ثقافتی شہر ہے۔ یہ شہر نہ صرف علم و حکمت کا مرکز رہا بلکہ اپنے خوبصورت باغات اور تاریخی یادگاروں کی وجہ سے آج بھی خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ خصوصاً مسلمانوں کے عہد میں اس کی شہرت چار دانگ عالم تھی۔ سلاطین دہلی اور مغل بادشاہوں کے آثار قدیمہ اس امر کی روشن دلیل ہیں۔

آج بھی اس شہر کے بے شمار تاریخی نوعیت کے باغات اور قدیم عمارتیں جن میں مقبرے اور بارہ دریاں بھی شامل ہیں۔ قابل ذکر ہیں اور سیاحت کے حوالے سے بہت اہم ہیں۔ لاہور شہر میں مختلف قسم کے باغات اور بارہ دریاں ملتی ہیں خصوصاً ان باغات کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جن کے درمیان بارہ دریاں تعمیر کروائی جاتی تھیں۔ شاہجہانی عہد میں پنجاب کے گورنر نواب وزیر خان کے نام خوبصورت مساجد اور تاریخی عمارات تعمیر کرانے میں خاص شہرت کا حامل ہے۔ انہوں نے گجرات کے قریب ایک شہر وزیر آباد کی بنیاد رکھی۔ جو ان دنوں اچھا خاصہ شہر بن چکا ہے۔ اپنے دور گورنر میں نواب وزیر خان جن کا اصل نام حکیم علیم الدین انصاری تھا نے خوبصورت مساجد اور عمارتیں بنوا کر شہرت حاصل کی لاہور میں نواب وزیر خان کی بنوائی ہوئی بارہ دری ایک خوبصورت اور دلکش عمارت ہے۔ جو کہ 1635ء میں تعمیر ہوئی۔ اس وقت اس خوبصورت عمارت کے شمالی جانب پنجاب پبلک لائبریری اور جنوبی سمت عجائب گھر واقع ہے۔ مشرقی جانب محکمہ آبپاشی و محکمہ تعمیرات کے دفاتر اور مغربی سمت نیشنل کالج آف آرٹس کی عمارت ہے۔

بارہ دری کے سامنے گزرنے والی سڑک لائبریری روڈ کہلاتی ہے۔ 1634ء میں نواب وزیر خان نے ایک خوبصورت مسجد (مسجد وزیر خان) بھی تعمیر کروائی اور لاہور شہر

Marfat.com

کے باہر ایک وسیع و عریض باغ کی بنیاد ڈالی، اس باغ کو (نخلستان وزیر خاں) کہا جاتا تھا کیونکہ اس میں کھجور کے درخت کثرت سے لگائے گئے تھے، مگر اب باغ کا یہ حصہ اور بارہ دری شہر کے مرکز میں گر گئی ہیں اور چاروں طرف انگریز دور کی مختلف عمارات تعمیر کر دی گئی ہیں۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ وزیر خان کی بارہ دری کے گرد جو باغ بنایا گیا تھا اس پر زر کثیر خرچ ہو گیا البتہ بارہ دری محفوظ رہی۔ 1799ء میں رنجیت سنگھ احمد شاہ ابدالی کی اجازت سے لاہور پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوا تو سب سے پہلے اسی باغ یعنی نخلستان میں داخل ہوا۔ خود رنجیت سنگھ وزیر خان کی بارہ دری میں قیام پذیر ہوا اور اس کی فوج نے بارہ دری کے گرد باغ میں ڈیرے ڈالے۔

1799ء سے 1849ء تک کے عرصہ میں پنجاب کا الحاق حکومت برطانیہ سے ہوا تو انگریزوں نے ابتدائی دور میں اس بارہ دری کو فوجیوں کے کوارٹروں کے طور پر استعمال کیا۔ نیز یہ بارہ دری اس دور میں دیگر فوجی اغراض و مقاصد کے طور پر بھی استعمال ہوئی۔ اس کے بعد محکمہ بندوبست کا دفتر اس بارہ دری میں بنایا گیا پھر اسے کچھ عرصہ کے لئے تار گھر کے طور پر بھی استعمال کیا گیا، انگریز دور میں ہی بارہ دری کو عجائب گھر بھی بنایا گیا۔

یہ خوبصورت عمارت برسوں تک مختلف لوگوں اور محکموں کا اکھاڑہ بنی رہی۔ اب محکمہ آثار قدیمہ حکومت پاکستان کی نگرانی میں اس عمارت کی دیکھ بھال کا کام جاری رہتا ہے۔ اس بارہ دری کے گرد پانی کے تالاب بھی موجود تھے۔ جو مٹی وغیرہ بھرنے کے بعد نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔

محکمہ آثار قدیمہ نے ان کو تلاش کرنے کے بعد مٹی صاف کی اور ان کی مرمت کروائی۔ بارہ دری کی وسیع عمارت تمام خشتی ہے۔ اور اس خوبصورت اور دلکش عمارت کے چاروں کونوں پر چار قوس وضع برجیاں اور اندر نہایت نفیس محرابیں ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک خوبصورت فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔

☆☆☆☆

Marfat.com

# پاکستان کا معاشی بحران

پاکستان میں بجٹ سازی کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ یہاں پارلیمنٹ میں بمشکل تین ہفتے اور صوبائی اسمبلیوں میں تو ایک ہی ہفتے میں بجٹ پیش ہوکر منظور ہوتا ہے۔ اور ارکان پارلیمنٹ الا ماشاء اللہ بجٹ کے موقع پر فراہم کی جانے والی دستاویزات کی ورق گردانی کی زحمت بھی نہیں کرتے اور پارٹی کے حکم کے تحت بجٹ منظور کر دیتے ہیں۔ عوام اور میڈیا کی آہ وبکا کا کوئی اثر نہ حکومت پر ہوتا ہے اور نہ عوام کے نمائندے ہی عوام کا مقدمہ لڑنے کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔ یہ بڑی ہی مایوس کن صورتحال ہے۔ جس سے عوام کا اعتماد سیاسی قیادت پر بری طرح مجروح ہو رہا ہے۔ اور ملک وقوم کو معاشی بحران کے گرداب سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا ہے۔

ملک کے دستور (دفعہ 84) میں ایک اہم سقم یہ ہے کہ ہر سال بجٹ کے موقع پر سند جواز دے دی جاتی ہے کہ اور اس طرح حکومت کو پارلیمنٹ اور بجٹ دونوں کا مذاق اڑانے کی کھلی چھٹی حاصل ہے اس سال 2010-2011ء بھی بجٹ میں کل حکومتی اخراجات کے لئے 1891 ارب روپے کی حد مقرر کی گئی تھی مگر حکومت نے اس سے 387 ارب روپے زیادہ خرچ کئے، جو بجٹ کا 20.4 فیصد بن جاتا ہے۔ یہ اس وقت جبکہ آمدنی کی مد میں جو متوقع رقم رکھی گئی تھی اصل ٹیکس کی آمدنی اس سے 100 ارب روپے کم ہوئی۔ یہ مالیاتی بے قاعدگی کی بدترین مثال ہے اور پارلیمنٹ نے سینٹ کے انتباہ کے باوجود چند منٹ میں اس اضافی گرانٹ کی منظوری دیدی اور حکومت کا کوئی احتساب نہیں کیا۔

پیپلز پارٹی کے اقتدار کے اس دور میں معاشی ترقی کی رفتار پاکستان کی تاریخ میں پست ترین رہی ہے۔ 1960ء کے عشرے میں ترقی کی رفتار چھ اور سات فیصد تک رہی، 1950ء سے 2006ء تک معاشی حالات کا جائزہ لیا جائے تو نظر آتا ہے کہ سارے نشیب وفراز اور بار بار کی امریکی پابندیوں کے باوجود اوسط رفتار ترقی سالانہ پانچ فیصد رہی

Marfat.com

یہ صورتحال پاکستان کی 64 سالہ تاریخ میں پہلی بار رونما ہوئی، کہ گزشتہ چار برسوں میں اوسط رفتار ترقی 2.5 فیصد رہی ہے۔ جو آبادی میں 2.1 فیصد اضافے کے بعد ترقی کے مفقود ہونے اور حقیقی جمود کی غماز ہے۔ اس پر مستزاد مہنگائی اور افراط زر ہے جس کی اوسط شرح ان چار برسوں میں 15 فیصد رہی اور اشیائے خوردونوش کی مہنگائی کا اوسط سالانہ 18 فیصد رہا ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ان چار برسوں میں غربت میں ہوشربا اضافہ ہوا ہے۔ وہ افراد جن کی روزانہ آمدنی 1.25 ڈالر (100) روپے یا اس سے کم ہے۔ کی تعداد 2000ء میں 4 کروڑ 70 لاکھ تھی جو 2011ء میں بڑھ کر 7 کروڑ 20 لاکھ ہوگئی ہے۔ یعنی مطلق غربت میں 2 کروڑ 20 لاکھ ہوگئی ہے۔ اگر غربت کی حد کو ڈالر یا 170 روپے یومیہ رکھا جائے تو 18 کروڑ کے اس ملک میں 11 کروڑ افراد اس کمسپرسی کے عالم میں مبتلا ہیں ملک میں عدم مساوات میں دن دوگنا اور رات چوگنا اضافہ ہو رہا ہے۔ آبادی کا ایک فیصد ہر مہینہ اوسطاً پانچ لاکھ یا اس سے زیادہ کما رہا ہے۔ اوپر کا 10 فیصد 50 ہزار ماہانہ یا اس سے زیادہ کما رہا ہے۔ دوسری طرف آبادی کا وہ 10 فیصد ہے جو معیشت کے پست ترین درجے میں ہے۔ اس ماہانہ آمدنی 2007ء روپے یا اس سے بھی کم ہے۔ ان چار برسوں میں کھانے پینے کی اشیاء میں اوسط اضافہ 74 فیصد ہوا ہے۔ اور بے روزگاری میں بھی 20 فیصد سے زیادہ اضافہ ہو چکا ہے بجلی اور گیس کی قلت اور مہنگائی نے حالات کو اور بھی خراب کر دیا ہے۔ زراعت اور بڑی صنعت میں ترقی کی رفتار منفی رہی ہے۔ یا برائے نام اضافہ ہوا ہے۔

☆☆☆☆☆

# عذاب الٰہی کو ٹالنے کی صورت

اسلامی جمہوریہ پاکستان آج سے کم وبیش 65 سال قبل دوقومی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا، اس کے لئے مسلمانوں کو کیسی کیسی قربانیاں دینی پڑیں۔ اس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ معصوم بچوں کو ذبح کیا گیا، نیزوں پر اچھالا گیا، زندہ

Marfat.com

جلایا گیا، نہ معلوم کتنی عفت مآب خواتین کی بے حرمتی کی گئی، چھاتیاں کاٹی گئیں، پیٹ پھاڑے گئے، نومولود بچوں کو خنجروں اور نیزوں میں پرویا گیا، کتنے مکان، مکینوں سمیت جلا دیئے گئے مہاجرین کے قافلوں کو جا بجا لوٹا گیا، بیشتر کو موت کے گھاٹ اتارا گیا جا بجا لاشوں کے ڈھیر، راستے خون سے رنگین، مکانات کھنڈر، بستیاں ویران ہر طرف تباہی اور بربادی کے المناک مناظر جنہیں بیان کرتے ہوئے یا پڑھتے ہوئے کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں نے یہ ساری قربانیاں اس امید پر دیں کہ ایک ایسا ملک معرض وجود میں آئے گا جہاں اسلامی قانون نافذ ہوگا۔ اور مدینہ منورہ کی طرز پر ایک اسلامی ریاست قائم ہوگی لیکن افسوس اسلامی قوانین کا نفاذ تو رہی دور کی بات، 25 سال بعد ہمارے حکمران اُس وعدے سے ہی منحرف ہوگئے جس کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔ بڑی ڈھٹائی اور بے حیائی سے حکمرانوں نے صاف صاف کہنا شروع کر دیا کہ پاکستان بنانے کا مقصد اسلامی ریاست ہرگز نہ تھا بلکہ معاشی اعتبار سے ایک خوشحال ملک بنانا مطلوب تھا۔ اس خیانت اور بدعہدی کی ہمیں سزا یہ ملی کہ پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا اور ایک بار پھر وہی قتل و غارت خون ریزی اور عصمت دری اور ظلم و ستم کی داستانیں اپنے ہم وطن مسلمان بھائیوں کے ہاتھوں دہرائی گئیں۔ جو پہلے غیروں کے ہاتھوں پیش آئی تھیں۔ لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کوئی سبق حاصل نہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد سے کی بے وفائی میں پہلے سے زیادہ بے باک ہو گئے۔ سودی نظام معیشت، کرپشن، فحاشی، بے حیائی، الحاد، لادینیت، اسلامی احکام کا تمسخر و استہزاء تو پہلے سے ہی چلا آ رہا تھا نام نہاد روشن خیال اور اعتدال پسند حکومت نے ملک و ملت سے غداری کے نئے ریکارڈ قائم کئے۔ اپنے مسلمان افغان بھائیوں کا قتل عام کرنے کے لئے آئمہ کفر سے انتہائی بزدلانہ اور غلامانہ انداز میں تعاون کیا۔ ڈالروں کے لالچ میں مجاہدین اور غیور محبّ وطن پاکستانیوں کو امریکہ کے ہاتھ فروخت کیا۔ کفار کو خوش کرنے کے لئے نہ صرف مساجد اور مدارس کا تقدس پامال کیا بلکہ مساجد اور مدارس کے طلباء اور طالبات کا قتل عام کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

# آخری گزارشات:

فخر کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ پورے عرب میں متعدد بار مال تجارت کے سلسلہ میں تشریف لے گئے۔ راستے میں سردار ابو طالب کے ہمراہ تجارت کا مال فروخت کیا اور بالخصوص الحرمین الشریفین میں ہر چوک وگلی اور اضافی بستیوں میں قبائلی سرداروں و بدوؤں کو دین اسلام دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ 13 سال مکی زندگی، 10 سال مدنی زندگی کی ایک بہت بڑی کتاب کی حیثیت میں محفوظ و مامون ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی 63 سالہ زندگی میں 40 سال سے بالعموم اور نبوت کے 23 سال بالخصوص دن ورات کا ایک ایک لمحہ روایات میں رقم ہے۔ اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے در و دیوار گواہی دے رہے ہیں کہ قرآن مجید کی یہ سورۃ یہاں نازل ہوئی اور اس کا سبب و پس منظر یہ ہے سعودی گورنمنٹ نے جگہ جگہ بورڈ آویزاں کر رکھے ہیں کہ اس جگہ پر قرآن پاک کی فلاں سورۃ نازل ہوئی تھی۔ اسی لئے اللہ کریم نے خود فرمادیا کہ میرا نبی ﷺ تمہارے لئے نمونہ و مکمل رہنمائی ہے۔ دنیائے عالم میں تمام مذاہب کے کسی بھی رہنما و لیڈر کی لائف قلم بند نہ ہے۔ آج کے دور میں عیسائیوں کی بڑی یلغار ہے لیکن بائبل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا صرف 3 سال کی زندگی کا حصہ بیان ہے باقی زندگی کا کوئی ثبوت نہ ہے۔ اور یہی حال دنیا میں دوسرے مذاہب، دوسرے جملہ قائدین کا ہے اور یہ سعادت صرف اور صرف مسلم اُمہ کو حاصل ہے کہ نبی رحمت ﷺ کی پوری کی پوری زندگی حدیث میں قلم بند ہے اس نبی رحمت ﷺ کی جملہ دعوتی و تبلیغی و جہادی اور دینی معاملات کو جمع کرنا اس کمترین وکم علم کے بس کی بات نہیں ہے

بلکہ یہ کاوش وکوشش اپنے جذبہ ایمانی کو بڑھانے اور ہر زائر و حجاج کرام کی راہنمائی و بہترین اور جذبہ ایمان کو بڑھانے کے لئے سرانجام دیا ہے۔ تحریر و مشاہدات میں غلطی یا کوتاہی کی اطلاع دینے والے شخص کے ہم مشکور و ممنون ہونگے اور آئندہ ایڈیشن میں اصلاح شکریہ کے ساتھ کریں گے اللہ کریم ہماری اس کوشش کو قبول و منظور فرماتے ہوئے توشہ آخرت بنائے (آمین ثم آمین)، کتاب کی تیاری میں علمی اور عملی تعاون فرمانے والے تمام حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

Marfat.com

ہماری اگلی کاوش ان شاءاللہ " کتاب اللباس " ہوگی جس میں لباس کے بارے میں شرعی احکام واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی اگر اس کے نتیجہ میں کسی ایک فرد کی سوچ بھی بدل گئی تو ان شاءاللہ ہماری محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔


الراقم

## الحاج میاں عبدالکریم

صدر ادارہ صوت الاسلام ٹرسٹ فیصل آباد، پاکستان

وصدر نظریہ پاکستان فورم فیصل آباد ڈویژن

مرکزی دفتر: P-490 مدینہ چوک افغان آباد فیصل آباد

فون 2648999-2620797 فیکس 2620799

موبائل 0300-9668076

*Hppt://www.sautulislam.org*
*E-mail:abdulkareem@gmail.com*
*abdulkareem@live.com.pk*


Marfat.com

# ۵۔ رُمُوزِ اَوقاف

| نمبر | رموز | اسمائی رموز | احکام |
|---|---|---|---|
| ۱ | م | وقف لازم | یہاں ٹھہرنا لازمی ہے۔ |
| ۲ | ○ | آیت مطلق | یہاں وقف کیا جائے |
| ۳ | ۵ | آیت کوفی | یہاں بھی وقف کیا جائے |
| ۴ | ط | وقف مطلق | ٹھہرنا ضروری ہے |
| ۵ | ج | وقف جائز | ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں جائز ہیں مگر ٹھہرنا بہتر ہے |
| ۶ | لا | لا وقف علیہ | یہاں ہرگز نہ ٹھہریں |
| ۷ | ز | وقف مجوز | یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے |
| ۸ | ص | وقف مرخص | اگر سانس ٹوٹ جائے تو ٹھہر سکتے ہیں ورنہ ملا کر پڑھیں |
| ۹ | صلے | قد یوصل | ملا کر پڑھنا بہتر ہے |
| ۱۰ | قف | یوقف علیہ | یہاں ٹھہرنا چاہیے |
| ۱۱ | وقفہ | وقف | تھوڑا سا قیام کریں مگر سانس نہ ٹوٹے |
| ۱۲ | سکتہ (س) | سکتہ | یہاں اس طرح قیام کریں کہ سانس نہ ٹوٹے |
| ۱۳ | ق | قیل علیہ الوقف | ملا کر پڑھنا بہتر ہے |
| ۱۴ | ∴ ∴ | معانقہ | پہلے تین نقطوں پر ملا کر پڑھیں اور دوسرے تین نقطوں پر ٹھہر جائیں یا پہلے تین نقطوں پر ٹھہر جائیں اور دوسرے تین نقطوں پر ملائیں |

نوٹ:- جہاں دو علامتیں ہوں۔ وہاں اُوپر کی علامت کے مطابق عمل کریں۔

Marfat.com

# برائے ایصال ثواب

مرحومین والد محترم الحاج میاں خوشی محمد و والدہ محترمہ و مرحوم چچا محترم الحاج میاں محمد رمضان و مرحومہ چچی جان جنہوں نے بندۂ ناچیز کی پرورش و تربیت کی اور کمال حد تک اپنا حق والدین ادا کیا۔ انہی کی دعاؤں و برکتوں سے عزت و تکریم ملی۔

الحمد للہ رب العالمین اللہ کریم اپنے خصوصی انعام و کرم سے جنت الفردوس عطا کرے۔ (آمین ثم آمین)

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

منجانب

## الحاج میاں عبدالکریم

صدر ادارہ صوت الاسلام ٹرسٹ


مرکزی دفتر: P490 مدینہ چوک افغان آباد فیصل آباد۔ پاکستان

فون 2620797-2648999 فیکس 041-2620799


Marfat.com

# تلاوتِ قرآن مجید میں احتیاط ضروری ہے

قرآن مجید میں اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اعراب کے رد و بدل سے معنے تبدیل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل ہر مقام ایسے ہیں جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے۔ لہٰذا تلاوت قرآن کے وقت ان مقامات پر احتیاط کرنا لازمی ہے

| نمبر شمار | پارہ | صفحہ | سطر | صحیح | غلط |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۱ | ۲ | ۴ | إِيَّاكَ نَعْبُدُ (بالتشدید) | إِيَاكَ نَعْبُدُ (بلا تشدید) |
| ۲ | ۱ | ۲ | ۶ | أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ | أَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ |
| ۳ | ۱ | ۲۵ | ۷ | وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ | وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمُ رَبَّهُ |
| ۴ | ۲ | ۵۴ | ۹ | وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ | دَاوُودَ جَالُوتُ |
| ۵ | ۳ | ۵۵ | ۹ | اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ | اٰللّٰهُ (بالمد) |
| ۶ | ۳ | ۵۸ | ۳ | وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ | يُضٰعَفُ |
| ۷ | ۶ | ۱۳۹ | ۴-۳ | رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ | مُبَشَّرِينَ وَمُنْذَرِينَ |
| ۸ | ۱۰ | ۲۴۳ | ۷ | مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۙ وَرَسُولُهُ | وَرَسُولِهِ |
| ۹ | ۱۵ | ۳۶۷ | ۷ | وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ | وَمَا كُنَّا مُعَذَّبِينَ |
| ۱۰ | ۱۶ | ۴۱۸ | ۱۳ | وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهُ | وَعَصٰى اٰدَمَ رَبُّهُ |
| ۱۱ | ۱۷ | ۴۳۰ | ۱۱ | إِنِّي كُنْتُ | إِنِّي كُنْتَ |
| ۱۲ | ۱۹ | ۴۶۳ | ۴ | لِيَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ | مِنَ الْمُنْذَرِينَ |
| ۱۳ | ۲۲ | ۵۷۴ | ۱ | يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا | مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤَا |
| ۱۴ | ۲۳ | ۵۸۸ | ۲ | فِيهِمْ مُنْذِرِينَ | فِيهِمْ مُنْذَرِينَ |
| ۱۵ | ۲۶ | ۶۶۹ | ۸ | صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ | صَدَقَ اللّٰهَ رَسُولُهُ |
| ۱۶ | ۲۸ | ۷۲۳ | ۱۲ | الْمُصَوِّرُ | الْمُصَوَّرُ |
| ۱۷ | ۲۹ | ۷۵۲ | ۴ | إِلَّا الْخَاطِئُونَ | إِلَّا الْخَاطُئُونَ |
| ۱۸ | ۲۹ | ۷۶۲ | ۴ | فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ | فِرْعَوْنَ الرَّسُولُ |
| ۱۹ | ۲۹ | ۷۷۲ | ۷ | فِي ظِلٰلٍ | فِي ظَلَالٍ |
| ۲۰ | ۳۰ | ۷۷۷ | ۳ | إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ | مُنْذَرٌ |

Marfat.com

## حدیث شریف

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت مندرجہ ذیل وظیفہ پڑھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں وہ شام تک اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اگر اس دن مر جائے تو شہادت کا ثواب حاصل کرے گا اور جو شخص شام کو پڑھے اسے بھی یہی مرتبہ حاصل ہو گا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (یہاں تک تین مرتبہ پڑھیں)

میں، اللہ سننے اور جاننے والے کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ۚ

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ جاننے والا چھپی اور ظاہر چیزوں کو

ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ

وہ بہت مہربان نہایت رحم والا ہے وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ

بادشاہ پاک بے عیب امن دینے والا نگہبان غالب

الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ○ ھُوَ اللّٰہُ

دبدبے والا بڑائی والا پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جن کو لوگ شریک مقرر کرتے ہیں وہی اللہ ہے

الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ

بنانے والا پیدا کرنے والا صورت بنانے والا اسی کے نام ہیں بہت اچھے تسبیح بیان کرتی ہے

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ ع

اس کی ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی غالب دانا ہے

Marfat.com

# موبائل فون کی گھنٹی اور مساجد

سائنس کی ترقی ایٹمی دور سے آگے بڑھتے ہوئے زمانہ جدید کی ایجادات میں انسان کے لئے بہت سہولت، راحت اور فائدہ مسلمہ حیات ہے۔ قرآن کریم کے فیصلے کے مطابق زمینوں و آسمانوں کی اشیاء انسانیت کے لئے مسخر کردی گئی ہیں۔ ماضی میں ناممکن تصور کی جانے والی سہولیات آج کے انسان کے لئے ممکن ثابت ہوچکی ہیں۔ ان ایجادات کی بدولت انسان تکلیف دہ مشقتوں سے آزاد ہوچکا ہے۔ زمینی فاصلے سمٹ چکے ہیں رابطوں کی رفتار تیز ہوچکی ہے اور سفری آسانیاں تمام لوگوں کو حاصل ہیں۔ ان تمام اشیاء کا استعمال اگر حدود و قیود میں رہ کر کیا جائے تو بلاشبہ مفید ہے لیکن کسی قسم کی پابندی کے بغیر ان اشیاء کا استعمال انسان کے لئے مضر اور تکلیف دہ ہے۔ مثال کے طور پر موبائل کی ایجاد ہے کبھی ملاقات اور رابطے سالوں، مہینوں، ہفتوں، دنوں اور گھنٹوں کے محتاج تھے اب منٹوں کے بھی محتاج نہیں رہے۔

موبائل فون کے متعدد مفید، مضر طریقوں سے قطع نظر ہم صرف مساجد، میں بار بار بجنے والی گھنٹی ہی کو مدنظر رکھیں تو طرح طرح کی تیز آواز "ٹیونز" اور نمازیوں کے لئے مخمل عبادت ہیں۔ ہماری نمازیں تو پہلے ہی بے کیف اور بے سرور ہیں نمازوں میں جب مختلف اطراف سے مختلف قسم کی آوازیں بلند ہوتی ہیں تو نمازیوں کی توجہ اور دھیان صرف موبائل کی طرف رہتا ہے۔ اور پھر نماز کے بعد کوئی ایک شخص سخت لہجے میں مخاطب ہوکر بیچارے موبائل زدہ نمازیوں کی خبر لے رہا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں اگرچہ اکثر مساجد میں توجہ کے لئے مختلف نشان یا عبارات درج ہوتی ہیں لیکن وہ عبارات اکثر بے توجہی کا شکار ہی رہتی ہیں۔ ہمیں اس حوالے سے چند چیزوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

☆ مساجد میں داخلے یا اہم اجلاسوں میں شرکت سے قبل موبائل فون بند کرنے کی عادت اپنانی چاہیے یا کم از کم گھنٹی بند کردیں موبائل ٹونز حتی الامکان ہلکی آواز میں اور سادہ رکھیں۔

☆ ہمارے ہاں مختلف قسم کی موزیکل ٹیونز ایک فیشن بن چکا ہے جس میں نمازیوں، مسافروں اور قریبی لوگوں کے آرام میں خلل کا خیال بالکل نہیں رکھا جاتا۔

☆ مختلف گانوں پر مشتمل ٹیونز اسلامی شریعت تہذیب اور مزاج کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ آس پاس کے لوگوں کے لئے باعث اذیت بھی ہیں۔

Marfat.com

مساجد کے اندر گانوں کی آواز کا بلند ہونا تو انتہائی خطرناک ہے اس لئے کہ مسجد ایک مقدس مقام ہے جسے عبادت کے لئے خاص کیا گیا ہے اور اس میں عبادات کے علاوہ عام دنیاوی باتوں سے بھی احتراز کا حکم ہے۔

مساجد میں گانوں کی آواز کا بلند ہونا تمام مسلم سوسائٹی کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ اس مصیبت میں بڑا دخل نمازی حضرات کا ضروری مسائل سے نابلد ہونے کا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ جس نمازی کے موبائل کی گھنٹی بج رہی ہوتی ہے وہ بند کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ حالانکہ مسئلہ کے حوالے سے علماء کرام وضاحت فرماتے ہیں کہ عمل قلیل کے ذریعے موبائل فون کو دوران نماز بند کیا جاسکتا ہے۔

بعض نمازی یا آئمہ حضرات موبائل کی گھنٹی بجنے پر خاصے جذباتی ہوجاتے ہیں اور انتہائی غصے میں طویل لیکچر شروع کردیتے ہیں اس ضمن میں اعرابی کا واقعہ تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے جس میں مسجد کے تقدس سے لاعلم ہونے کی وجہ سے مسجد میں آکر اعرابی نے حاجت ضروریہ شروع کردیا، صحابہ کرامؓ نے سختی کرنا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو منع فرمایا اور تسلی سے اس دیہاتی کو حاجت ضروریہ کرنے دیا بعدازاں آپ ﷺ نے اسے طلب فرما کر نرمی اور ملائمیت سے مسجد کا تقدس سمجھایا اور مساجد کے احترام بارے درس دیا یہ مساجد اللہ کے گھر ہیں۔ نماز تلاوت اور ذکر اللہ کے لئے بنائے جاتے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ اس موقع پر رسول کریم ﷺ کی تعلیمات کو مدنظر رکھ کر نرمی سے مسجد کے احترام کے متعلق سمجھایا جائے، غفلت اور سستی کے نقصانات سے آگاہ کردیا جائے۔ سخت لہجہ اختیار کرنے سے مسجد کا تقدس پامال ہوتا ہے باہمی چپقلش بھی جنم لیتی ہے جو طرفین کے لئے مضر اور نقصان دہ ہے۔

اگرچہ اعرابی (بدو) اور یہاں کے طبقے میں فرق ہے لیکن پھر بھی انسان ہونے کے ناطے بھول کے عذر کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ عموماً نمازی حضرات اپنی بساط کی حد تک نماز سے قبل موبائل بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اگر ایک محدود سے جامر کا انتظام نماز کے اوقات میں مسجد کی حد تک ہوجائے تو پھر مذکورہ تمام مسائل جنم ہی نہ لیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مساجد کے تقدس، احترام اور عظمت کو دل ودماغ میں بٹھانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

المشتہر الحاج
صدر ادارہ صوت الاسلام ٹرسٹ
میاں عبدالکریم
مرکزی دفتر
P-490 مدینہ چوک افغان آباد فیصل آباد
فون 2620797-2648999

سوچنے کی باتیں 9 جمادی الاول بمطابق 10 جولائی 2003ء تعداد 5000

## مصنف کی دیگر کتب

1- اسلام اور عیسائیت سلسلہ تبلیغ نمبر 27 پہلا ایڈیشن 7 صفر المظفر 1384ھ تعداد 5000

2- سوشلزم یا اسلام سلسلہ تبلیغ نمبر 59 پہلا ایڈیشن 27 جمادی الثانی 1388ھ 22 ستمبر 1968ء تعداد 5000

3- خطبہ حجۃ الوداع سلسلہ تبلیغ نمبر 151 پہلا ایڈیشن 8 جمادی الثانی 1419ھ یکم اکتوبر 1998ء تعداد 5000
دوسرا ایڈیشن 7 شعبان المعظم 1419ھ 27 نومبر 1998ء تعداد 5000

4- تحریف بائیبل سلسلہ تبلیغ نمبر 29 پہلا ایڈیشن یکم رمضان المبارک 1383ھ 21 دسمبر 1963ء تعداد 2000
دوسرا ایڈیشن یکم رمضان المبارک 1419ھ 21 دسمبر 1998ء تعداد 2000

5- اسے کیا کہیں الہام خدائے رحیم یا کلام شیطان الرجیم سلسلہ تبلیغ نمبر 19 پہلا ایڈیشن 17 محرم الحرام 1383

6- جادو اور کہانت کی حیثیت سلسلہ تبلیغ نمبر 155 پہلا ایڈیشن 30 ذیقعد 1419ھ مارچ 1999ء تعداد 3000

7- الحرمین شریفین کے دیس میں سلسلہ تبلیغ نمبر 182 پہلا ایڈیشن شعبان المعظم 1422ھ تعداد 5000
دوسرا ایڈیشن شعبان المعظم 1424ھ بمطابق اکتوبر 2003ء تعداد 5000

8- دین اسلام میں جمعۃ المبارک کی فرضیت واہمیت سلسلہ تبلیغ نمبر 199 پہلا ایڈیشن محرم الحرام 1430ھ

9- اہل فکر و دانش کے لئے یاددہانی سلسلہ تبلیغ نمبر 203 پہلا ایڈیشن رمضان المبارک 1431ھ تعداد 5000

10- حج وعمرہ زیارت مسجد نبوی سلسلہ تبلیغ نمبر 158 پہلا ایڈیشن 30 ذیقعد 1419ھ تعداد 3000

ودیگر کتب اور مقالہ جات ومضامین وغیرہ

## مندرجہ ذیل مقامات سے آپ مفت حاصل کر سکتے ہیں

1- P-490 مدینہ چوک افغان آباد شہر فیصل آباد/ پاکستان فون 2648999

2- عمر فاروق شاپنگ سنٹر کچہری بازار فیصل آباد/ پاکستان فون 2620797

3- جامع مسجد الحاج محمد رمضان والی بالمقابل نیاب گلی نمبر 2 رشید آباد جھنگ روڈ فیصل آباد

Marfat.com